اپنے ربّ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے

قرآنی تقریریں

شیخ الحدیث حضرت علامہ عبد المصطفیٰ صاحب اعظمی

خزینہ علم و ادب
الکریم مارکیٹ اردو بازار - لاہور ۷۳۱۴۳۱۶۹

ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ

اپنے رب کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے

قرآنی تقریریں

مرتبہ

شیخ الحدیث علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی

خزینہ علم و ادب

الکریم مارکیٹ' اردو بازار' لاہور۔

marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	قرآنی تقریریں
مصنف	علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی مجددی صاحب
مصحح	حافظ محمد مسعود اشرف قصوری
طابع	نذیر محمد
بار اول	۱۴۲۰ھ ۲۰۰۰ء
ناشر	خزینہ علم وادب
مطبع	رضا پرنٹرز
کمپوزنگ	مدینہ کمپوزنگ سنٹر
قیمت	60/-

ملنے کے پتے

☆ مکتبہ رحمانیہ اقراء سینٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

☆ اسلامی کتب خانہ فضل الٰہی مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور

☆ خزینہ علم وادب الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور

☆ کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی

☆ نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی

marfat.com

فاتحہ

میں اپنی اس تالیف کے ذریعے اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت مولانا الحاج احمد رضا خان صاحب قبلہ بریلوی متوفی ۱۳۴۰ھ اور تمام علماء اہلسنت واولیاء امت وشہداء ملت ومجاہدین صداقت رحمہم اللہ تعالیٰ کی ارواح طیبہ کو ایصال ثواب کرتا ہوں۔

ناظرین کرام بھی فاتحہ پڑھ کر اس کتاب کا مطالعہ فرمائیں۔

(مؤلف)

marfat.com

پہلی نظر

اٹھائے کچھ ورق لالہ نے، کچھ نرگس نے کچھ گل نے
چمن میں ہر طرف بکھری ہوئی ہے داستان میری
اڑا لی قمریوں نے، طوطیوں نے، عندلیبوں نے
چمن والوں نے مل کر لوٹ لی طرز فغاں میری

مدت دراز سے بعض سعادت مند تلامذہ اور مخلص احباب کا شدید تقاضا اور مخلصانہ اصرار تھا کہ میں اپنی چند تقریروں کو قلمبند کر کے طبع کرادوں تاکہ واعظین وطلبہ اور عوام بھی اپنی اپنی استعداد وبساط کے مطابق ان مواعظ سے بہرہ مند و فیض یاب ہوں۔

چنانچہ سب سے پہلے میں نے رمضان ۱۳۸۷ھ میں سات وعظوں کا ایک مجموعہ تحریر کر دیا۔ جو "ایمانی تقریریں" کے نام سے شائع ہوا۔ جس کو بحمدہ تعالےٰ عوام وخواص نے بے حد پسند کیا اور ملک بھر میں مقبول ہو گیا۔ یہاں تک کہ اس کا دوسرا حصہ تحریر کرنے کے لیے مخلصین نے اتنا شدید تقاضا شروع کر دیا کہ میں ان کے جذباتی اصرار اور محبت بھرے خطوط کے انبار سے چشم پوشی کی تاب نہ لا سکا اور انکار یا فرار کا کوئی راستہ ہی نظر نہیں آیا۔ چنانچہ رمضان ۱۳۸۸ھ کی تعطیل میں سات تقریروں کا ایک دوسرا مجموعہ مرتب کرنا پڑا جو "نورانی تقریریں" کے نام سے شائع ہو کر نذر ناظرین ہوا اور بحمدہ تعالیٰ اس کو بھی قدردان احباب نے میری امیدوں سے کہیں زیادہ پسند فرمایا اور تحسین وآفرین کے خطوط سے مجھ کمترین کو نوازا اور اس کا تیسرا حصہ تحریر کرنے کے لیے اس قدر اپنے اشتیاق اور تمناؤں کے اظہار سے مجھ پر اخلاقی دباؤ ڈالا کہ باوجود علالت کے انتہائی قلت میں رمضان

marfat.com

۱۳۸۹ھ کی تعطیل میں چھ تاریخی تقریروں کا ایک تیسرا مجموعہ لکھ دینا پڑا۔ جو "حقانی تقریریں" کے نام سے موسوم ہو کر زیور طبع سے آراستہ ہوا اور قدر دانوں نے انتہائی گرم جوشی کے ساتھ ہاتھوں ہاتھ لے لیا اور بفضلہ تعالیٰ یہ تینوں کتابیں جو میری منتخب تقریروں کا خلاصہ اور بیس مواعظ کا مجموعہ ہیں، اس قدر مقبول خواص و عوام ہوئیں کہ نہ صرف ہندوستان و پاکستان کے علماء اور واعظین نے ان کو اپنی تقریروں کا ماخذ اور سرمایہ بنایا بلکہ انگلینڈ اور افریقہ کے اردو داں ارباب علم و احباب ملت نے بھی اس کو ایک نادر الوجود علمی تحفہ سمجھ کر اپنے کتب خانوں کی زینت بنایا اور مجھ فقیر کو اپنے دعا ناموں اور مبارک بادی کے خطوط سے سرفراز فرمایا۔ مقبولیت کے بارے میں بجز اس کے میں کچھ بھی نہیں کہہ سکتا کہ ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ط ورنہ میں کیا؟ اور میری پراگندہ تحریروں کی حقیقت ہی کیا؟

اب اپنے قدر دانوں کی تمناؤں کا احترام کرتے ہوئے اپنے قلیل فرصت میں اپنی خاص خاص دس تقریروں کا مجموعہ تیار کر کے "قرآنی تقریریں" کے نام سے ناظرین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ جو مندرجہ ذیل عنوانوں پر مشتمل ہے (۱) خداوندی جلال وجمال (۲) مغفرت کی تین شرطیں (۳) دربار نبوت کا ادب (۴) رسول کا علم غیب (۵) نعرۂ رسالت (۶) بشریت مصطفےٰ ﷺ (۷) اسلامی زندگی (۸) تفسیر سورۃ تبت ید (۹) تین محبوب خصائل (۱۰) فلسفہ موت۔

آخر میں انتہائی جوش تواضع اور جذبہ تشکر کے ساتھ اپنی پیشانی عبودیت کو اپنے معبود بے نیاز کی بارگاہ بندہ نواز میں سجدہ ریز کرتے ہوئے اپنے رب کریم کے اس فضل عظیم

marfat.com

کو بیان کرنے میں ایک خاص قسم کا قلبی انبساط اور روحانی وجد محسوس کرتا ہوں کہ الحمد للہ میں نے بغیر کسی خلل یا طمع کے نہایت ہی شرح صدر کے سات اپنے سینے کے ان جواہر پاروں کو ہر خاص وعام کے لیے بطور تحفہ پیش کر دیا ہے۔ مولی تعالی قبول فرمائے اور اس کو نافع الخلائق بنائے۔ (آمین)

امید ہے کہ ناظرین میری اس حقیر علمی ودینی خدمت کو اپنے دامن قبول میں جگہ عطا فرما کر مجھ بے علم وبے عمل کے لیے دینی استقامت وعافیت دارین اور حسن خاتمہ کی دعا فرمائیں گے۔ کیوں کہ:

عمر بگذشت وحدیث دردما آخر نشد
شب بآخر شد کنوں کوتہ کنم افسانہ را

والحمدللہ رب العالمین والصلوۃ والسلم علی
اشرف المرسلین وعلی الہ وصحبہ اجمعین

عبدالمصطفیٰ الاعظمی عفی عنہ

marfat.com

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
پہلا وعظ	13	لطیفہ	54
خداوندی وجمال	13	دربار رسول کی حاضری	55
ایک فلسفی اور صوفی	17	مسجد نبوی کے چند ستون	56
نیکی اور بدی کی تاثیر	21	حضرت ابولبابہ کی توبہ	57
ایک صالح کا باغ	22	قبر انور کے حضور حاضری	62
حضرت نوح علیہ السلام کی تقریر	25	قبر منور سے اعلان مغفرت	63
استغفار کے چار فائدے	26	وسیلہ کے ذریعے حاضری	65
بدی کی تاثیر	29	توبہ واستغفار	68
قوم عاد کی ہلاکت	31	قطب المدار کا مناظرہ	69
قوم ثمود کی بربادی	31	شفاعت رسول	76
قوم سبا کا انجام	36	**تیسرا وعظ**	80
دوسرا وعظ	43	**دربار نبوت کا ادب**	80
مغفرت کی تین شرطیں	43	شان نزول	86
امام اعظم کی عمر	45	تین بشارتیں	88
مغفرت کی تین شرطیں	48	مختار دو عالم	90
شان نزول	48	علم غیب رسول	91

marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
ثابت بن قیس کی زندگی	92	علم قیامت	139
ثابت بن قیس کی شہادت	93	چہ دانی کیا ہے؟	142
ثابت بن قیس کی کرامت	94	کل کیا کرے گا؟	144
امام مالک اور ہارون رشید	95	کون کہاں مرے گا؟	145
آیت حجاب	99	علم غیب رسولؐ اور صحابہ	146
بنی تمیم کے اعراب	100	مالک بن عوف کے دو شعر	149
قبر نے ٹھکرادیا	102	حضرت حسان کی ایک نعت	150
منہ ٹیڑھا ہوگیا	102	انصاری بچیوں کا گیت	151
عبرت آموز قصہ	105	خلاصہء کلام	153
چوتھا وعظ	110	علم نبوت کی تین قسمیں	154
رسول کا علم غیب	110	پانچواں وعظ	156
ساری دنیا پیش نظر	114	نعرہ رسالت	156
علوم آدم کی فہرست	119	رسول کو رشتوں سے پکارنا	162
آیت کی چند تفسیریں	123	نعرہ رسالت	164
آیات علم غیب رسول	129	نبی یا ولی کو پکارنا	165
وہابی دلائل کا رد	132	نماز میں نبی کو سلام	166
تطبیق آیات	134	ایک عجیب دعا	168
پانچ چیزوں کا علم	137	دلچسپ لطیفہ	170
		بزرگان دین کا عمل	171

marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
دور سے پکارنا شرک نہیں	174	ساتواں وعظ	210
غیر اللہ سے استعانت	176	اسلامی زندگی	210
ایک عجیب عمل	177	تورات وانجیل کی حیثیت	215
مردوں کو پکارنا شرک نہیں	178	چراغ اور سورج کی مثال	216
منکرین کی دلیل کارد	179	داڑھی کی اہمیت	218
چھٹا وعظ	185	اسلامی سلام	220
بشریت مصطفےٰ	185	السلام علیکم کے معنی	222
اس آیت کا مطلب	188	شیطان دشمن ہے	225
شیخ محقق کی تحقیق	191	حضرت معاویہ اور ابلیس	225
امام رازی کی تفسیر	193	دو صاحب اخلاص بزرگ	228
دستار بندی کی مثال	195	آٹھواں وعظ	232
رسولوں کو بشر کہنا بے ادبی ہے	199	تفسیر سورہ تبت یدا	232
ایک سوال اور جواب	200	شان نزول	236
کفار کی بولی	201	ابولہب کا انجام	242
خاتمہ	207	اُم جمیل کی پھانسی	242
		ابولہب اور ام جمیل جہنمی	243
		لطیفہ	243
		پہلا نکتہ	246
		دوسرا نکتہ	247

marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
تیسرا نکتہ	248	مولائے کائنات کی مرضیات	269
چوتھا نکتہ	250	مہمان کی خدمت	269
نواں وعظ	252	گرمیوں کا روزہ	269
تین محبوب خصائل	252	جہاد میں تلوار کی مار	270
رسول کی تین پیاری چیزیں	258	جبریل کی پسندیدہ چیزیں	271
خوشبو	259	کون تین چیزیں خدا کو پسند ہیں	271
ازواج مطہرات	261	بذل استطاعت	271
نماز	261	گریہ ندامت	272
محبوبات صدیق	262	فاقہ پر صبر	273
جمال نبوت کا نظارہ	262	دسواں وعظ	275
قدم رسول پر دولت کی نچھاور	264	فلسفۂ موت	275
لخت جگر نکاح رسول میں	264	اچھی موت اور بری موت	280
فاروق اعظم کی محبوب چیزیں	265	نیکوکار اور بدکار کی موت	283
امر بالمعروف و نہی عن المنکر	265	نیکوکار اور بدکار کی قبریں	286
پرانا کپڑا	265	رسول حاضر و ناظر ہیں	289
عثمان غنی کی محبوبات	267	شہید کی موت	291
بھوکوں کو کھانا کھلانا	267	موت کے مشتاق	294
ننگوں کو کپڑا پہنانا	268	بلال بستر موت پر	294
تلاوت قرآن	268	موت کا شوق	297

marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
لطیفہ	297		
ہر مرنے والا برابر نہیں	301		
لاش آسمان کی طرف چلی	301		
ہنسنے والے مردے	302		
موت کے بعد ہاتھ اٹھایا	303		
شہید نے سر اٹھا کر جواب دیا	304		
وفات کے بعد انگلی ہلتی رہی	304		
ہر قبر یکساں نہیں	305		
قبر میں نماز	306		
قبر میں امداد کا وعدہ	306		
کفن سالم بدن تر و تازہ	307		
تمت بالخیر			

marfat.com

مناجات

یا رب شده ام تبه، بیامرز مرا
شد روئے دلم سیہ، بیامرز مرا
دردا! کہ بجز گنہ نکردم کارے
بخشندۂ ہر گنہ، بیامرز مرا

☆ ☆ ☆ ☆

نعت شریف

پیغام خدا نخست آدم آورد
انجام بشارت ابن مریم آورد
باجملہ رسل نامۂ بے خاتم بود
احمد بر مانامہ و خاتم آورد
(علی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام)

marfat.com

پہلا وعظ

☆

خداوندی جلال و جمال

☆

گندم از گندم بروید، جو ز جو
از مکافات عمل غافل مشو

marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی نزل الفرقان علیٰ عبدہٖ لیکون للعلمین بشیرًا ونذیرًا ۝ والصلوٰۃ والسلام علی من ارسلہ الیٰ کافۃ الخلق سر اجامنیرًا ۝ وعلی الہ وصحبہ الذین جزاھم اللہ جنۃ وحریرا

اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ ط وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ ۝ صَدَقَ اللّٰہُ مولینا العَظِیْمُ وصَدَقَ رسولہ النبی الکریم عَلَیْکَ وعلی الہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم

برادران ملت! ایمانی جذبہ محبت کے ساتھ تمام عالم کے مرکز عقیدت حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار عظمت میں درود و سلام کا نذرانہ عقیدت پیش کیجئے اور باآواز بلند پڑھئے۔

اللھم صل وسلّم وبارك علیٰ سیدنا ومولانا محمدٍ وعلی الہ واصحابہ بعدد کل معلوم لكَ صلوٰۃً وّ سلامًا علیہ یا رسول اللہ

محترم حاضرین! میں اپنی تقریر شروع کرنے سے پیشتر دربار رسالت میں اپنی عرض کی ہوئی ایک نعت شریف کا نذرانہ پیش کرتا ہوں۔ آپ لوگ خصوصی توجہ کے ساتھ سماعت فرمائیں۔ عرض کیا ہے کہ :

marfat.com

نعت شریف

سید عالم نبی الانبیاء میرے رسول
اولین و آخرین کے پیشوا میرے رسول

صدر بزم انبیاء مولائے کل فخر رسل
محرم اسرار حق شان خدا میرے رسول

مظہر ذات الٰہی تاجدار کائنات
نائب حق، حاکم ہر ماسوا میرے رسول

مہبط لولاک، سیار فلک عرش آستاں
صاحب معراج و مصداق دنیٰ میرے رسول

سورہ "والفجر" عکس روئے روشن کا بیاں
مطلع "والشمس" و شرح "والضحیٰ" میرے رسول

مطلع انوار، رشک آفتاب و ماہتاب
نیر برج شرف، نور خدا میرے رسول

ابن مریم کی بشارت روح پیغام کلیم
بانیٔ کعبہ کی تاریخی دعا میرے رسول

منصب شان رسالت میں لقب ختم الرسل
منزل محبوبیت میں مصطفےٰ میرے رسول

جن کے قدموں سے ہے وابستہ دو عالم کی نجات
وہ امیر کارواں، وہ حق نما میرے رسول

اعظمی ایماں ہے رب العالمیں میرا خدا
"رحمۃ للعالمیں" صل علیٰ میرے رسول

برادران اسلام! یہ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ خداوند قدوس نے کائنات عالم کی ہر ہر چیز میں طرح طرح کی تاثیر اور قسم قسم کا اثر پیدا فرمادیا ہے۔ دنیا کی کوئی شے بھی تاثیر واثر سے خالی نہیں۔ آپ اس کو محسوس کریں یا نہ کریں۔ مگر یہ آفتاب کی طرح ایک روشن حقیقت ہے کہ دنیا کی ہر چیز اپنے اندر کوئی نہ کوئی تاثیر ضرور رکھتی ہے۔

مثلاً آگ کی تاثیر جلادینا، پانی کی تاثیر ٹھنڈا کر دینا، چاند و سورج کی تاثیر روشن کر

marfat.com

دینا، یہ وہ تابناک حقائق ہیں جن سے دنیا کا کوئی انسان چشم پوشی نہیں کر سکتا۔ اسی طرح مختلف پتھروں کے ٹکڑوں میں، جڑی بوٹیوں کے پتوں، پھلوں، پھولوں میں، درختوں کی شاخوں، تنوں اور جڑوں میں، جانوروں کے خون، گوشت ان کے بال اور کھال میں ۔ غرضیکہ کائنات ارضی ہوں یا مخلوقات سماوی، سفلیات ہوں یا علویات، عالم کی تمام مخلوقات میں خاص خاص تاثیرات واثرات کی ایک مکمل دنیا سمائی ہوئی ہے اور کائنات خداوندی کا ذرہ ذرہ اہل نظر کی نگاہ شوق کو دعوت نظارہ دیتا ہے اور زبان حال سے اعلان کرتا ہے کہ :

نگاہ شوق اگر ہو شریک بینائی　　کچھ اور ہی نظر آتا ہے کاروبار جہاں

ترا وجود ہے قلب ونظر کی رسوائی　　"نگاہ شوق" میسر نہیں اگر تجھ کو

برادران ملت! کائنات عالم کی یہ تاثیرات فقط عالم اسفل اور عالم بالا کی نظر آنے والی مخلوقات ہی تک محدود ومنحصر نہیں۔ بلکہ حد ہو گئی کہ ہمارے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ اور آوازوں میں بھی تاثیرات واثرات کی کارفرمائیاں اپنی پوری توانائیوں کے ساتھ ظاہر ہوتی رہتی ہیں۔ کون نہیں جانتا کہ کچھ الفاظ کو سن کر ہمارے چہرے ہنسی خوشی کی روشنی سے چمک اٹھتے ہیں اور کچھ لفظوں کو سنتے ہی ہم رنج وغم کا ایک خاموش مجسمہ بن جاتے ہیں۔ کچھ ایسے جملے اور کلمات بھی ہیں جن کے کان میں پڑتے ہیں ہمارے جسم کا رونگٹا رونگٹا اور بدن کا بال بال قہر وجلال کا ایک خوفناک آتش فشاں بن جاتا ہے اور کچھ لفظوں اور فقروں کی سماعت سے ہمارا جذبہ بے قراری بیدار ہو جاتا ہے اور ہم پہ گریہ وزاری کا ایک سیلابی طوفان امنڈ پڑتا ہے۔ یہ سب الفاظ وکلمات کی تاثیرات واثرات نہیں ہیں تو اور کیا ہیں؟ انہیں الفاظ وکلمات کی تاثیرات کو بیان کرتے ہوئے ایک عربی شاعر کہتا ہے کہ ؂

marfat.com

جَراحاتُ السِّنان لها التیام
ولا یلتئمُ ما جرح اللسان

یعنی نیزوں اور برچھیوں کے زخم تو بھر جایا کرتے ہیں لیکن زبان کا لگایا ہوا زخم نہیں بھرا کرتا ہے۔

ایک فلسفی اور صوفی : برادران اسلام! الفاظ و کلمات بھی تاثیر واثر رکھتے ہیں۔ اس موقع پر مجھے حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک سبق آموز واقعہ یاد آ گیا۔

حضرت خواجہ موصوف ایک مرتبہ اپنے مریدین کے حلقے میں خدا کے اسم جلالت "اللہ" کی تاثیرات بیان فرما رہے تھے اور یہ ارشاد فرما رہے تھے کہ سالک اگر "اللہ اللہ" کا ذکر خفی اپنے قلب صنوبری پر کرے تو چند یوم کی ریاضت سے اس کا قلب زاکر ہو جائے گا اور اس نام پاک کے انوار و برکات اور الوان و کیفیات کو ذکر کرنے والا خود مشاہدہ کرے گا اور اس کو روحانی عروج محسوس ہونے لگے گا۔ غرض آپ طرح طرح سے اسم جلالت کے خواص واثرات بیان فرما رہے تھے۔ اتفاق سے مشہور فلسفی بو علی بن سیناء بھی مجلس میں حاضر تھا۔ منطق و فلسفہ کے چرندوں نے اس کے دل و دماغ کے ایمانی باغ کو چرتے چرتے بالکل تاخت و تاراج کر ڈالا تھا۔ یہ ملحد صفت فلسفی آپ کی تقریر سن کر ہنسنے لگا اور اس کو بڑا تعجب ہوا کہ بھلا لفظ "اللہ" کے ذکر سے اتنی کیفیات اور اس قدر تاثیرات واثرات کا ظہور کیوں کر ہو سکتا ہے؟ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمہ نے اپنے نور باطن سے اس فلسفی کے قلبی خطرات و خیالات کو بھانپ لیا اور تڑپ کر ارشاد فرمایا کہ "اے بو علی بن سیناء تو گدھا ہے۔" اس لفظ کا سننا تھا کہ شرم و حیا اور رنج و غصہ سے بو علی بن سیناء کا

marfat.com

چہرہ سرخ ہو گیا۔ آنکھوں میں غیظ و غضب کے شعلوں کی سرخی نمودار ہو گئی۔ گردن کی رگیں پھول گئیں اور منہ ایسا بگڑ گیا کہ گویا دس پانچ لیموں اس کے منہ میں ایک دم نچوڑ دیے گئے ہوں۔ حضرت خواجہ نے فلسفی کا جب یہ حال دیکھا تو فرمایا کیوں؟ بو علی بن سیناء تجھے کچھ ہوش آیا۔ دیکھ! میں نے تیرے سامنے ایک حقیر جانور گدھا کا نام لیا۔ تو اس لفظ کی تاثیر کا تیرے اوپر اتنا اثر ہوا کہ تیرا پھول جیسا کھلا ہوا چہرہ دم زدن میں مرجھا کر بالکل منحوس ہو گیا اور تیری ہنسی خوشی کی آبادی پر رنج و غم اور غیظ و غضب کی ایسی بمباری ہو گئی کہ تو قہر و غضب اور ندامت و خجالت کا ایک ٹوٹا پھوٹا مکروہ مجسمہ بن گیا۔ اے نادان فلسفی! جب "گدھے" کے نام میں اتنی زبردست تاثیر اور اتنے زور کا اثر ہے تو کیا خلاق عالم رب العالمین جل جلالہ کے نام میں کوئی تاثیر نہ ہو گی؟

برادران ملت! حضرت خواجہ ابو الحسن خرقانی علیہ الرحمہ کی یہ نورانی تقریر اور عرفانی تنبیہ سن کر بو علی بن سیناء کے ہوش اڑ گئے۔ اور ایک دم اس کے دل کے تمام دریچے کھل گئے اور لفظ "اللہ" کی تاثیرات و کیفیات کے انوار آفتاب عالم تاب کی طرح اس کی نگاہوں کے سامنے اس شان سے جگمگانے لگے کہ اس کے دل و دماغ کے گوشے گوشے میں تجلیات ذوالجلال کے ہزاروں چراغ روشن ہو گئے۔ اور اس کے ضمیر کی گہرائیوں میں پشیمانی کی ٹھوکروں سے ندامت کا ایک چشمہ ابل پڑا۔ جو اس کی دونوں آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب بن کر امنڈ پڑا۔ اور حضرت خواجہ کے قدموں پر سر رکھ کر بھرائی ہوئی آواز میں عرض کرنے لگا:

"حضور والا: میں عہد کرتا ہوں کہ اس روشن حقیقت کا میں زندگی بھر بانگ دہل

marfat.com

اعلان کرتا رہوں گا کہ ؎

رسائی اہل دل کی ہے جہاں تک
خرد والے نہ پہنچیں گے وہاں تک

برادران ملت! سبحان اللہ سبحان اللہ۔ یہی وہ مضمون ہے جس کو شاعر مشرق نے بھی کیا خوب کہا ہے: ؎

خدا تجھے کسی طوفاں سے آشنا کر دے ۔۔۔ کہ میرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں
تجھے کتاب سے ممکن نہیں فراغ کہ تو ۔۔۔ "کتاب خواں" ہے مگر صاحب کتاب نہیں

پڑھئے باآواز بلند درود شریف!

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

بہر کیف میں یہ عرض کر رہا تھا کہ کائنات عالم کی ہر چیز میں خاص خاص تاثیرات ہیں جن کے اثرات سے دنیا کا کوئی عاقل انکار نہیں کر سکتا تو اب مجھے آپ کو یہ سمجھانا اور ذہن نشین کرانا ہے کہ جب دنیا کی ہر ہر چیز میں تاثیرات واثرات کی کار فرمائیاں اپنی پوری پوری طاقتوں اور توانائیوں کے ساتھ کام کر رہی ہیں تو اسی دنیا میں "نیکی" اور "بدی" بھی دو چیزیں ہیں۔ قانون فطرت کے مطابق ان دونوں چیزوں کی بھی کچھ نہ کچھ تاثیرات واثرات ضرور ہی ہوں گی۔ اب یہی سوال ہے کہ خدا کے بندے جب خدا کی زمین پر اعمال صالحہ میں جدوجہد کر کے "نیکی" کا باغ لگاتے ہیں تو روئے زمین اور کائنات ارضی پر اس کی تاثیر کے کیا اثرات وثمرات ہوا کرتے ہیں؟ اور جب بندگان خدا خدا کی زمین پر اپنی بداعمالیوں اور

marfat.com

گناہوں سے "بدی" کے کانٹے بوتے ہیں تو اس کی تاثیر واثر کے عواقب ونتائج کس روپ میں ظاہر ہوتے ہیں؟ غرض "نیکی" کی تاثیر کیا ہے؟ اور "بدی" کی تاثیر کیا ہے؟ یہ ایک بہت ہی اہم سوال ہے۔ اور آج کی مجلس میں مجھے انہی دو سوالوں کا جواب دینا ہے کہ نیکی کی تاثیر کیا ہے؟ اور بدی کی تاثیر کیا ہے؟

میرے بزرگو اور بھائیو! دوائیوں اور غذاؤں کی تاثیر تو آپ حکیموں اور ڈاکٹروں سے پوچھئے۔ دوسری کائنات زمین کی تاثیرات معلوم کرنی ہوں تو سائنسدانوں اور لیبارٹریوں کے ماہرین سے دریافت کیجئے۔ آسمان اور اس کی کائنات کی تاثیروں کے اشارات کی رہنمائی ماہرین فلکیات اور نجومیوں کا کام ہے مگر انسانوں کی نیکی اور بدی کی تاثیرات کیا ہیں؟ اور ان کے اثرات کس کس روپ میں ظاہر ہوا کرتے ہیں؟ اسے نہ کوئی حکیم و ڈاکٹر بتا سکتا ہے۔ نہ کوئی فلسفی اور سائنس داں اس کو سمجھ سکتا ہے۔ اس لیے ان دونوں کی تاثیر اور اثر کی کیفیات کو خالق تاثیرات نے اپنی اس مقدس کتاب میں بیان فرمادیا ہے۔ جو بندوں کی ہدایت اور فلاح دارین کے لیے ایک ناقابل ترمیم دستور العمل اور دائمی ضابطہ عام ہے جس کا نام "قرآن مجید" ہے۔

لہٰذا میں آپ کے سامنے قرآن مجید کی آیات بینات ہی سے نیکی اور بدی کے اثرات اور ان کی تاثیروں کے چند مناظر پیش کر دیتا ہوں اور میری اس پوری تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ "نیکی" کی تاثیر "آبادی" اور "بدی" کی تاثیر "بربادی" ہے۔ یا دوسرے لفظوں میں یوں سمجھ لیجئے کہ نیکی کا ثمرہ خدا کا "فضل و جمال" اور "بدی" کا نتیجہ خدا کا "قہر و جلال" ہے۔

اب اس مضمون کو ذرا غور سے سنئے اور عبرت حاصل کیجئے اور خدا توفیق دے تو اس پر

marfat.com

شش بھی کیجئے۔

نیکی اور بدی کی تاثیر : عزیز و اور دوستو! نیکی اور بدی دونوں کی تاثیر کیا ہے؟ اس کا بیان قرآن کی مقدس زبان سے سنئے۔ رب العالمین کا ارشاد ہے :

ولو انّ اھل القری امنوا واتقوا لفتحنا علیھم برکت من السّماء والارض ولکن کذبوا فاخذنٰھم بما کانوا یکسبون ط (اعراف)

یعنی اگر بستیوں کے رہنے والے ایمان لاتے اور پرہیز گاری کی زندگی بسر کرتے تو ضرور ہم ان پر آسمان اور زمین سے برکتیں کھول دیتے۔ مگر ان لوگوں نے تو جھٹلا دیا۔ لہٰذا ہم نے ان کو ان کے کرتوتوں کی وجہ سے (عذاب میں) گرفتار کر لیا۔

مطلب یہ ہے کہ اگر باشندگان روئے زمین اپنی نیکوکاری اور پرہیز گاری سے زمین پر نیکی کا علم بلند کریں گے تو ہم زمین و آسمان سے ان پر اپنی برکتوں کے دروازے اس طرح کھول دیں گے کہ ان کی زمینوں سے اگنے والے باغوں اور کھیتوں کے ہر ہر پھل اور دانے دانے میں اپنی برکتوں کے خزانے بھر دیں گے۔ اور آسمان سے جو بارش برسے گی ہم اس کے ہر ہر قطرے اور ایک ایک بوند میں اپنی رحمتوں کے سمندر بہادیں گے اور وہ لوگ ہماری برکتوں کے شامیانہ رحمت میں ہمارے انعام و اکرام کی بدولت خوشحالی کی بہشتی زندگی بسر کریں گے۔ کیوں کہ نیکی کا اثر "خدا کا فضل و جمال" اور اس کی تاثیر "آبادی" ہے۔ اور جو لوگ خداوندی تعلیمات کو جھٹلا کر کفر و شرک اور "فسق و فجور کے ساتھ گناہ اور بدکاری کا پرچم لہرائیں گے ہم ان بدنصیبوں کو اپنے قہر و غضب کی گرفت میں گرفتار کر کے اس طرح

marfat.com

انہیں ہلاک و برباد اور نیست و نابود کر دیں گے۔ کہ صفحات تاریخ میں ان کی دردناک داستانوں کے سوا ان کا کوئی وجود باقی نہیں رہے گا کیوں کہ بدی کا اثر "خدا کا قہر و جلال" اور اس کی تاثیر "بربادی" ہے۔ برادران ملت! واللہ اس میں کوئی شک نہیں کہ نیکو کار آبادیوں پر زمین و آسمان سے برکتوں کے خزانے امنڈ پڑتے ہیں۔ مجھے اس وقت ایک حدیث یاد آگئی جو مشکوٰۃ شریف کی کتاب الزکوٰۃ میں مذکور ہے۔ ذرا غور سے سنیے۔ بہت ہی عبرت خیز اور نصیحت آموز حدیث شریف ہے۔

ایک صالح کا باغ: حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ایک آدمی کسی میدان اور سنسان بیابان میں تھا۔ تو اس نے وہاں اچانک ایک بدلی کے ٹکڑے میں سے یہ آواز سنی کہ "تو فلاں کے باغ کو سیراب کر" اس آواز کے بعد فوراً ہی وہ ابر کا ٹکڑا ایک طرف کو چل پڑا اور ایک پتھریلی زمین پر اس بدلی کی بارش شروع ہو گئی۔ اور ایک پہاڑی نالے میں اس بارش کا پانی جمع ہو کر ایک طرف کو بہنے لگا۔ بدلی میں سے آواز سننے والا شخص اس نالے کے پاس یہ دیکھنے کے لیے چل پڑا کہ یہ پانی کہاں جاتا ہے؟ چنانچہ کچھ دور جا کر اس نے یہ منظر دیکھا کہ ایک شخص اپنے باغ میں ہاتھ سے اس پانی کو بکھیر رہا ہے اور باغ کو سیراب کر رہا ہے۔ اس نے اس نیک مرد سے دریافت کیا کہ اے اللہ کے نیک بندے تیرا کیا نام ہے؟ اس نے جواب دیا کہ کیوں آخر کیا بات ہے کہ تم میرا نام پوچھ رہے ہو۔؟ یہ کہنے لگا کہ صاحب! نام دریافت کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ پانی جس بدلی سے برسا ہے۔ میں نے اس بدلی میں سے یہ آواز سنی ہے کہ "تو فلاں کے باغ کو سیراب کر" تو میں اس لیے تمہارا نام پوچھ رہا ہوں کہ تو ہی وہ خوش نصیب شخص ہے۔ یا کوئی دوسرا نیک بندہ ہے" یہ سن کر باغ والے نے اپنا نام بتایا۔ تو یہ وہی

marfat.com

ہم تھا جو بدلی سے نکلنے والی آواز میں سنا گیا تھا۔ اب یہ شخص حیران ہو کر دریافت کرنے لگا کہ اے باغ والے بندے! تو مجھے یہ تو بتا کہ تو اس باغ میں کون سا ایسا نیک عمل کرتا ہے؟ کہ تیرا نام لے کر بدلیوں کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ تیرے باغ کو سیراب کریں۔ باغ والا کہنے لگا کہ میں خود تو اپنا حال ظاہر کرنا پسند نہیں کرتا تھا۔ لیکن جب تو نے سوال ہی کر لیا تو سن لو۔ اس باغ میں میرا یہ عمل ہے کہ اس کی پیداوار کو میں تین حصوں پر تقسیم کرتا ہوں ایک حصہ تو میں فقراء اور مساکین کو بطور خیرات دے دیتا ہوں اور ایک حصہ اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتا ہوں۔ اور ایک حصہ پھر اسی باغ کے مصارف میں لگا دیتا ہوں۔

برادران اسلام! دیکھا آپ نے بَرَکٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ کا جلوہ کہ ریگستان کی پتھریلی زمین جہاں نہ کوئی ندی نہ تالاب ہے نہ کوئی کنواں نہ چشمہ مگر اللہ کا ایک بندہ اسی زمین پر نیکی کرتا ہے تو خدا کے حکم سے فرشتے بدلیوں کو اس انسان کا نام لے کر حکم دیتے ہیں کہ تو فلاں کے باغ کو سیراب کر۔ چنانچہ بدلی صرف اس کے باغ کو سیراب کرنے کے لیے ایسی جگہ برستی ہے کہ پہاڑی نالے سے اس کا پانی بغیر کسی مشقت کے اس باغ میں پہنچ جاتا ہے۔ اس لیے اور صرف اس لیے کہ نیکی کا اثر "خدا کا فضل و جمال" اور نیکی کی تاثیر آبادی ہے۔

مسلمانو! سن لو۔ خداوند قدوس کا فرمان ہے کہ۔ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ط

یعنی اگر کتاب والے ایمان لاتے اور پرہیزگاری کرتے تو ضرور ہم ان کے گناہ اتار دیتے اور ضرور انھیں چین کے باغوں میں لے جاتے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ

marfat.com

فوقهم ومن تحت ارجلهم (مائدہ)

اور اگر وہ لوگ قائم رکھتے توریت اور انجیل اور جو کچھ ان کے رب کی طرف سے اترا۔ تو انہیں رزق ملتا اوپر سے اور ان کے پاؤں کے نیچے سے۔

مسلمانو! اس آیت مبارکہ کا یہی مطلب ہے کہ کتاب الٰہی کے فرامین پر عمل کرنے والوں اور نیکوکاری و پرہیزگاری کی زندگی بسر کرنے والوں پر رحمت باری اس طرح اپنا فضل و کرم کرتی ہے کہ اس کے رزق میں ہر طرف سے وسعت و فراخی کی ایسی فراوانی ہو جاتی ہے کہ اس کی زمین کے دانے دانے میں رحمتوں اور برکتوں کے خزانے بھر جاتے ہیں۔ اور آسمان سے برسنے والی بارش کے ہر قطرے میں خیر و برکت کے سمندر موجزن ہو کر اس کے کھیتوں اور باغوں کو سیراب کرتے ہیں اور غلوں اور پھلوں سے اسکا گھر بھر دیتے ہیں۔ کیوں نہ ہو کہ نیکی کی تاثیر "آبادی" ہے اور بدی کی تاثیر "بربادی" ہے۔ نیکی کرنے والے کا گھر آباد، شہر آباد، دل آباد اور بدی کرنے والے کا سب کچھ برباد ہے۔ سچ ہے کیوں نہ ہو کہ ؎

جس دل میں تیری یاد ہے وہ شاد ہے آباد ہے
جو یاد سے غافل رہا ناشاد ہے برباد ہے

حضرات گرامی! قرآن کریم کی سینکڑوں آیتیں ہیں جو اس مضمون کو بیان کرتی ہیں کہ نیکوکار بندوں کی بستیوں اور آبادیوں میں رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے اور انپر زمین و آسمان سے رحمتوں اور برکتوں کے اس طرح بے شمار دروازے کھول دیے جاتے ہیں کہ ان کے کھیت اور باغ اور نسل و اولاد، دولت و اموال عزت و اقبال ہر چیز میں برکت نظر آتی ہے۔ اور ان کی زندگی اس قدر امن و امان اور فراخی و خوشحالی میں گزرتی ہے کہ دنیا میں ان کے

marfat.com

لیے "حیات طیبہ" اور آخرت میں ان کے لیے بہترین جزا کی بشارت ملتی ہے۔ سن لیجئے سورہ نحل میں خداوند قدوس نے صاف صاف ارشاد فرمایا کہ :

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿﴾

جو مسلمان مرد یا عورت اچھا عمل کرے گا تو ہم ضرور اس کو اچھی زندگی کے ساتھ جلائیں گے اور ضرور انہیں ہم ان کے اچھے اعمال کا بہترین بدلہ عطا کریں گے۔

اسی طرح سورہ ہود میں فرمایا :

وَاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ

یعنی اے لوگو! تم لوگ (اعمال صالحہ کے ذریعے) اپنے رب سے مغفرت طلب کرو۔ پھر اس کے دربار میں توبہ کرو۔ تو وہ تمہیں اچھا سے اچھا برتنے کا سامان دے گا جو ایک مقررہ مدت (موت) تک تمہارے پاس رہے گا۔ اور وہ ہر فضیلت والے کو اس کا فضل پہنچائے گا۔

عزیزان گرامی! یہی وہ مضمون ہے جس کو حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر حضور خاتم النبیین ﷺ تک تمام نبیوں اور رسولوں نے اپنی اپنی امتوں کو اپنے اپنے وعظوں میں سنایا۔

حضرت نوح علیہ السلام کی تقریر : حضرات! میرے پاس اتنا وقت تو نہیں ہے کہ میں تمام پیغمبروں کی تقریریں آپ کو سناؤں۔ مگر بات آگئی ہے تو حضرت نوح علیہ السلام

marfat.com

کی ایک مختصر تقریر کے چند جملے سن لیجئے۔ یہ وہ تقریر ہے جس کو حضرت نوح علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ساڑھے نو سو برس تک اپنی امت کو سنایا۔

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا يُّرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ؕ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ۚ (نوح)

یعنی میں تم لوگوں سے یہ کہتا ہوں کہ تم لوگ (نیک اعمال کر کے) اپنے رب سے بخشش طلب کرو۔ وہ بہت زیادہ بخشنے والا ہے وہ تم پر موسلا دھار بارش بھیجے گا۔ اور مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد فرمائے گا۔ اور تمہارے لیے باغ بنادے گا۔ اور تمہارے لیے نہریں تیار فرمادے گا۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ سے عزت حاصل کرنے کی امید نہیں کرتے۔

مسلمانو! آپ نے حضرت نوح علیہ السلام کی قرآنی تقریر سن لی۔ اب غور فرمائیے کہ اس وعظ کا ماحصل یہی تو ہے کہ اعمال صالحہ کا اثر خدا کا "فضل و جمال" اور نیکی کی تاثیر "آبادی" ہے۔

کیونکہ آپ نے یہی تو ارشاد فرمایا کہ اگر تم لوگ ایمان داری اور نیکوکاری کی زندگی گزارو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر رحمت کی بارش فرمائے گا۔ تمہیں مال و اولاد عطا فرمائے گا۔ تمہارے لیے باغ بنادے گا۔ تمہارے واسطے نہریں تیار کر دے گا۔ اب ظاہر ہے کہ جن خوش نصیبوں کو خداوند قدوس کی یہ نعمتیں ملیں گی وہ کتنے خوش، خرم اور کس قدر خوشحال اور شادو آباد رہیں گے۔

استغفار کے چار فائدے : حضرات گرامی! سورہ نوح کی یہ آیت پڑھنے سے مجھے

marfat.com

حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک علمی نکتہ یاد آگیا جو استغفار کے فضائل میں سننے کے قابل ہے۔ منقول ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اپنی مبارک مجلس میں رونق افروز تھے۔ اور جناب ربیع بن صبیح حاضر خدمت تھے۔ اتنے میں ایک مسلمان نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی کہ اے ابن رسول اللہ ہماری بستی میں امسال بارش کی ایک بوند بھی نہیں گری۔ اور شدید قحط کا سامنا ہو گیا ہے کوئی ایسا عمل مجھ کو تعلیم فرمائیے تاکہ بارش ہو جائے۔ آپ نے فرمایا کہ تم استغفار پڑھو۔ اتنے میں دوسرا شخص آیا۔ اور کہنے لگا کہ اے فرزند ہول! میں غریبی اور افلاس سے عاجز ولاچار ہو چکا ہوں۔ مجھے وسعت رزق کے لیے کوئی دعا تعلیم فرمائیے آپ نے اس کو بھی استغفار پڑھنے کا حکم دیا۔ یہ شخص اٹھا ہی تھا کہ ایک تیسرا حاجت مند آگیا اور فریاد کرنے لگا کہ اے امام! میں اولاد سے محروم ہوں مجھے کوئی ایسا وظیفہ بتائیے میں صاحب اولاد ہو جاؤں آپ نے فرمایا کہ تم بھی استغفار کا وظیفہ پڑھا کرو۔ چند لمحہ نہیں گزرا تھا کہ چوتھا مصیبت زدہ آن پہنچا۔ اور رو رو کر اپنا دکھڑ اسنانے لگا۔ کہ اے سردار اہل بیت: میری زمین اس قدر بنجر ہو گئی ہے کہ اس میں نہ کھیتی اُگتی ہے نہ باغ لگتا ہے۔ اس کے لیے کوئی دعا بتا دیجئے۔ آپ نے اسے بھی ارشاد فرمایا کہ تم استغفار پڑھا کرو۔ یہ منظر دیکھ کر "ربیع بن صبیح" ضبط نہ کر سکے۔ اور عرض کیا کہ اے امام! ان چاروں حاجت مندوں کی حاجتیں الگ الگ تھیں۔ مگر آپ نے ان سب کو ایک ہی عمل تعلیم فرمایا۔ یہ کیا معاملہ ہے؟ حضرت امام نے فرمایا کہ اے ربیع بن صبیح کیا تمہیں سورہ نوح کی یہ آیت یاد نہیں۔

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيُمْدِدْكُمْ ۞ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ؕ

marfat.com

دیکھ لو اس آیت میں استغفار کے یہ چاروں فوائد موجود و مذکور ہیں۔(۱) بارش ہونا (۲) مالدار ہونا (۳) اولاد ہونا (۴) باغات لگنا۔ یہ سن کر جناب ربیع حضرت امام کی مجتہدانہ شان جلالت اور فقیہانہ استدلال کی عظمت پر حیران رہ گئے۔

(صاوی ج ۴ ص ۲۵۰)

سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔ کیوں نہ ہو۔ ظاہر ہے کہ قرآن کے معانی و نکات کو ان سے زیادہ بہتر کون جان سکتا ہے جن کے نانا جان کے گھر میں قرآن نازل ہو۔ اور جو صاحب قرآن کے سینہ نبوت پر ہمک ہمک کر کھیلے، پلے، بڑھے، اور جو وحی الٰہی کے امین حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کے آغوش رسالت میں پروان چڑھ کر ماہر قرآن ہوئے اور سارے جہان کے لئے ہدایت کا نشان بنے۔ سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔

برادران ملت یہی وہ مضمون ہے جسے فرزدق شاعر نے حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدح میں کعبہ معظمہ کے سامنے ہشام بن عبدالملک اموی بادشاہ کے منہ پر علی الاعلان کہہ دیا کہ:

هذا لذی تعرفُ البطحاءُ وطئته
والبیتُ یعرفهُ والحلُّ والحرمُ

یعنی یہ وہ ہیں کہ سرزمین بطحاء ان کی شوکت کو پہچانتی ہے۔ ان کو بیت اللہ اور حل و حرم سب پہچانتے ہیں۔

هذا بنُ فاطمة لوکنتَ جهله
بجدّه انبیاءُ اللّه قد ختموا

marfat.com

یعنی اگر تو ان کو نہیں پہچانتا تو سن لے یہ حضرت فاطمہ کے فرزند ہیں۔ اور ان کے نانا حضور خاتم النبیین ہیں۔

مَنْ یَعْرِفُ اللّٰہَ یَعْرِفُ اَوْلِیَۃَ ذَا

فَالدِّیْنُ مِنْ بَیْتِ ھٰذَا نَالَہُ الْاُمَمُ

یعنی جو خدا کو پہچانے گا وہ ان شاہزادوں کی اولیت کو ضرور پہچانے گا۔ کیونکہ انہی کے گھر سے ساری امت کو دین ملا ہے۔

برادران ملت! بہر حال یہ تو ایک ضمنی بات ذہن میں آگئی تھی جس کو میں نے آپ کی دلچسپی کے لیے عرض کر دیا۔ اب میں پھر اپنے اسی مضمون کی طرف لوٹتا ہوں۔ جس کو میں شروع سے آپ کے سامنے عرض کرتا رہا ہوں اور جو میری تقریر کا اصلی موضوع ہے۔ یعنی نیکی کا اثر خدا کا فضل و جمال اور اس کی تاثیر آبادی ہے۔ اور بدی کا اثر خدا کا قہر و جلال اور اس کی تاثیر بربادی ہے۔

برادران اسلام! نیکی کی تاثیر آبادی ہے۔ اس مضمون پہ تو آپ قرآن کریم کی چند آیات سن چکے۔ اب ذرا تصویر کا دوسرا رخ بھی ملاحظہ فرمایئے۔ اور یہ بھی قرآن ہی سے سن لیجئے کہ بدی کی تاثیر "بربادی" ہے۔

بدی کی تاثیر: حضرات قرآن میں جابجا ایسی قوموں کی فہرست مذکور ہے جو اپنی بد اعمالیوں اور گناہوں کے سبب سے ہلاک و برباد کر دی گئیں۔ جن کو قرآن نے "وَالْمُؤْتَفِکٰتُ بِالْخَاطِئَۃِ" کا لقب دیا۔ یعنی وہ بستیاں جو گناہوں کے سبب سے الٹ پلٹ کر تہس نہس کر ڈالی گئیں۔

marfat.com

چنانچہ ایک جگہ ارشاد خداوندی ہے: اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۙ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۙ الَّتِىْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِى الْبِلَادِ ۙ وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۙ
یعنی (اے محبوب) کیا آپ نے انھیں دیکھا کہ آپ کے رب نے قوم عاد کے ساتھ کیسا کیا؟ وہ حد سے زیادہ طول والے۔ جن کا مثل شہروں میں نہیں پیدا ہوا۔ اور قوم ثمود جنھوں نے وادی میں پتھر کی چٹانیں کاٹیں۔ وَفِرْعَوْنَ ذِى الْاَوْتَادِ ۙ الَّذِيْنَ طَغَوْا فِى الْبِلَادِ ۙ اور کیا آپ نے فرعون کو نہیں دیکھا جو کھونٹیوں میں انسانوں کو چومیخا کیا کرتا تھا۔ ان سبھوں نے شہروں میں سرکشی کی فَاَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ ۙ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ۙ اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ
پھر ان سبھوں نے بہت زیادہ فساد پھیلایا۔ تو ان لوگوں پر آپ کے رب نے عذاب کا کوڑا برسادیا بے شک آپ کے رب کی نظر سے کچھ غائب نہیں ہے۔

برادران اسلام! سورہ الفجر کی ان آیتوں کو آپ نے سن لیا۔ اور میں نے ان آیتوں کا ترجمہ بھی آپ کو سنا دیا۔ ان آیتوں کا حاصل مطلب کیا ہے؟ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ قوم عاد اور قوم ثمود۔ یہ دونوں قومیں بڑی شان و شوکت والی تھیں۔ یہ بڑے لمبے لمبے قد والی اور بڑی طاقت ور قومیں تھیں۔ یہ پہاڑوں کی چٹانیں تراش تراش کر بہترین محلات تیار کرتے تھے۔ اسی طرح فرعون بہت ہی بااقتدار اور بڑا ہی ظالم و جابر بادشاہ تھا۔ اور خدائی کا دعویٰ کرتا تھا۔ اور جو لوگ اس کو خدا نہیں مانتے تھے۔ یہ ظالم ان کو چار کھونٹیوں میں کس کر چومیخا کردیا کرتا تھا۔ اور لوگ بھوکے پیاسے تڑپ تڑپ کر دم توڑ دیا کرتے تھے۔ یہ عاد و ثمود اور فرعون جب سرکشی پر اتر آئے اور ان سبھوں نے اپنے ظلم و عدوان اور سرکشی و طغیان سے شہروں میں فتنہ و فساد کی ایسی آگ لگا دی کہ دنیا ایک جہنم زار بن گئی۔ اور ان کا ظلم اور پاپ حد

marfat.com

سے بڑھ گیا۔ تو خداوند جبار و قہار نے ان بدکاروں اور ظالموں پر اپنے طرح طرح کے عذابوں کا کوڑا اس طرح برسادیا کہ یہ سب فنا کے گھاٹ اتر گئے۔ اور ان کی بستیاں الٹ پلٹ ہو کر اس طرح برباد و غارت ہو گئیں کہ آج ان کی عبرت ناک کہانیوں کے سوا ان کا کوئی نام و نشان دنیا میں باقی نہیں رہا۔

قوم عاد کی ہلاکت: برادران ملت! کون نہیں جانتا کہ قوم عاد پر عذاب الٰہی کی ایک خوفناک آندھی آئی۔ جو اس طاقتور قوم کو تنکوں کی طرح اڑا لے گئی۔ اور اس تیز و تند آندھی کے جھونکوں سے ان کے اونچے اونچے مضبوط اور سنگین محل ریت کے تودوں کی طرح چور چور ہو کر کچھ زمین پر بکھر گئے اور کچھ غبار بن کر ہوا میں اُڑ گئے۔ اب ذرا اس قوم کی تباہی و بربادی کی داستان قرآن کی زبان سے بھی سن لیجئے۔ خداوند قدوس کا ارشاد ہے:

وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ (الحاقہ)

یعنی قوم عاد ایک نہایت سخت گرجتی ہوئی آندھی سے ہلاک کر دی گئی۔ خداوند قہار و جبار نے اس آندھی کو ان پر سات راتیں اور آٹھ دنوں تک لگاتار مسلط فرمادیا تو تم اس قوم کو اس آندھی میں اس طرح پچھاڑی ہوئی دیکھو گے کہ ان کی لمبی لمبی لاشیں گویا گرے ہوئے کھجور کے درختوں کے تنے ہیں۔ تو کیا تم کسی کو ان میں سے بچا ہوا دیکھ رہے ہو؟۔

قوم ثمود کی بربادی: حضرات! اب ذرا قوم ثمود کی ہلاکت و بربادی کا بھی کچھ حال سن لیجئے۔ اس قوم کے پیغمبر حضرت صالح علیہ السلام جب ہدایت کا پیغام لے کر اس قوم کے

marfat.com

پاس تشریف لائے۔ تو اس قوم نے آپ سے یہ معجزہ طلب کیا کہ اگر آپ پتھر کی چٹان سے ایک اونٹنی نکال کر ہم کو دکھایئے۔ تو اس وقت ہم آپ کو خدا کا پیغمبر تسلیم کریں گے۔ چنانچہ حضرت صالح علیہ السلام نے اس چٹان کی طرف اشارہ فرمایا۔ اور فوراً ہی وہ چٹان پھٹ گئی۔ اور اس میں سے ایک تندرست و خوبصورت اونٹنی نکل پڑی۔ آپ نے قوم کو مخاطب کر کے فرمایا۔ اے میرے قوم سن لو! تمہاری طلب پر میں نے اپنے پیغمبرانہ اعجاز سے یہ اونٹنی تمہارے سامنے پیش کر دی ہے! دیکھو یہ معجزہ کی اونٹنی ہے۔ یہ ایک دن تمہارے تالاب کا سارا پانی پیے گی اور ایک دن تم لوگ پینا۔ اور خبر دار اس اونٹنی کو کوئی ایذا مت پہنچانا ورنہ خدا کا عذاب تم کو برباد و غارت کر دے گا۔ لیکن برادران ملت! افسوس کہ یہ بدکار و بد عمل قوم اپنی سرکشی کی وجہ اپنے پیغمبر کی نافرمانی پر اتر آئی۔ اور ان ظالموں کا جرم اور پاپ اس قدر بڑھ گیا۔ کہ ان مجرموں نے اس معجزے کی اونٹنی کو قتل کر دیا۔ پھر کیا ہوا؟ آپ جانتے ہیں کہ بدی کی تاثیر "بربادی" کے سوا اور کیا ہے؟ خدا کا قہر و جلال عذاب بن کر اتر پڑا۔ حضرت جبریل امین علیہ السلام نے اس بستی کے پاس ایک ایسی چیخ ماری۔ جس کو قرآن مجید نے فرمایا کہ فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ یعنی قوم ثمود ایک سخت ہولناک چنگھاڑ سے ہلاک کر دی گئی۔ اس خوفناک چنگھاڑ سے پوری قوم کے سینوں میں دلوں کی رگیں پھٹ گئیں۔ اور پوری قوم ایک دم ہلاک وبرباد ہو گئی۔ پھر حضرت جبریل علیہ السلام نے اس پوری بستی کو اپنے پروں پر اٹھا کر جھنجھوڑتے ہوئے الٹ پلٹ کر دیا۔ اور اونچی اونچی عمارتیں اور پتھروں کے بنے ہوئے مضبوط محلات اس زلزلہ کے جھٹکوں سے پاش پاش ہو کر تہس نہس ہو گئے۔ اور ریزہ ریزہ ہو کر ریت کے ذرات کی طرح زمین پر بکھر

marfat.com

گئے۔ اور آج صفحات تاریخ میں ان کی ہلاکت و بربادی کی عبرتناک داستانوں کے سوا روئے زمین پر ان کا کوئی نام و نشان باقی نہیں رہا۔

میرے بزرگو! یہی وہ مضمون ہے جس کو قرآن مجید نے فرمایا ہے کہ:

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَا ۙ اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا ۙ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا ۙ فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا ۙ فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا ۙ وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ۝

یعنی قوم ثمود نے اپنی سرکشی کی وجہ سے اپنے پیغمبر حضرت صالح علیہ السلام کو جھٹلادیا۔ اور اس قوم کا سب سے زیادہ بدبخت آدمی قدار بن سالف جب تلوار لے کر اونٹنی کو قتل کرنے کے لیے کھڑا ہوا۔ تو اللہ کے رسول صالح علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ خبردار! اللہ کی اونٹنی اور اس کے پانی پینے کی باری سے بچو۔ اور ہرگز ہرگز اس اونٹنی کو کوئی گزند نہ پہنچاؤ۔ لیکن اس ظالم قوم نے اونٹنی کو قتل کر ڈالا جس کا انجام یہ ہوا کہ خداوند قہار و جبار کا قہر و جلال ایک خوفناک عذاب و عتاب بن کر اس طرح نازل ہو گیا۔ کہ پوری بستی اور اس کے باشندے تباہ کر کے زمین کے برابر کر دیے گئے۔ اور اللہ کو اس کے انجام کی کوئی پروا نہیں۔

الغرض برادران ملت! میری گزارشوں کا حاصل و خلاصہ یہی ہے کہ اس دنیا میں نیکی اور بدی دونوں کی تاثیریں موجود ہیں۔ نیکی کی تاثیر آبادی اور بدی کی تاثیر بربادی ہے۔

حضرات گرامی! یہی وہ عبرت خیز و نصیحت آموز مضمون ہے جس کو خداوند قدوس نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝

marfat.com

یعنی جو شخص ایک ذرہ کے برابر نیکی کرے گا تو وہ اس کو دیکھے گا۔ اور جو شخص ایک ذرہ کے برابر بدی کرے گا تو وہ اس کو دیکھے گا۔

عزیزان ملت! یہ دنیا دار العمل ہے۔ دار الجزاء نہیں۔ یعنی یہ دنیا عمل کا گھر ہے جزاء کا گھر نہیں۔ جزاء و سزا کا گھر تو آخرت ہے۔ لیکن اس دنیا میں بھی انسان کی نیکی اور بدی کے اثرات و ثمرات اور اس کی تاثیریں کسی نہ کسی شکل میں اکثر ظاہر ہوا کرتی ہیں۔ مولانا رومی علیہ الرحمہ نے اسی مضمون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کیا خوب فرمایا ہے کہ ؎

گندم از گندم بروید جو ز جو

از مکافات عمل غافل مشو!

یعنی اگر تم گیہوں بوؤ گے تو گیہوں کاٹو گے۔ اور اگر جو بوؤ گے تو جو کاٹو گے۔ عربی کی مثل مشہور ہے کَمَا تَدِیْنُ تُدَانُ۔ اور اسی کا شہرہ آفاق ترجمہ "جیسا کرو گے ویسا بھرو گے" اردو میں بھی کہاوت کے طور پر بولا جاتا ہے۔ بہر کیف مطلب یہ کہ کہ اس دنیا میں جیسے تمہارے اعمال و افعال ہوں گے ویسے ہی اس کے اثرات و ثمرات بھی تم کو ملیں گے۔ نیکی کی تاثیر آبادی اور بدی کی تاثیر بربادی ہے۔ اس لیے اگر تمہارے اعمال اچھے ہوں گے تو تم اس دنیا میں امن و چین کی زندگی کے ساتھ شاد و آباد رہو گے اور اگر تمہارے اعمال و افعال برے ہوں گے تو تم اپنے بد اعمال کے وبال میں گرفتار ہو کر خدا کے قہر و جلال سے برباد رہو گے۔

مسلمانو! خوب کان کھول کر سن لو! یہ خدا کا کامل و مکمل دستور ہے جو قیامت تک نہ قابل ترمیم ہے، نہ لائق تنسیخ۔ قرآن کا فرمان ہے کہ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ۔ یعنی ہرگز ہرگز

marfat.com

خدا کے دستور میں کسی ردوبدل کی گنجائش نہیں ہے۔ لہذا اے برادران ملت! خوب اچھی طرح ذہن نشین کرلو کہ اگر تم اس دنیا میں شادوآباد رہنا چاہتے ہو تو فسق وفجور، بد اعمالیوں اور گناہوں سے بچو۔ اور خدا کی زمین کو اپنے اعمال صالحہ اور نیکیوں سے بھر دو۔ اور اگر خدانخواستہ تم نے فسق وفجور اور معصیت وبدکاری کی گرم بازاری کی اور خدا کی پاک زمین کو اپنے گناہوں کی نجاست سے ناپاک کرڈالا تو پھر یادرکھو کہ بدی کی تاثیر بربادی ہے۔ لہذا یقینا تم تباہ وبرباد ہو جاؤ گے۔ اور تم صفحہ ہستی سے اس طرح مٹ جاؤ گے کہ تم پر نہ کوئی رونے والا ہوگا، نہ آنسو بہانے والا۔

مسلمانو! تم سنو یا نہ سنو مگر یادرکھو کہ زمانے کی رفتار اور گردش لیل ونہار تمہیں پکار رہی ہے اور کائنات عالم کی ہر سکون وحرکت اور دور حاضر کا ہر اتار چڑھاؤ تمہیں جھنجھوڑ رہا ہے اور بڑے والہانہ انداز اور پردرد لہجے میں تمہیں یہ پیغام دے رہا ہے کہ مسلمانو! اب سے سنبھل جاؤ اور بدی کا راستہ چھوڑ کر نیکی کی شاہراہ پر چل پڑو۔ ورنہ یادرکھو کہ :-

نہ سنبھلو گے تو مٹ جاؤ گے اے ہندی مسلمانو!
تمہاری داستان تک بھی نہ ہو گی داستانوں میں

مسلمانو! قرآن مجید کی ان آیتوں کو پڑھو، سنو، سوچو اور سمجھو کہ تمام آلام ومصائب اور ہماری ساری مصیبتوں کا صرف ایک ہی سبب ہے اور وہ ہمارا طرح طرح کا جرم اور پاپ ہے۔ جب تک ہم اپنی بد اعمالیوں اور گناہوں کا خاتمہ نہیں کریں گے، اس وقت تک ہمیں امن وسکون اور آرام وچین کا منہ دیکھنا نصیب نہیں ہو سکتا۔ رب العالمین کا فرمان ہے وما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم جو بھی مصیبتیں تمہیں پہنچتی ہیں ان کا سبب

marfat.com

تمہارے ہاتھوں کے کرتوتوں کے سوا کچھ بھی نہیں۔ سن لو۔ خداوند قدوس کا اعلان ہے
ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُم بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝

یعنی خشکی اور تری میں جو بربادی پھیل رہی ہے، اس کا سبب انسانی ہاتھوں کے کرتوت ہی ہیں۔ اور ان بربادیوں کا مقصد یہ ہے کہ خداوند قہار و جبار گناہگار انسانوں کو ان بدکاریوں کا کچھ مزہ چکھا دے۔ تاکہ وہ عبرت حاصل کریں اور اپنی بد اعمالیوں سے باز آجائیں۔ سن لو! یہ سنۃ اللہ یعنی خالق کائنات کا دستور ہے۔ وَكَمْ قَصَمْنَا مِن قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً أَهْلُهَا ثُمَّ أَنشَأْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا آخَرِينَ ط

یعنی بہت سی بستیاں ایسی ہوئیں کہ جب ان کے باشندے ظلم و عدوان کی ڈگر پر چل پڑے تو ہم نے ان بستیوں کو کچل کر چور چور کر ڈالا اور انھیں ہلاک و برباد کر کے ان کے بعد ہم نے دوسری قوموں کو پیدا کر دیا۔ اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ مسلمانو! ایک ایک بار باآواز بلند درود شریف پڑھ لیجئے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

قوم سبا کا انجام : مسلمانو! اب اسی سلسلے میں ذرا "قوم سبا" کا حال اور انجام بھی سن لو۔ ملک عرب کی یہ خوشحال قوم اپنی آبادی و بربادی کے انقلاب سے کس طرح دوچار ہوئی۔ قرآن کریم کی یہ عبرت ناک داستان بھی بڑی ہی دل دوز اور لرزہ بر اندام کرنے والی ہے۔ خداوند قدوس نے اس قوم کو اپنی بڑی بڑی نعمتوں سے نوازا تھا۔ ان کی آبادیوں کے دائیں اور بائیں دونوں طرف میلوں تک قسم قسم کے میووں اور پھلوں کے باغات تھے۔ اور یہاں کی

marfat.com

آب وہوا اتنی لطیف اور زمین اس قدر صاف و ستھری تھی۔ کہ نہ کھٹمل نہ مچھر نہ مکھی نہ پسو نہ سانپ نہ بچھو بلکہ ہوا اور فضا کی لطافت کا یہ عالم تھا کہ اگر کہیں دوسری جگہ کا کوئی شخص ان بستیوں میں سے گزر جاتا تھا۔ اور اس کے کپڑوں میں جوئیں ہوتیں تو وہ بھی مر جاتی تھیں۔ موسم بھی نہایت معتدل اور خوشگوار، نہ گرمی کی شدت، نہ جاڑے کی زحمت۔ مگر اس خوشحال قوم کا کیا انجام ہوا۔؟

مسلمانو! یہ قوم اپنی خوش حالی اور مال ودولت کی فراوانی سے متکبر و مغرور ہو گئی۔ اپنے پیغمبروں کو جھٹلا کر سرکشی اور نافرمانی کی راہ پر چل پڑی۔ اور بدکاریوں اور معصیت شعاریوں سے زمین پر فتنہ فساد کا ایسا بازار گرم کر دیا کہ زمین کا سکون دہل گیا۔ اس قوم کا سردار جس کا نام "حمار" تھا۔ اس کی فرعونیت اور کافرانہ رعونت تو اس قدر بڑھ گئی تھی کہ جب اس کا ایک لڑکا مر گیا تو اس فرعون وقت نے غضبناک ہو کر خداوند قدوس کی شان میں بے ادبی و گستاخی کرتے ہوئے آسمان کی طرف تھوکا۔ اور خود کافر ہو کر دوسروں کو بھی کفر پر مجبور کرنے لگا۔ الغرض جب اس قوم کی سرکشی و تمرد اور ان بدبختوں کی بے ایمانیاں اور بداعمالیاں نقطہء عروج پر پہنچ گئیں۔ تو دستور الٰہی کے مطابق ان پر قہر خداوندی کا عذاب ٹوٹ گیا۔ اور اس غضب کا سیلاب آیا کہ ان کی بستیاں، باغات اور مال و دولت کی ساری کائنات دم زدن میں غارت و برباد ہو گئی۔ اور اس زمین میں ایسا انقلاب برپا ہو گیا کہ میووں کے باغات کی جگہ جھاؤ کے بن، بیریوں کے جنگل اور خاردار درختوں کے جھنڈ اگ گئے ۔ اور زمین کی ساری رونق و لطافت اور خیر و برکت ملیامیٹ ہو گئی۔ اور ہر طرف ہوش ربا ویرانی اور خوف ناک منحوسیت کا عفریت مسلط ہو گیا۔ اور وہ زمین جو کبھی خوش حالی اور

marfat.com

نعمتوں کی جنت تھی۔ چند گھنٹوں اور منٹوں میں ویرانیوں اور بربادیوں کا جہنم بن گئی۔ اور اس زمین کا ذرہ ذرہ بلبلا بلبلا کر زبان حال سے سناٹے کے عالم میں یہ مرثیہ پڑھنے لگا کہ :

وقت کی برہم مزاجی کا گلہ کیا کیجئے
یہ بھی کیا کم ہے کہ سر پر آسمان رہنے دیا

مسلمانو! اس داستان کو قرآن کی زبان سے بھی سن لو۔ ارشاد باری ہے کہ :

لَقَدْ كَانَ لِسَبَاءٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّ شِمَالٍ ۬

یعنی بے شک قوم سبا کے لیے ان کی آبادی میں ایک نشانی تھی۔ ان کے دائیں اور بائیں دو باغ تھے۔

كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ۭ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ

(ان لوگوں کو خدا کا حکم تھا) کہ اپنے رب کا رزق کھاؤ۔ اور اس کا شکر ادا کرو۔ پاکیزہ شہر ہے اور رب بخشنے والا ہے۔

فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّ اَثْلٍ وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ۝

تو اس قوم نے (خدا کے احکام سے) منہ پھیر لیا۔ تو ہم نے ان پر بند کا زور دار سیلاب بھیج دیا۔ اور ان کے دونوں باغوں کے بدلے ہم نے انھیں ایسے دو باغ بدل دیے جن میں بھکسا پھل۔ اور جھاؤ۔ اور کچھ تھوڑی سی بیریاں تھیں۔

ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ۭ وَهَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ ۝ ہم نے یہ بدلہ ناشکری کی سزا میں دیا۔ اور ہم اسی کو سزا دیتے ہیں۔ جو ناشکرا ہوا۔ (سورہ سبا)

marfat.com

برادران ملت! بہر کیف قوم عاد و ثمود ہو۔ یا قوم فرعون و مدین، قوم سبا ہو یا قوم لوط۔ اصحاب الحجر ہوں یا اصحاب الایکہ۔ غرض تمام وہ قومیں جو طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا کر کے صفحہ ہستی سے نیست و نابود کر دی گئیں، ان سبھوں کی عبرتناک بربادیوں اور رقت انگیز ہلاکتوں کا یہی سبب ہوا کہ ان بد نصیبوں نے اپنے پیغمبروں کی نافرمانی کی۔ اور خدا کے مقدس رسولوں اور نبیوں کی شان میں بے ادبی و گستاخی کی اور اپنی طاقت و قوت اور فراخی و خوش حالی پر اترا کر سرکشی کرنے لگے۔ اور اس قدر گناہگار و بدکار ہو گئے کہ اپنی بداعمالیوں اور بدکرداریوں سے زمین کے ذرے ذرے پر پاپ کا "ہمالیہ" بنا ڈالا۔ تو پھر دستورِ خداوندی کے مطابق بدی کی تاثیر رنگ لائی۔ اور خدا کے قہر و جلال کی جہاں سوز بجلیاں عذاب بن کر ان کی بستیوں پر گرنے لگیں اور یہ لوگ دنیا سے اس طرح برباد و غارت کر دیے گئے کہ آسمانی کتابوں میں ان کی عبرت خیز اور پُر درد داستانوں کے سوا دنیا میں نہ ان کا کوئی وجود ہے اور نہ کوئی نشان۔ ہاں چند قوموں کی تباہ و برباد بستیوں کے کچھ کھنڈرات نظر آتے ہیں۔ مگر ان پر ایسی ویرانی و نحوست برستی رہتی ہے کہ انسان تو انسان اُلو بھی وہاں بیٹھ کر بولنا گوارا نہیں کر سکتا جنگ تبوک کے موقع پر جب حضور ﷺ صحابہ کرام کے لشکروں کی جمعیت کے ساتھ قوم عاد و ثمود کے کھنڈرات کے پاس سے گزرے تو ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص یہاں کے کنوؤں کا پانی نہ پیئے۔ اور بہت تیزی کے ساتھ جلد از جلد ان مقامات سے نکل چلو۔ کیونکہ یہ عذاب خداوندی سے برباد شدہ قوموں کا مسکن رہا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان جگہوں کی نحوست کی وجہ سے تم لوگوں پر بھی کچھ آفت پہنچ جائے۔ چنانچہ حضور اقدس ﷺ اور صحابہ کرام استغفار پڑھتے ہوئے اپنی سواریوں کو تیز رفتاری کے ساتھ چلاتے ہوئے ان مقامات

marfat.com

سے انتہائی عجلت کیساتھ گزر گئے۔

چنانچہ انہی طرح طرح کے عذابوں سے تباہ کی ہوئی بستیوں کے بارے میں بار بار قرآن مجید نے فرمایا:

قُلْ سِيْرُوا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ٥ (نمل)

یعنی اے پیغمبر آپ فرما دیجئے کہ زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ مجرموں کا کیسا انجام ہوا؟

بہر کیف میری پوری تقریر کا ماحصل اور خلاصہ یہ ہے کہ نیکی کا اثر خدا کا "فضل و جمال" اور اس کی تاثیر آبادی ہے۔ اور بدی کا اثر خدا کا قہر و جلال اور اس کی تاثیر بربادی ہے۔

برادران ملت! آپ خود غور فرمایئے کہ ہمارے گزرے ہوئے اسلاف جب تک ایمان اور اعمال صالحہ کے پیکر بن کر روئے زمین پر نیکی کا پرچم لہراتے رہے۔ ان پر خدا کے فضل و جمال اور اس کے جودو نوال کا یہ عالم رہا کہ ساری دنیا میں ان کے جاہ و جلال اور عزت و اقبال کا جھنڈا لہراتا رہا۔ اوران پر خداوند قدوس کی نعمتوں، رحمتوں اور برکتوں کی ایسی بارش ہوتی رہی کہ وہ ہر دم اور ہر آن تمام جہان والوں سے بڑھ کر خوش بخت و خوش حال رہے۔ اور آج جب ہم مسلمانوں نے اپنی بدکاریوں اور معصیت شعاریوں سے روئے زمین کے حسین چہرے کو بدنما داغوں سے داغ دار بنا ڈالا۔ تو ہم پر خدا کے قہر و جلال کی ایسی بجلیاں گرنے لگیں کہ ہم پر ذلت و خواری، افلاس و نکبت اور طرح طرح کے آلام و مصائب کے ایسے دل بادل چھاگئے کہ ہمارا امن و امان غارت ہو گیا۔ اور ہماری عزت و اقبال کا آفتاب ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا۔ اور ہماری بربادیاں سارے جہان کے لیے عبرت کا سامان بن گئیں۔

اللہ اکبر۔ ہمارے اور ہمارے اسلاف کے بارے میں شاعر مشرق نے کیا خوب کہا ہے کہ ؎

marfat.com

وہ زمانے میں معزز زمانے میں تھے مسلماں ہو کر
اور ہم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

لہٰذا میرے دینی بھائیو! ضرورت ہے کہ ہم ان قرآنی تقریروں سے سبق حاصل کریں اور گناہگار امتوں کی بربادیوں اور ان کی ہلاکتوں سے عبرت پکڑیں۔ اور تمام گناہوں سے سچی توبہ کر کے اللہ و رسول کی اطاعت کریں۔ اور اعمال حسنہ اور نیکیوں سے روئے زمین کو اس قدر پر انوار بنا دیں کہ رحمت خداوندی کو ہم پر پیار آجائے اور اسی کا فضل و کرم اس شان سے ہماری دستگیری فرمائے کہ ہماری ذلت و خواری اور ادبار و بربادی کی ساری بلائیں دفع ہو کر ہماری عظمت و شان اور عزت و اقبال کا نشان سارے جہان میں پرچم رفعت بن کر لہرانے لگے۔ اور ہم احکم الحاکمین اور رب العالمین کے حفظ و امان میں اس طرح محفوظ ہو کر سربلندی و عظمت کے ساتھ زندگی بسر کریں کہ ظلم و عدوان کی تمام طاغوتی طاقتیں جو ہم سے ٹکرائیں وہ ہماری ٹھوکروں سے پاش پاش ہو کر نیست و نابود ہو جائیں۔ اور ہماری شان و شوکت اور عزت و عظمت کا اسلامی جھنڈا فضائے آسمانی میں لہرا لہرا کر قیامت تک دشمنان اسلام کو یہ پیغام دیتا رہے کہ ۔

زندہ جاوید ہے اللہ والوں کا گروہ
امت مرحومہ سو سکتی ہے مر سکتی نہیں

اور ہم اپنے اعمال صالحہ اور اسلامی کردار کی عظمتوں سے اپنے معاشرہ کو اتنا سربلند کر دیں اور دین برحق کے باغیوں کے قلب و دماغ پر توانائی اور برتری کا ایسا سکہ بٹھا دیں کہ ہمیں مٹا دینے کا خواب دیکھنے والے دشمن ہماری جسمانی و روحانی طاقتوں کے دل بادل کو دیکھ

marfat.com

کہ اس طرح لرزہ براندام ہو جائیں

کہ ان کے ناپاک عزائم کے اونچے اونچے پہاڑ ریت کے ذرات بن کر ناکامیوں اور مایوسیوں کی آندھیوں میں اڑ جائیں اور وہ زبان حال سے یہ کہنے پر مجبور ہو جائیں کہ۔

اسلام! تیری نبض نہ ڈوبے گی حشر تک
تیری رگوں میں خوں ہے رواں چار یار کا

اور اگر خدا نخواستہ ہم مسلمانوں نے اپنی اصلاح نہیں کی۔ اور ہم اسی طرح بدکاریوں اور بداعمالیوں کی دلدل میں پھنسے رہے اور اپنی سرکشی کی خرمستیوں اور اپنی مجرمانہ زندگی کی بدمستیوں میں شرابیوں کی طرح بدمست ہو کر اکڑتے رہے اور خداوند قہار و جبار کے قہر و غضب کو دعوت دیتے رہے تو خدا کی قسم! بہت بڑا خطرہ ہے کہ گزشتہ امتوں کی طرح ہم پر بھی قہر خداوندی عذاب بن کر نازل ہو جائیگا اور پھر ہم اور ہمارے ننھے ننھے بچے ہماری بداعمالیوں کی شامت اعمال اور ہمارے گناہوں کے وبال سے ہماری نظروں کے سامنے ہلاک و برباد ہو جائیں گے۔ اور ہماری زندگی کی ساری رعنائیاں اور ہمارے وجود و ہستی کے سارے نشانات دم زدن میں ملیامیٹ ہو کر اس طرح نیستی سے ہمکنار اور صفحہ ہستی سے مٹ جائیں گے کہ کتابوں کے صفحات میں ہماری رقت آمیز ہلاکتوں اور عبرت خیز بربادیوں کی داستانوں کے سوا ہمارے وجود کا کوئی نشان باقی نہیں رہے گا۔

مسلمانو! آنکھیں کھول کر نگاہ عبرت سے دیکھ لو۔ اور گوش ہوش سے سن لو! جان لو پہچان لو! اور خدا کے لیے خدا کے اس فرمان کو مان لو۔ کہ نیکی کی تاثیر آبادی ہے اور بدی کی تاثیر بربادی ہے۔ "نیکی کرو گے آباد رہو گے" "بدی کرو گے برباد ہو جاؤ گے" خداوند کریم نیکی کی توفیق عطا فرمائے اور بدی سے بچائے (آمین)

وما علینا الا البلغ المبین و صلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ و صحبہ اجمعین فقط

marfat.com

دوسرا وعظ

مغفرت کی تین شرطیں

بے ان کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے

حاشا غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے

marfat.com

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ العلی الا علی الذی خلق فسوّٰی والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ المصطفٰی ہ الذی دنیٰ فتدلّٰی ؕ فکان قاب قوسین اوادنی و علی الہ التقی النقی الذ کی المجتبٰی ؕ واصحاب الذین فازوابا الدرجات العلی و علینا معھم یا اھل المغفرۃ والتقوٰی ط

اعوذ با اللّٰہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَلَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ؕ (نساء)

بزرگان ملت! انتہائی ادب واحترام کے ساتھ بارگاہ رسالت میں درودو سلام کے گلہائے عقیدت پیش کیجئے۔ اور باآواز پڑھئے۔

اللھم صل علی سیّدِ نا محمد وعلی الہٖ و اصحابہٖ وبارک وسلم

برادران اسلام! ہمارا عجیب حال ہے کہ نہ اپنی زندگی پر ہمارا کوئی قبضہ واقتدار ہے نہ اپنی موت پر ہمارا کوئی اختیار اور کنٹرول ہے۔

لائی حیات آئے، قضا لے چلی چلے!
اپنی خوشی نہ آئے، نہ اپنی خوشی گئے

ہماری زندگی کی صبح وشام ایک برق رفتار گھوڑے کی طرح تیزی کے ساتھ رواں دواں ہے۔ اور ہم اس گھوڑے پر اس طرح سوار ہیں کہ۔ ع

marfat.com

نے باگ ہاتھ میں ہے نہ پا ہے رکاب میں

بس اس کے سوا ہمیں کچھ نظر نہیں آتا کہ دن آتا ہے رات چلی جاتی ہے رات آتی ہے دن چلا جاتا ہے۔

صبح ہوتی ہے، شام ہوتی ہے

عمر یوں ہی تمام ہوتی ہے

ہم کہیں بھی رہیں اور کسی حال میں بھی رہیں۔ مگر زندگی کی صبح و شام بے اختیار گزرتی چلی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ ایک دن زندگی رہے گی نہ زندگی والا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ ۔

عمر اک دن ہو کہ سو سال گزر جاتی ہے — دوش پر کملی ہو، یا شال، گزر جاتی ہے

گر امیروں کی بہ اقبال گزر جاتی ہے — ہم غریبوں کی بہر حال گزر جاتی ہے

لیکن مسلمان بھائیو! خدا کی قسم ہماری اس آنی فانی زندگی کی وہ گھڑیاں بڑی قیمتی اور ہماری حیات کے وہ لمحات انتہائی بیش قیمت اور انمول ہیں۔ جو اللہ اور اس کے رسول کی یاد میں گزر جاتے ہیں۔ اللہ اللہ! ان گراں مایہ اوقات حیات کی قدر و قیمت کا کیا کہنا؟ خدا یہ لمحات حاصل حیات اور زندگی کا وہ سرمایہ ہیں جن کی قیمت جنت کے سوا کوئی دولت نہیں ہو سکتی۔ کاش ہم مسلمان ان اوقات حیات کی قدر کرتے۔

امام اعظم کی عمر: حضرات اس موقع پر حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کا ایک دلچسپ واقعہ یاد آگیا۔ جس کو میں نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ کسی نے حضرت امام اعظم سے دریافت کیا کہ حضور والا۔ آپ کی عمر کتنی ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا

marfat.com

کہ دو برس۔ سائل آپ کے اس عجیب جواب سے حیران رہ گیا۔ اور وہ جب حیرت سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر آپ کا منہ تکنے لگا۔ تو آپ نے فرمایا کہ عزیز من! یوں تو ہماری عمر ساٹھ برس سے زیادہ گزر چکی لیکن میں اپنی زندگی کے ان تمام برسوں میں صرف اپنی انہی دو برس کی زندگی کو اپنی زندگی شمار کرتا ہوں۔ جو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی مقدس صحبت میں اسی طرح گزر گئی کہ ان کے انفاس قدسیہ کی بدولت میں ایک لمحہ کے لیے بھی اللہ اور اس کے رسول کی یاد سے غافل نہیں رہا۔ باقی زندگی کے تمام برسوں کو میں اس قابل نہیں سمجھتا کہ ان کو اپنی عمر اور زندگی شمار کروں۔

"لَوْلَا السَّنَتَانِ لَهَلَكَ النُّعْمَانُ" اگر یہ دو برس نہ ملتے تو "نعمان" یعنی ابو حنیفہ ہلاک ہو جاتا۔"

برادران ملت! حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کی اس عرفانی تقریر سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ و رسول کی یاد میں گزرنے والی زندگی کی انمول ساعتیں کتنی بیش بہا اور قیمتی ہوا کرتی ہیں؟ للہذا اے برادران اسلام! خداوند قدوس جل مجدہ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیجئے کہ اس نے ہمیں اور آپ کو اس مبارک اجلاس میں چند گھنٹے حاضری کی توفیق عطا فرمائی۔ جس کی بدولت ہماری زندگی کی یہ چند گھڑیاں اللہ رسول کی یاد میں گذر رہی ہیں۔

اس لیے میرے بزرگو اور بھائیو! میری مؤدبانہ گذارش ہے کہ آپ اپنے سرمایہ حیات کے ان قیمتی لمحات کو پروردگار عالم کی ایک عظیم نعمت سمجھ کر انتہائی سکون و اطمینان کے ساتھ میری تقریر کو سنیں اور عمل کی بھی کوشش کریں۔

ایک بار با آواز بلند درود شریف کا ورد کر لیجئے۔

marfat.com

اللّٰھم صلِّ علیٰ سیّدنا محمّدٍ وّ علیٰ ال سیّدنا مُحمّدٍ وّ اصحابہ و بارِک وسلم

حضرات گرامی! اس وقت خطبہ کے بعد میں نے سورہ نساء کی ایک آیت کریمہ کی تلاوت کی ہے یہ آیت مبارکہ اس لحاظ سے بہت ہی جاذب نظر اور دل کش ہے کہ اس میں ہم مومنین کے قلب کی تسکین اور روح کا اطمینان۔ یعنی ہم گناہگاروں کی مغفرت کا سامان ہے۔ اب غور فرمائیے کہ ہم میں سے کون ہے جس کو اپنی مغفرت کی فکر۔ اور گناہ معاف کرانے کی ضرورت نہیں ہے؟

لہٰذا ہم سب گناہ گاروں کے لیے اس آیت میں بلاشبہ ایک بے پناہ کشش اور انتہائی جاذبیت کا سامان ہے کہ خداوند عالم نے اس آیت میں ہمیں گناہ بخشوانے کا طریقہ تعلیم فرمایا ہے اور یہ بتایا ہے کہ اگر ہم سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو ہم کو کیا تدبیر کرنی چاہیے کہ ارحم الراحمین ہمارے گناہ کو معاف فرمادے اور ہم کو بخش دے۔

عزیزو اور دوستو! میں پہلے اس آیت کریمہ کا ترجمہ پیش کرتا ہوں۔ پھر اس کی شانِ نزول اور تفسیر پر بھی کچھ روشنی ڈالوں گا۔ سنئے! حضرت حق جل مجدہ کا ارشاد ہے کہ:

وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا○

یعنی اے محبوب اگر میرے بندے کوئی گناہ کر کے اپنی جانوں پر ظلم کر لیں۔ تو انہیں چاہیے کہ وہ آپ کے حضور میں حاضر ہو جائیں۔ پھر وہ خدا کے دربار میں توبہ واستغفار کریں اور رسول بھی ان کے لیے دعاء مغفرت فرمادیں۔ تو یقیناً وہ لوگ اللہ کو بہت زیادہ بخشنے

marfat.com

والااور رحم فرمانے والاپائیں گے۔

مغفرت کی تین شرطیں : سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔ برادران اسلام۔آپ نے ملاحظہ فرمایا؟ کہ خداوند عالم نے اس آیت میں بندوں کے گناہ معاف کرنے کے لیے تین شرطیں مقرر فرمائی ہیں۔ سب سے پہلی شرط تو یہ ہے کہ "جَآءُوْكَ" یعنی گناہ گار رسول کے دربار میں حاضر ہو جائے۔ پھر دوسری شرط یہ ہے کہ: "فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ" پھر اللہ تعالی سے مغفرت طلب کرو تیسری شرط یہ ہے کہ "وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ" یعنی رسول بھی اس کی شفاعت اوراس کے لیے دعاء مغفرت فرمادیں۔اب اگر یہ تینوں شرطیں پوری ہو گئیں تو ارحم الراحمین کا کھلا اعلان بشارت موجود ہے کہ "لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا" یعنی یقینا اللہ تعالی ایسے گناہگار بندوں کی توبہ ضرور قبول فرمالے گا۔ اور ان کو اپنے شامیانہ رحمت میں پناہ دے کر اپنی مغفرت کے تاج کرامت کا تاجدار بنادے گا۔

شان نزول : برادران ملت! مغفرت کی ان تینوں شرطوں کو تفصیل کے ساتھ بیان کرنے سے پہلے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اس آیت قرآنیہ کی شان نزول بھی آپ کو سنا دوں۔ اور آپ کو یہ بتادوں کہ یہ آیت کریمہ کب؟ اور کہاں؟ اور کیوں؟ اور کس موقع پر نازل ہوئی۔

عزیزان ملت! یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ ابتدائے اسلام ہی سے انسانوں کی تین جماعتیں موجود ہیں۔ یہ تینوں جماعتیں کون کون سی ہیں؟ ذرا غور سے سنئے۔ قرآن مجید کا ارشاد ہے قَدْ افلح المؤمنون ایک جماعت کا نام ہے "مومنین" قُلْ يَا ايها الكفرون دوسری جماعت کا نام ہے "کافرین" اِذَا جَاءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ تیسری جماعت کا نام ہے "منافقین"۔

marfat.com

تو حضرات اسی تیسری پارٹی یعنی گروہ منافقین کا ایک بہت ہی گھسا گھسایا پرانا خرانٹ قسم کا لیڈر تھا۔ جس کا نام تھا "بشر "اس منافق کا ایک یہودی سے اختلاف اور جھگڑا ہو گیا۔ اتفاق سے یہودی اس معاملہ میں حق پر تھا۔ اور بشر منافق سراسر بے ایمانی اور ہٹ دھرمی پر کمربستہ تھا۔ یہودی نے کہا کہ چلو میں تمہارے رسول ہی کا حکم مان لیتا ہوں۔ اور جو فیصلہ وہ فرمادیں گے میں اس خوشی تسلیم کر لوں گا۔

بشر منافق بڑا چالاک اور پرانا گھاگ تھا۔ وہ جانتا تھا کہ رحمت عالم تو یقیناً اپنے حقانی فیصلہ سے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ کر دیں گے۔ اور یہودی کو ڈگری عطا فرمادیں گے۔ اس لیے اس نے کہا کہ نہیں ہم رحمت عالم کو اپنا حکم اور پنچ تسلیم نہیں کر سکتے۔ بلکہ تم "کعب بن اشرف "یہودی کے پاس فیصلہ کے لیے چلو۔ جو تمام یہودیوں کا گرو گھنٹال ہے۔ بشر منافق کو یہ امید تھی کہ کعب بن اشرف کو میں رشوت دے کر اپنے موافق فیصلہ کروا لوں گا۔ مگر جب یہودی اڑ گیا کہ میں تو تمہارے پیغمبر ہی سے فیصلہ کرانا چاہتا ہوں تو مجبوراً مرے دل سے بشر منافق نے بھی رحمت عالم ﷺ کو حکم مان لیا۔ جب یہ دونوں دربار رسول میں فیصلہ کرانے کے لیے حاضر ہوئے تو سرکار مدینہ نے یہودی کو چونکہ وہ حق پر تھا، ڈگری عطا فرمادی۔ چنانچہ یہودی نے تو اس حقانی فیصلہ کو دل سے قبول کر لیا۔ مگر بشر منافق کی رگ نفاق پھڑک اٹھی اور اس نے فیصلہ کو ماننے سے انکار کر دیا اور کہنے لگا۔ کہ میں اس مقدمہ کا فیصلہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کراؤں گا۔ یہودی اس پر بھی راضی ہو گیا۔ کیونکہ اس کو عدل فاروقی پر پورا پورا اعتماد تھا کہ وہ بال کے کروڑویں حصے کے برابر بھی حق سے ہٹنے والے نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ یہ دونوں حضرت فاروق اعظم کے دروازے پر پہنچے۔

marfat.com

اور آپ کے دربار میں اپنا مقدمہ پیش کیا۔ اور یہودی نے یہ بھی عرض کر دیا۔ کہ دربار رسول سے اس مقدمہ کا فیصلہ ہو چکا ہے جس کو میں نے تسلیم کر لیا ہے۔ مگر بشر نے اس کو نہیں مانا۔ اور آپ کے پاس فیصلہ کرانے کے لیے آیا ہے۔ حضرت عمر فاروق نے بشر منافق سے پوچھا کہ کیوں جی! کیا واقعی رحمت عالم کے دربار نبوت سے اس مقدمہ کا فیصلہ ہو چکا ہے؟ بشر نے اقرار کر لیا کہ جی ہاں۔ سرکار دو جہاں تو اس مقدمہ کا فیصلہ فرما چکے ہیں۔ یہ سنتا تھا کہ حضرت فاروق اعظم نے فرمایا کہ اچھا۔ تم لوگ کھڑے رہو۔ میں گھر میں سے آکر ابھی ابھی اس مقدمہ کا ایسا فیصلہ کر دیتا ہوں کہ پھر کہیں اپیل کی ضرورت ہی باقی نہ رہے گی۔ یہ فرما کر جلدی جلدی آپ مکان میں داخل ہوئے باہر نکلے اور بشر منافق کی گردن پر ایسا چچا تلا ہوا تلوار کا بھرپور ہاتھ مارا۔ کہ اس کی گردن کدو کی طرح کٹ گئی اور سر تربوز کی طرح دور جا گرا۔ اور یہودی سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم جاؤ۔ اس مقدمہ کا یہی فیصلہ ہے جو میں نے کر دیا ہے۔ جو ملعون رسول برحق کے حقانی فیصلہ سے منہ موڑے اس کا فیصلہ کرنے والا تلوار سے بہتر دنیا میں کوئی نہیں ہو سکتا۔

برادران اسلام! یہودی تو اسلام کی حقانیت سے انتہائی متاثر ہو کر اپنے گھر چلا گیا۔ مگر اس واقعہ سے مدینہ کی سر زمین پر تہلکہ مچ گیا کہ فاروق اعظم نے ایک کلمہ گو کو تلوار سے قتل کر دیا۔

چنانچہ بشر منافق کے تمام رشتہ داروں اور اس کی پارٹی کے تمام معین و مددگار رسول برحق کے دربار میں اس کے خون کا بدلہ لینے کے لیے تیار ہو کر آ گئے اور قصاص کے طلب گار ہوئے اور قسمیں کھا کھا کر کہنے لگے یا رسول اللہ! بشر کی نیت میں کوئی برائی نہیں

marfat.com

تھی۔ اور وہ بہت ہی سچا اور پکا مسلمان تھا۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس کی ایمانداری اور دین داری کی تعریفوں کے بڑے بڑے پل باندھنے لگے اور اپنی منافقانہ روش کے مطابق حلف اٹھا اٹھا کر اور قسم کھا کھا کر رحمت عالم کو یقین دلانے لگے کہ بشر اور ہم سب کے سب ایماندار اور سچے پکے مسلمان ہیں۔

برادران ملت! منافقین رحمت عالم کے دربار میں اپنی منافقانہ بازیگری کا یہ شرمناک اور ناقابل نفرت کھیل دکھا ہی رہے تھے کہ حضرت حق جل مجدہ نے ان آیات بینات کو نازل فرما کر ان منافقوں کے نفاق کا پردہ چاک فرمادیا اور ان لوگوں کے مکر و فریب اور سیہ کاریوں کے دام تزویر اور پر فریب جال کا تار و پود بکھیر کر رکھ دیا۔ اور بشر منافق کے واجب القتل ہونے کا اعلان فرمادیا۔ اور اس کے خون کا کوئی بدلہ نہیں دلایا۔

(صاوی ج ا ص ۲۲۶)

برادران اسلام! اب آپ ان مقدس آیتوں کی تلاوت اور ان کا ترجمہ سنئے۔ اور خداوند قدوس کے قہر و جلال کا قاہرانہ انداز اور جلالی تیور ملاحظہ فرما کر عبرت حاصل کیجئے:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ؕ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ؕ

یعنی کیا (اے محبوب) آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا؟ جن کا دعویٰ ہے کہ وہ ایمان لائے اس کتاب پر جو آپ پر اتاری گئی۔ اور ان کتابوں پر بھی جو آپ سے پہلے نازل کی گئیں۔ پھر چاہتے ہیں کہ شیطان (کعب بن اشرف) کو اپنا پنچ بنائیں حالانکہ ان لوگوں کو تو یہ

marfat.com

حکم دیا گیا تھا کہ اس کو بالکل ہی نہ مانیں۔ اور ابلیس یہ چاہتا ہے کہ انھیں دور کی گمراہی میں ڈال دے۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا۔

اور جب ان لوگوں سے کہا جائے کہ اللہ کی اتاری ہوئی کتاب اور اس کے رسول کی طرف آؤ۔ تو آپ دیکھیں گے کہ منافق لوگ آپ سے منہ موڑ کر پھر جاتے ہیں۔

فَكَيْفَ اِذَا اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ جَآءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَا اِلَّا اِحْسَانًا وَّتَوْفِيْقًا۔

تو ان کا کیا حال ہوگا۔ جب ان پر کوئی مصیبت پڑ جائے۔ ان کے کرتوتوں کے بدلے میں جو ان کے ہاتھوں نے پہلے کیا ہے۔ پھر اے (محبوب) یہ لوگ آپ کے حضور حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتے ہیں کہ ہمارا مقصود تو بھلائی اور میل ملاپ تھا۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًاۢ بَلِيْغًا ۝

ان کے دلوں کی بات تو اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ لہٰذا (اے محبوب) آپ ان لوگوں سے چشم پوشی کیجئے اور ان لوگوں کو نصیحت فرماتے رہیے اور ان لوگوں کے دلوں میں اتر جانے والی بات فرماتے رہیے۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ۔

اور ہم نے ہر رسول کو اسی لیے بھیجا تاکہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ

marfat.com

الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا

اور اگر لوگ (گناہ کر کے) اپنی جانوں پر ظلم کر لیں۔ تو (اے محبوب) وہ آپ کے حضور میں حاضر ہوں۔ پھر اللہ سے استغفار کریں۔ اور رسول بھی ان کے لیے مغفرت کی دعا فرمائیں تو ضرور وہ لوگ اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا۔ اور بڑا مہربان پائیں گے۔

برادران اسلام آپ نے سن لیا کہ ان آیات بینات نے کتنی وضاحت اور صفائی کے ساتھ کھلم کھلا یہ اعلان کر دیا کہ رسول کی اطاعت اور ان کے ہر فیصلہ کو خوشی تسلیم کرنا۔ اور ماننا ہر مسلمان پر فرض ہے اور رسول کے فیصلہ سے منہ موڑنے والا در حقیقت رسالت ہی کا منکر ہے اس لیے وہ کافر اور واجب القتل ہے۔ اسی طرح آخری آیت وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا نے واضح کر دیا کہ گنہ گاروں کو بخشنے کے لیے خداوند ستار و غفار نے تین شرطیں مقرر کی ہیں۔ پہلی شرط یہ ہے کہ گناہگار اپنے رسول کے دربار میں حاضر ہو جائے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ گناہگار خدا کے دربار میں توبہ و استغفار کرے۔ تیسری شرط یہ ہے کہ رسول بھی اس کے لیے دعائے مغفرت فرما دیں۔ جب تک یہ تینوں شرطیں نہیں پائی جائیں گی۔ ہر گز ہر گز خداوند قدوس کسی مجرم و خطاکار کو نہیں بخشے گا۔ اور کسی گناہ گار کے گناہوں کو نہیں معاف فرمائے گا۔

میرے دوستو اور بزرگو! یہ تو بہت ہی مشہور مسئلہ ہے کہ اِذَا فَاتَ الشَّرْطُ فَاتَ الْمَشْرُوْطُ یعنی اگر شرط نہیں پائی جائے گی تو مشروط بھی نہیں پایا جائے گا۔ کون نہیں جا[نتا] کہ نماز کے لیے وضو شرط ہے۔ تو جب تک وضو نہ ہو نماز نہیں ہو سکتی اسی طرح جب مغفرت کے لیے تین شرطیں ہیں تو جب تک یہ تینوں شرطیں نہیں پائی جائیں گی مغفر[ت]

marfat.com

نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا نماز پڑھنی ہے تو وضو کرنا ہی پڑے گا۔ اور مغفرت کرانی ہے تو یہ شرطیں پوری کرنی ہی پڑیں گی۔

اب اگر کوئی "بے دال کا بودم" "بلا وضو ہی کے نماز پڑھ لے۔ اور کہے کہ میری نماز ہو گئی تو اس شخص کے بارے میں ہم اس کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ غالباً اس کے دماغ کی مشینری کا کوئی اسکرو ڈھیلا ہو گیا ہے یا یہ شخص جہالت کا ایک چلتا پھرتا مجسمہ ہے۔

لطیفہ: غالباً آپ لوگوں نے ایک لطیفہ سنا ہو گا۔ کہ ایک مولانا صاحب اپنے وعظ میں فرما رہے تھے کہ مسلمانو! یاد رکھو کہ نماز کے لیے وضو شرط ہے جب تک وضو نہیں ہو گا، نماز نہیں ہو سکتی۔ یہ سن کر مجمع میں سے ایک جاہل کھڑا ہو گیا۔ اور چلا چلا کر کہنے لگا کہ مولانا صاحب! آپ کی یہ بات بالکل غلط ہے۔ میرا تجربہ یہ ہے کہ بلا وضو کے بھی نماز ہو جاتی ہے۔ میں نے تو بہت مرتبہ بلا وضو کے نماز پڑھ کر دیکھ لیا ہے۔ ایسا نہیں ہوتا کہ وضو نہ ہو تو پیٹھ اکڑ جائے۔ اور رکوع و سجدہ ہی نہ ہو سکے۔ بلا وضو کے بھی نماز کے سب افعال ادا ہو جاتے ہیں۔ جاہل گنوار کی یہ بے تکی بات سن کر سارا مجمع ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو گیا۔ اور مولانا صاحب بھی مسکرا کر یہ کہنے لگے کہ سبحان اللہ۔

احمقوں کی کمی نہیں غالبؔ
ایک ڈھونڈو ہزار ملتے ہیں

بہر کیف میں یہ عرض کر رہا تھا کہ خداوند کریم باوجود کہ بڑا ستار و غفار ہے اور اس کی رحمت اور شان کریمی کا یہ عالم ہے کہ بڑے سے بڑا مجرم و گناہ گار بھی اس سے اپنی مغفرت کا امیدوار ہے۔ مگر پھر بھی اس ارحم الراحمین نے اپنے قرآن مبین میں صاف صاف

marfat.com

اعلان فرمادیا ہے کہ میں ہر مجرم اور خطاکار کو اسی وقت بخشوں گا۔ اور ہر گناہ گار کو میرے شامیانہ رحمت اور دامن کرم میں اسی وقت پناہ مل سکتی ہے جب مغفرت کی تینوں شرطیں پوری ہو جائیں۔

برادران ملت! اب میں چاہتا ہوں کے ان تینوں شرطوں کو ذرا تفصیل کے ساتھ عرض کروں۔ لہٰذا غور سے سنئے:

دربار رسول کی حاضری: دیکھئے سب سے پہلی شرط یہ ہے "جاءُوكَ" یعنی دنیا میں کوئی مجرم جرم و گناہ کر کے جب تک دربار مصطفےٰ ﷺ میں حاضری نہیں دے گا۔ ہر گز ہر گز کبھی اس کی مغفرت نہیں ہو گی اور وہ کبھی بھی رحمت الٰہی کی نظر عنایت کا مستحق نہیں ہو سکتا۔

حضرات گرامی! خوب سمجھ لیجئے کہ یہ میرے شاعرانہ تخیل کی پرواز یا عقلی گھوڑے کی سرپٹ دوڑ نہیں ہے بلکہ یہ قرآن مجید کے لفظ "جاءُوكَ" کی تفسیر ہے۔ میرا دعویٰ ہے کہ دنیا کا کوئی مفسر یا قرآن فہمی کا ذوق رکھنے والا کوئی بھی عالم دین اس آفتاب سے زیادہ روشن حقیقت کا انکار نہیں کر سکتا کہ اس آیت میں لفظ "جاءُوكَ" کا یہی اور صرف یہی مطلب ہے کہ ہر مجرم و گناہ گار اگر اپنے گناہوں کی مغفرت چاہتا ہے تو اس کی پہلی شرط یہی ہے کہ وہ دربار رسول ﷺ میں حاضری دے۔

برادران اسلام! آج کل کے مولویوں کو چھوڑ دیجئے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں آپ مجھے بتائیے کہ قرآن کریم کو سب سے زیادہ کن لوگوں نے سمجھا؟ آپ اس کے سوا اور کیا کہیں گے؟ کہ ساری امت میں سب سے زیادہ جن لوگوں نے قرآن مجید کو سمجھا ہے وہ صحابہ کرام کی مقدس جماعت ہے۔ کیوں کہ قرآن ان لوگوں کی زبان میں نازل ہوا۔ ان لوگوں نے

marfat.com

قرآن کو خود صاحب قرآن کی زبان سے سنا۔ اور قرآن کو درس گاہ نبوت میں پڑھ کر اس کے ایک ایک لفظ بلکہ ایک ایک حرف کی تفسیر و تشریح کو ان کی تعلیم سے جانا اور پہچانا۔ جس کا سینہ اَلَمْ نَشْرَحْ کا خزینہ ہے اور جن کے لیے وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ کی سند مستند عرش اعظم سے نازل ہوئی۔ خدا کی قسم نزول قرآن کا حال و ماحول اور موقع و محل جس قدر صحابہ کرام کے پیش نظر تھا' کسی دوسرے کو قیامت تک نصیب ہی نہیں ہو سکتا اور معلم کتاب و حکمت کے مشکوۃ نبوت سے جتنی علمی و عملی روشنی صحابہ کرام کو ملی وہ کسی دوسرے کو مل ہی نہیں سکتی۔ اس لیے یہ تو تمام دنیا کو تسلیم ہی کرنا پڑے گا کہ قرآن مجید کو سب سے زیادہ صحابہ کرام نے ہی سمجھا۔ اس لیے آیئے اور تاریخ صحابہ کی روشنی میں دیکھئے کہ ان ملت کے ستونوں اور آسمان امت کے ان درخشاں ستاروں نے اس آیت میں "جاء وك" کا کیا مطلب سمجھا؟ اور اس پر کس طرح عمل کیا؟ اور صاحب قرآن نے ان پاک نفسوں کے عمل بالقرآن پر کس طرح اپنی مہر تصدیق ثبت فرما کر ان کی عملی زندگی کو تمام نسل انسانی کے لیے ایک ایسا دائمی نظام زندگی اور مکمل دستور حیات بنا دیا کہ قیامت تک اس میں کسی ترمیم و تنسیخ کی گنجائش ہی نہیں ہو سکتی۔

مسجد نبوی کے چند ستون : حضرات گرامی! مدینہ منورہ کی مسجد نبوی میں جنت کی کیاری کے اندر چند ستونوں پر آج بھی کتبے لکھے ہوئے ہیں۔ ان میں کا ہر ستون اپنے دامن میں بڑے بڑے عبرت آموز اور ایمان افروز تاریخی واقعات کا دفتر لیے ہوئے ہے۔ ایک ستون کا نام اُسْطُوانَةُ الْوُفُوْد ہے یہ وہ ستون ہے کہ حضور شہنشاہ مدینہ ﷺ اس ستون سے ٹیک لگا کر دور دور سے آنے والے قبائل کے نمائندوں کو اپنی زیارت کا شرف عطا فرمایا

marfat.com

کرتے تھے۔ ایک ستون پر اسطوانۃ الحنانۃ تحریر کیا ہوا ہے۔ یہ وہی ستون ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جدائی میں پھوٹ پھوٹ کر رویا تھا جس کے بارے میں مولانا روی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ:

استن حناز نہ از ہجر رسول
نالہ می زد ہمچوں ارباب عقول

یعنی ستون حنانہ رسول کی جدائی میں اس طرح نالہ و فریاد کر کے روتا تھا جیسے عقل والے اپنے محبوبوں کی جدائی پر نالہ و فریاد کے ساتھ رویا کرتے ہیں۔

الغرض اسی طرح کے بہت سے تاریخی ستون ہیں۔ انھیں ستونوں میں سے ایک ستون کا نام اسطوانۃ التوبۃ بھی ہے۔ جس کو ستون ابو لبابہ بھی کہتے ہیں۔ اور مجھے اس وقت اسی ستونکا ایک، دل ملا دینے والا تاریخی واقعہ آپ کو سناتا ہے۔

حضرت ابو لبابہ کی توبہ: حضرات محترم! ایک صحابی ہیں ابو لبابہ بن عبد المنذر۔ یہ حضور شہنشاہ مدینہ کے دربار میں بڑے باوقار۔ بلکہ دربار نبوت کے ایک خاص رازدار تھے۔ جنگ خندق کے بعد جب حضور اکرم ﷺ نے بدترین دشمن اسلام قبیلہ بنو قریظہ کا محاصرہ فرمایا۔ تو ان یہودیوں نے تنگ آکر بارگاہ رسالت میں یہ پیغام بھیجا کہ آپ ابو لبابہ کو ہمارے پاس بھیج دیجئے تاکہ ہم لوگ ان سے اپنے مستقبل کے بارے میں کچھ مشورہ کریں۔ حضرت ابو لبابہ رضی اللہ عنہ کا اسلام لانے سے پہلے ان یہودیوں سے بڑا گہرا دوستانہ تعلق تھا۔ بلکہ حضرت ابو لبابہ کے کچھ اہل و عیال اور جائیداد و مال بھی اسی قلعہ میں تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے حضرت ابو لبابہ کو بھیج دیا۔ قلعہ کے یہودی ان کو دیکھ کر رونے لگے۔ اور ان سے مشورہ

marfat.com

کیا کہ کیا ہم لوگ پیغمبر اسلام کے فیصلہ کو قبول کرتے ہوئے قلعہ کا پھاٹک کھول دیں
حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت ابو لبابہ کو اپنا رازدار سمجھ کر پہلے ہی ان یہودیوں کے
بارے میں اپنے فیصلہ سے مطلع فرمادیا تھا۔ کہ یہ یہودی اللہ و رسول کے بدترین دشمن ہیں
لہذا ان کی سزا قتل کے سوا کچھ بھی نہیں ہو سکتی:

جب یہودیوں نے حضرت ابو لبابہ سے مشورہ کیا تو انھوں نے اپنی پرانی دوستی او
اپنے اہل و عیال اور جائید اد و مال کا خیال کر کے سرکار مدینہ کا راز فاش کر دیا۔ اور اپنے گلے پ
ہاتھ پھیر کر اشارے سے یہودیوں کو بتادیا کہ سرکار مدینہ نے تمہارے بارے میں قتل کا
فیصلہ فرمالیا ہے۔ حضرات محترم! حضرت ابو لبابہ نے دربار نبوت کے ایک مخفی راز کو فاش
کیا۔ ادھر فوراً ہی حضرت جبریل امین رب العالمین کا عتاب سے بھرا ہوا فرمان لے کر زمین
پر اتر پڑے اور رحمۃ للعالمین پر یہ آیت نازل ہوگئی کہ:

یاایُّھا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَاتَخُوْنُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْا اَمٰانَاتِکُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ
o واعْلَمُوْا اَنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَ اَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ وَّ اَنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ اَجْرٌ عَظِیْمٌ (انفال)

یعنی اے ایمان والو! تم اللہ اور اس کے رسول سے دغا مت کرو۔ اور نہ اپنی امانتوں
میں دانستہ طور پر خیانت کرو۔ اور یہ جان لو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد یہ سب فتنہ
ہیں۔ اور یہ یقین رکھو کہ اللہ کے پاس بہت بڑا ثواب ہے۔

حضرات! خود حضرت ابو لبابہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ابھی میرے قدم اپنی
جگہ سے ہٹنے بھی نہیں پائے تھے کہ میرے ضمیر نے مجھے جھنجھوڑا کہ بلاشبہ اس وقت میں
نے اللہ و رسول کی امانت میں خیانت کی ہے اور اللہ و رسول کے ساتھ دغا کر کے میں نے

marfat.com

بہت بڑا گناہ کر لیا ہے۔ چنانچہ حضرت ابو لبابہ اپنے اس عظیم گناہ کے تصور سے لرزہ بر اندام ہو گئے۔ اور اپنے جرم پر نادم و پشیمان ہو کر مدینہ منورہ بھاگے۔ اور اپنے آپ کو مسجد نبوی کے ایک ستون میں رسی سے جکڑ کر بندھوالیا۔ اور قسم کھالی کے جب تک خداوند کریم میری توبہ قبول نہیں فرمائے گا اور رحمت عالم ﷺ اپنے دست مبارک سے مجھے نہیں کھولیں گے۔ خدا کی قسم نہ میں کچھ کھاؤں گا نہ پیوں گا۔ چنانچہ چھ دن چھ رات تک یہ مسجد کے ستون سے بندھے رہے۔ نمازوں اور انسانی حاجتوں کے وقت ان کی بیوی صاحبہ ان کو کھول دیا کرتی تھیں۔ پھر وہی ان کو باندھ دیا کرتی تھیں۔ بھوک پیاس کی شدت سے ان کی قوت ساعت جاتی رہی۔ اور آنکھوں کی روشنی میں بھی کمی آگئی۔ اسی حالت میں ایک رات جب سرکار مدینہ حضرت بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں تشریف فرما تھے ....

صبح صادق کے وقت حضور ﷺ کو ناگہاں ہنسی آگئی۔ بی بی ام سلمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! خداوند کریم آپ کے دانتوں کو ہمیشہ ہنستا رکھے۔ بھلا اس وقت آپ کو ہنسی کیوں آرہی ہے؟ یہ سن کر رحمت عالم نے ارشاد فرمایا کہ اے ام سلمہ! میں اس خوشی میں ہنس رہا ہوں کہ ابو لبابہ کی توبہ بارگاہ خداوندی میں مقبول ہو گئی اور ابھی ابھی مجھ پر یہ آیت نازل ہوئی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَانًا وَيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ (انفال)

اے ایمان والو اگر تم اللہ سے ڈرو گے۔ تو اللہ تمہیں وہ چیز عطا فرمادے گا جس سے تم حق کو باطل سے جدا کر لو گے۔ اور تمہاری برائیوں کو تم سے اتار دے گا اور تمہیں بخش دے گا۔ اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

marfat.com

یہ سن کر کہ حضرت ابو لبابہ کی توبہ قبول ہوگئی۔ حضرت بی بی سلمہ کو بے حد خو
ہوئی۔ چنانچہ فرطِ مسرت میں بے تاب ہو کر انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر اجاز
ہو تو میں ابھی ابھی ابو لبابہ کو بشارت سنا دوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔ ا
تمہاری یہی مرضی ہے تو سنا دو۔ چنانچہ فوراً ہی حضرت بی بی ام سلمہ نے اپنے حجر ے
چوکھٹ پر کھڑے ہو کر باآواز بلند فرمایا کہ اے ابو لبابہ! تمہیں یہ بشارت ہو کہ تمہاری "تو
قبول ہو گئی۔"

بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی آواز کا سننا تھا کہ لوگ اپنے گھروں سے نکل نکل
مسجد نبوی کی طرف دوڑ پڑے اور حضرت ابو لبابہ کو ستون سے کھولنے لگے۔ مگر حضر
ابو لبابہ نے بھرائی ہوئی آواز میں آب دیدہ ہو کر فرمایا۔ خبردار! ہر گز ہر گز کوئی مجھے
کھولے۔ خدا کی قسم جب تک خود حضور رحمت عالم ﷺ مجھے اپنے دست مبارک سے
کھولیں گے میرے مجرم و گناہ گار دل کو تسلی نہیں ہو سکتی کہ میرے رب کریم نے میر
خطا کو معاف فرما دیا ہے۔ چنانچہ لوگ ہٹ گئے اور ابو لبابہ نماز فجر کے وقت تک بد ستو
بندھے رہے۔ اور لوگ انکے ارد گرد کھڑے رحمت عالم کی آمد کا انتظار کرتے رہے۔ یہاں
تک کہ حضور اقدس ﷺ جب مسجد نبوی میں نماز فجر کے لیے تشریف لائے تو ابو لبابہ
پیار و محبت کی نگاہوں سے دیکھ کر پیغمبرانہ انداز مسرت کے ساتھ تبسم فرما کر مسکرا
لگے۔ سبحان اللہ! پیارے رسول کی مسکراہٹ کا کیا کہنا۔

یوں مسکرائے جان سی کلیوں میں پڑ گئی
یوں لب کشا ہوئے کہ گلستان بنا دیا

marfat.com

پھر حضور نے اپنے دست مبارک سے ابو لبابہ کی رسیوں کو کھول دیا۔

(صاوی ج ا ص ۱۴۲)

برادران ملت! آپ نے دیکھا؟ کہ صحابی رسول حضرت ابو لبابہ بن عبد المنذر سے
یک گناہ سرزد ہو گیا تو وہ اپنے اس گناہ کو بخشوانے کے لیے خدا کے گھر کعبہ مکرمہ نہیں
گئے۔ اور کعبہ معظمہ کے ستون میں اپنے آپ کو نہیں باندھا۔ بلکہ گناہ سرزد ہوتے ہی وہ
سیدھے مدینہ منورہ دربار رسول میں حاضر ہو گئے اور اپنے آپ کو مسجد نبوی میں باندھا۔
کیوں؟ اس لیے کہ وہ قرآن مجید کی آیت جاءُ وكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ پورا پورا علم رکھتے تھے۔
اور انہیں اس بات کا عین الیقین بلکہ حق الیقین حاصل تھا کہ گناہ معاف ہونے کی پہلی شرط
دربار رسول کی حاضری ہے۔ اس لیے وہ سیدھے مسجد نبوی میں آئے اور اپنے آپ کو مسجد
نبوی کے ستون میں کے ساتھ بندھوالیا تاکہ پانچوں وقت حضور سید عالم ﷺ مجھے دیکھتے
رہیں۔ یہاں تک کہ پیارے مصطفےٰ کی مصطفائی کو مجھ پر رحم آجائے تو پھر خدا کی قسم یقیناً خدا کی
کبریائی کو مجھ پر پیار آجائے گا۔ اور میں بخش دیا جاؤں گا کیونکہ ان کا یہ ایمان تھا۔

خدا خدا کا یہی ہے در، نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

چنانچہ آپ نے دیکھ لیا کہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت ابو لبابہ کی بے قراری و گریہ زاری
سے رحمۃ للعالمین کا رحمت بھرا دل پسیج گیا۔ تو ارحم الراحمین کی رحمت نے بھی کتنے پیار سے
ابو لبابہ کے گناہ کو اپنے غفران و رضوان سے مٹا کر اپنے فضل و کرم سے بخش دیا۔

اور مسلمانو! ذرا ارحم الراحمین کی ستاری و غفاری کا جلوہ تو دیکھو کہ آج تک اس

marfat.com

ستون ابو لبابہ کی یہ کرامت ہے کہ کتنا ہی بڑا مجرم اور گناہ گار کیوں نہ ہو۔ اگر اس ستون کے پاس دو رکعت نماز نفل پڑھ کر صدق دل سے توبہ کرے۔ تو خداوند کریم حضرت ابو لبابہ کے طفیل میں انشاء اللہ تعالیٰ ضرور اس کے گناہ کو معاف فرمادے گا۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ اس تاریخی ستون کو "ستون توبہ" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اور میں نے خود بارہا ان تمام مدنیہ منورہ میں حاضر رہ کر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ ہزاروں مسلمان ہر وقت اس ستون کے پاس نماز نفل پڑھ پڑھ کر توبہ و استغفار کرتے رہتے ہیں۔

برادران ملت! ایک حضرت ابو لبابہ پر ہی منحصر نہیں بلکہ آیات قرآنیہ اور احادیث صحیحہ گواہ ہیں کہ جس صحابی سے بھی کوئی چھوٹا یا بڑا گناہ سرزد ہوا۔ تو وہ گھبرا کر دوڑتا ہوا بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا اور رحمت عالم نے اس کے لیے دعاء مغفرت فرمادی تو ارحم الراحمین نے اس کے گناہ کو بخش دیا۔ کوئی صحابی گناہ کر کے خدا کے گھر کعبہ مکرمہ میں توبہ کے لیے نہیں گیا۔ بلکہ ہر ایک رسول ہی کے در پر حاضر ہوا۔ کیوں کہ ان تمام صحابہ کا یہی ایمان و اعتقاد تھا کہ :۔

بے ان کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے
حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے

بہر کیف یہ ثابت ہو گیا کہ مغفرت کی پہلی شرط دربار رسول کی حاضری ہے۔

قبر انور کے حضور حاضری : لیکن برادران ملت! یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔ اس کا جواب بھی سن لیجئے۔ سوال یہ ہے کہ گناہ گاروں کے لیے دربار رسول کی حاضری اس وقت تک تو توبہ بآسانی میسر ہو سکتی تھی جب کہ رحمت عالم اپنی ظاہری حیات کے ساتھ

marfat.com

یا میں تشریف فرما تھے۔ چنانچہ حضرات صحابہ کرام گناہ کرتے ہی رحمت عالم کی خدمت ں حاضر ہو جایا کرتے تھے۔ لیکن اب جب کہ سرکار مدینہ اپنی قبر انور کے اندر جلوہ گر ہیں تو ب گناہ گاروں کے لیے بارگاہ نبوت میں حاضری کی کیا صورت ہو سکتی ہے؟ اور اب گناہگار فغرت کے لیے جاء وک یعنی دربار رسول کی حاضری کی شرط کیسے پوری کر سکتا ہے؟

تو مسلمانو! اس سوال کا جواب یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر انور کے ں حاضر ہو جانا بھی بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ دربار رسالت میں حاضر ہونا اس لیے جو شخص ی قبر منور کے پاس حاضر ہو گیا۔ یقیناً اس نے جاءوک کی شرط پر عمل کر لیا۔

چنانچہ علماء ملت اور اولیاء امت کی تواریخ شاہد ہیں کہ دور تابعین اور ان کے بعد ے بہت سے سلف صالحین نے روضہ انور کے پاس حاضر ہو کر یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ! م خدا کے فرمان جاءوک پر عمل کرتے ہوئے آپ کے دربار میں حاضر ہوئے ہیں۔

بر منور سے اعلان مغفرت: غالباً آپ لوگوں نے یہ واقعہ سنا ہو گا جو بہت مشہور ے کہ ایک اعرابی مسلمان جس کا سینہ توحید الٰہی کا خزینہ اور جس کا دل محبت رسول کا مدینہ تھا۔ یہ روضہ اقدس کے پاس جب حاضر ہوا تو پہلے انتہائی والہانہ عقیدت اور جوش محبت کے ساتھ روضہ انور کے اردگرد کی خاک پاک کو اپنے سر پر ڈالنے لگا۔ پھر انتہائی سوز و گداز ں رو رو کر عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ! آپ جو کچھ خدا کا پیغام لائے۔ ہم نے اس کو نا۔ اور اس پر ایمان لائے۔ یا رسول اللہ! آپ پر خداوند قدوس نے جو کتاب نازل فرمائی ہے اس میں یہ آیت بھی ہے: "ولو انهم اذظلموا انفسهم جاء وك" تو یا رسول اللہ میں نے گناہ کر کے بے شک اپنی جان پہ ظلم کیا ہے۔ لہٰذا میں اللہ کے فرمان جاء وك پر عمل

marfat.com

کرتے ہوئے آپ کے دربار میں اپنے گناہوں کی مغفرت کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ اس لیے یا رسول اللہ! آپ میرے رب سے میرے گناہوں کی بخشش کرا دیجئے۔ پھر اس کامل الایمان اعرابی مسلمان نے انتہائی والہانہ انداز میں ان دو شعروں کو پڑھا کہ

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ اَعْظُمُهُ
فَطَابَ مِنْ طِيْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْاَكَمُ

یعنی اے وہ مقدس ذات! کہ جب زمین میں آپ کا جسم اطہر دفن کیا گیا۔ تو اس کی پاکیزگی سے زمین اور ٹیلے بھی طیب و طاہر ہو گئے۔

نَفْسِیْ الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاكِنُهٗ
فِيْهِ الْعَفَافُ وَفِيْهِ الْجُوْدُ وَالْكَرَم

یا رسول اللہ! میری جان اس قبر پر قربان جس میں آپ سکونت فرما رہے ہیں۔ اس قبر میں پاک دامنی ہے، سخاوت ہے، کرم ہے۔

برادران ملت! منقول ہے کہ یہ اعرابی جب اپنی عرضی دربار نبوت میں پیش کر چکا تو قبر انور سے یہ ندا آئی کہ اے اعرابی تو بخش دیا گیا۔ (خزائن العرفان ص ۱۰۵ وغیرہ)

سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔ برادران اسلام! دیکھ لیجئے۔ یہ ہے قبر انور کا تصرف۔ جس طرح اپنی ظاہری حیات میں سرکار مدینہ اپنے دربار میں آنے والے گناہگاروں کو مغفرت کی خوشخبری سنا دیا کرتے تھے۔ اپنی قبر منور کے پاس حاضر ہونے والے گناہگار اعرابی کو بھی مغفرت کا مژدہ سنا دیا۔ یہ اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ قبر رسول کے پاس حاضری یقیناً دربار رسول ہی کی حاضری ہے۔ اور یہی میں عرض کر رہا تھا۔

marfat.com

چنانچہ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب قبلہ بریلوی قدس سرہ العزیز بھی جب روضۂ منورہ کی زیارت کے شرف سے سرفراز ہوئے تو اپنے اس طویل قصیدہ نعت میں جس کو دربار رسالت میں آپ نے بطور نذرانہ عقیدت کے پیش کیا تھا، ایک شعر میں اسی مضمون کو بیان فرمایا ہے کہ

مجرم بلائے آئے ہیں جاءُوکَ ہے گواہ

پھر رد ہوں، کب یہ شان کریموں کے در کی ہے؟

وسیلہ کے ذریعے حاضری : ہاں! اب ایک سوال اور رہ جاتا ہے کہ صحابہ جاؤک کی شرط پر اس طرح عمل کرتے تھے کہ صحبت رسول میں حاضر ہو کر حضور اقدس ﷺ کی شفاعت طلب کرتے تھے اور حضور اقدس ﷺ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد دربار مصطفےٰ میں حاضری کی ایک یہ بھی صورت ہے کہ قبر انور کے حضور حاضری دی جائے۔ مگر سوال یہ ہے کہ وہ گناہگار مسلمان جو مفلس و قلاش ہیں۔ اور مدینہ منورہ سے ہزاروں میل دور ہیں۔ اور وہ قبر انور تک رسائی کی کوئی سبیل ہی نہیں رکھتے تو پھر بھلا وہ لوگ کیسے جاءوک کی شرط پوری کرتے ہوئے دربار رسول میں حاضری دے سکیں گے؟ اور ان غریبوں کی مغفرت کی شرط اول کس طرح پوری ہو سکتی ہے؟

تو برادران ملت! اس سوال کا جواب بھی سن لیجئے۔ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ دربار رسول میں حاضری کی ان دو صورتوں کے علاوہ ایک تیسری صورت بھی ہے اور وہ تیسری صورت اس قدر آسان ہے کہ جو ہمیشہ، ہر دم، ہر جگہ، ہر مسلمان کے لیے میسر ہے۔ خواہ وہ بوریا نشین فقیر ہو یا تخت نشین بادشاہ۔ مغرب کا باشندہ ہو یا مشرق کا رہنے والا۔

marfat.com

سمندروں میں کشتیوں پر سوار ہو یا ہوا کے دوش پر فضاؤں میں سفر کر رہا ہو۔ کوئی بھی ہو۔ کہیں بھی ہو۔ کسی حال میں بھی ہو۔ وہ دم زدن میں اپنی جگہ پر بیٹھا ہوا دربار رسول میں حاضری دے سکتا ہے۔ اور اس کی صورت یہ ہے کہ گناہگار توبہ کرتے وقت حضور اکرم ﷺ کو وسیلہ بنالے۔ اور یہ عرض کردے کہ الہ العالمین میں تیرے محبوب کو تیرے دربار میں اپنا وسیلہ بنا کر اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں۔ بس جہاں مسلمان نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا وسیلہ پکڑا تو گویا وہ دربار رسول میں حاضر ہو گیا۔ اور جاءوک کی شرط پوریٔ ہو گئی۔ اور مسلمانو! اس طرح دربار رسول میں حاضری کا طریقہ۔ وہی طریقہ ہے جس کو حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے اپنی توبہ کے وقت اختیار فرمایا تھا کہ آپ نے نام پاک مصطفےٰ ﷺ کا وسیلہ پکڑا تھا۔ چنانچہ آپ نے بار بار سنا ہو گا کہ ۔

اگر نام محمد رانیا وردے شفیع آدم

نہ آدم یافتے توبہ، نہ نوح از غرق نجینا

یعنی اگر حضرت آدم اور حضرت نوح علیہما السلام حضور اکرم ﷺ کے نام پاک کا وسیلہ نہ پکڑتے۔ تو نہ آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوتی۔ نہ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی طوفان کی موجوں سے پار ہوتی۔

حضرات! یہ فقط شعر و شاعری کا شاعرانہ تخیل نہ سمجھئے بلکہ میں نے جو کچھ عرض کیا وہ بہت سی حدیثوں کا عطر ہے۔ چنانچہ اس بارے میں ایک حدیث بھی سن لیجئے جس کو امام بیہقی جیسے جلیل القدر محدث نے اپنی کتاب "دلائل النبوۃ" میں ذکر فرمایا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے دربار خداوندی میں یوں عرض کیا کہ یارب اَسْئَلُكَ بِحَقِّ

marfat.com

محمّد ان تغفرلیْ ۔ یعنی اے میرے پروردگار حضرت محمد ﷺ کے طفیل میں تو مجھے معاف فرمادے .... تو اللہ عزوجل نے فرمایا کے اے آدم تم نے حضرت محمد ﷺ کو کیوں کر پہچانا؟ حالانکہ ابھی تو میں نے ان کو پیدا ابھی نہیں فرمایا تو حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ الہ العالمین میں نے انہیں اس طرح پہچانا کہ جب تو نے مجھے پیدا فرمایا اور مجھ میں اپنی طرف سے روح پھونکی تو میں نے سر اٹھا کر جو دیکھا تو عرش پر لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔ تو میں نے اس سے یہ سمجھ لیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ جس کے نام کو عرش مجید پر جلوہ گر فرمایا ہے۔ وہ یقینا تمام مخلوق سے زیادہ تجھ کو پیارا ہوگا۔ اس وقت حق تعالی نے فرمایا کہ اے آدم! تم نے بالکل سچ کہا بے شک وہ تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ مجھے محبوب ہے اور میرا پیارا ہے۔ اس لیے میں نے تمہاری خطا کو بخش دیا ہے۔ اور اگر حضرت محمد ﷺ نہ ہوتے تو اے آدم! نہ میں تم کو پیدا کرتا نہ سارے عالم کو۔

(روح البیان ص ۲۳۰ احزاب)

بہر کیف برادران ملت! مجھے امید ہے کہ آپ نے اس مسئلہ کو خوب اچھی طرح سمجھ لیا ہوگا۔ کہ گناہوں کی مغفرت کے لیے سب سے پہلی شرط جاءوک یعنی دربار رسول کی حاضری ہے۔ اور اس حاضری کی تین صورتیں ہیں۔ اول صحبت رسول میں حاضری۔ دوم قبر انور کے حضور حاضری۔ سوم پیارے مصطفے ﷺ کا وسیلہ پکڑ کر حاضری۔

اور ہم گناہ گاروں کے لیے جو مدینہ طیبہ سے دور ہیں اور قبر انور کے حضور حاضری سے مجبور ہیں۔ تیسری صورت ہر دم اور ہر وقت قابل عمل ہے۔ کہ جب بھی ہم سے کوئی گناہ ہو تو ہم نام پاک رسول اللہ ﷺ کو دربار الٰہی میں وسیلہ بنا کر اپنے گناہوں سے توبہ

marfat.com

کرتے رہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ بڑی امید ہے کہ ارحم الراحمین ضرور ہمارے گناہوں کو بخش دے گا۔ کیوں؟ اس لیے کہ ہم مدینے سے دور ہیں۔ لیکن مدینے والا ہم سے دور نہیں کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ ؎

اگرچہ مدینہ ہے کافی مسافت نہیں دور لیکن یہ بعد مکانی
خلوص و محبت کو قاصد بنا لو وہیں سے سنیں گے وہ ساری کہانی

توبہ واستغفار: برادران ملت! اب مغفرت کی دوسری شرط بھی سن لیجئے اور ایک مرتبہ باآواز بلند درود شریف پڑھ لیجئے۔

اللّٰھُمَّ صلِّ علی سیّدنا محمد و علٰی ال سید نا محمد و بارك وسلم

برادران اسلام! مغفرت کی دوسری شرط کے بارے میں خداوند قدوس کا ارشاد ہے کہ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ یعنی دربار رسول ﷺ میں حاضر ہو کر مجرم اپنے گناہوں سے توبہ واستغفار کرے۔ یعنی صدق دل سے اپنے جرموں کا خدا کے دربار میں اقرار اور اس پر ندامت کا اظہار کرے اور جناب باری میں گریہ وزاری کے ساتھ اپنی مغفرت کی دعاء اور بخشش کی خواستگاری کرے۔ جب مجرم نے توبہ واستغفار کر لیا۔ تو پھر مغفرت کی دوسری شرط بھی پوری ہو گئی اور سمجھ لو کہ رحمت الٰہی کی نظر عنایت اس طرف متوجہ ہو گی۔

مسلمان بھائیو! سبحان اللہ! سبحان اللہ توبہ واستغفار کا کیا کہنا سچ کہا ہے کسی اہل معرفت نے ؎

توبہ کے آنسوؤں نے جہنم بجھا دیا
توبہ بڑی سپر ہے گناہگار کے لیے

marfat.com

حضرات! عام طور سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ توبہ کرنے سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ مگر میرے بزرگو اور بھائیو! خداوند رحیم و رحمٰن کا قرآن میں تو یہ اعلان ہے کہ فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ۔ یعنی پروردگار عالم توبہ کرنے والوں کے گناہوں کو ضرور مٹاتا اور معاف ہی نہیں کرتا بلکہ ان کے گناہوں کو مٹا کر ان کے بدلے میں نیکیاں عطا فرما دیتا ہے۔ یعنی اگر ایک لاکھ گناہ کر کے صدق دل سے تائب ہو جائے تو پروردگار عالم کے حکم سے فرشتے اس بندے کے نامۂ اعمال میں سے ایک لاکھ گناہوں کو مٹا کر ان کی جگہ ایک لاکھ نیکیاں لکھ دیتے ہیں۔ مولانائے روم نے اسی مضمون کو بیان فرمایا ہے کہ ۔

سیئات رامبدل کرد حق

تا ہمہ طاعت شود آں ماسبق!

یعنی خدا نے تیرے گناہوں کو توبہ کے بعد نیکیوں سے بدل دیا۔ تاکہ تیرے پہلے کے سارے گناہ بھی نیکی بن جائیں۔

قطب المدار کا مناظرہ : عزیزو اور دوستو! گناہ مٹا دینے کا ذکر آ گیا۔ تو مجھے اس موقع پر حضرت خواجہ بدیع الدین قطب المدار صاحب علیہ الرحمۃ کی ایک حکایت یاد آ گئی۔ میں نے اس حکایت کو کسی کتاب میں تو نہیں پڑھا۔ لیکن بعض بزرگوں سے سنا ہے۔ مشہور ہے کہ حضرت قطب المدار صاحب رحمۃ اللہ علیہ اکثر یہ دوہا پڑھا کرتے تھے۔

نیائے نا ہیں کیھن کیھن ٹھکرائی

بن کینی لکھدے ہن برائی

جب آپ جونپور تشریف لے گئے تو وہاں کے دنیادار مولویوں کو آپ کی مقبولیت و

marfat.com

شہرت پر حسد ہونے لگا۔ چنانچہ چند مولوی آپ سے سوال و جواب اور مناظرہ کرنے کے لیے آگئے ان مولویوں کا مقصد یہ تھا کہ حضرت قطب المدار پر شرعی اعتراض کر کے ان کو حکومت وقت کی نظر میں معتوب کر دیا جائے۔ اور پھر ان کو ذلت کے ساتھ شہر بدر کر دیا جائے۔ حضرت قطب المدار ایک صاحب حال درویش تھے۔ کسی سے بحث و تکرار کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ آپ نے ٹالنا چاہا اور بار بار فرمایا کہ ہمیں مناظرہ سے معاف رکھو۔ ہمارا تو یہ حال ہے۔

فرصت کہاں کہ چھیڑ کریں آسماں سے ہم
لپٹے ہوئے ہیں لذت درد نہاں سے ہم

مگر جب مولویوں نے آپ کو گھیر ہی لیا اور خواہ مخواہ الجھنے ہی لگے تو پھر آپ کو بھی درویشانہ جلال آہی گیا۔ اور آپ نے فرمایا کہ بہت اچھا۔ پھر آجائیے اور مناظرہ کر لیجئے۔ میں بھی تیار ہوں۔

کدھر سے برق چمکتی ہے؟ دیکھیں اے واعظ
میں اپنا جام اٹھاتا ہوں، تو کتاب اٹھا

مولویوں نے بڑے طنطنہ کے ساتھ کہا کہ۔ جناب! آپ پر ہمارے تین شرعی اعتراض ہیں۔ آپ ان کا جواب دیجئے۔ سب سے پہلے تو یہ سوال ہے کہ آپ کا کپڑا کبھی میلا نہیں ہوتا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ ہم لوگوں کو شبہ ہے کہ آپ کوئی جادوگر تو نہیں؟ دوسرا سوال یہ ہے کہ آپ جمعہ کی نماز کیوں نہیں پڑھتے؟ اس کی کیا وجہ ہے؟ تیسرا سوال یہ ہے کہ آپ جو ہندی کا دوہا گاتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ۔

marfat.com

نیائے ناہیں کیھن کیھن ٹھکرائی

بن کیتی لکھدے بن برائی

اس میں تو خدا کی ذات پر اعتراض لازم آتا ہے کہ خداوند تعالیٰ نے انصاف نہیں کیا۔ اور ٹھکرائی کر کے من مانا فیصلہ کر دیا۔ اور جو گناہ ہم نے نہیں کیا تھا وہ ہمارے نامہ اعمال میں لکھ دیا گیا۔ مولویوں نے ڈانٹ ڈپٹ کر بڑی گرج دار آوازوں میں کہا کہ آپ ان تینوں سوالوں کا جواب دیجئے۔ ورنہ قاضی شرع کی عدالت کے کٹہرے میں کھڑے ہونے کیلیے تیار ہو جائیے۔

حضرت قطب المدار صاحب مولویوں کی یہ لچھے دار تقریریں سن کر مسکرانے لگے۔ اور فرمایا کہ بس یہی آپ لوگوں کے وہ سنگین الزامات اور شرعی اعتراضات ہیں جن کے بل بوتے پر آپ لوگوں نے اس قدر لام بندی کر کے میرے اوپر چڑھائی کر دی ہے۔؟ سبحان اللہ!

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا

جو چیرا تو اک قطرۂ خون نکلا

اچھا اب آپ لوگ میرا جواب سن لیجئے۔ آپ لوگوں کا پہلا سوال یہ ہے کہ میرے کپڑے میرے بدن پر کبھی میلے نہیں ہوتے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ بگلا ایک پرندہ ہے جو دن رات پانی، مٹی اور کیچڑ میں مچھلیاں اور کیڑے مکوڑے پکڑتا اور کھاتا رہتا ہے۔ اور اس کے بدن پر آندھیوں میں گرد و غبار بھی پڑتا رہتا ہے مگر تمام عمر اس کے پر سفید ہی رہتے ہیں اور کبھی میلے نہیں ہوتے۔ تو کیا بگلے پر

marfat.com

بھی آپ لوگوں کو ساحر و جادوگر ہونے کا شبہ لاحق ہوگا؟۔

ارے نادان مولویو! جب خداوند قادر و قیوم نے ایک پرندے کو یہ کمال عطا فرمایا ہے کہ عمر بھر اس کا لباس میلا نہیں ہوتا۔ تو اگر وہ مالک و مولے ایک حقیقی مسلمان کو جس کا دل اس کے انوار و تجلی کا گنجینہ اور جس کا دل محبت رسول کا مدینہ ہو، یہ کرامت عطا فرمادے کہ عمر بھر اس کا لباس میلا نہ ہو اور اس کے باطن کی طرح اس کا ظاہر بھی ہمیشہ ہمیشہ صاف و شفاف ہی رہے تو اس میں تعجب یا شبہے کی کون سی بات ہے؟ تم اللہ والوں کی شان کیا سمجھتے ہو؟ ارے یہ وہ لوگ ہیں جو ارباب صفا اور محبوبان خدا کہلاتے ہیں اور انہی پاکبازوں کے بارے میں کہنے والوں نے یہ کہا ہے کہ ۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کو، ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

بس تم لوگ سمجھ لو کہ یہ میرے مالک و مولی کا مجھ پر ایک خاص فضل عظیم ہے کہ جس طرح میرا باطن کبھی گندا اور میلا نہیں ہوتا۔ اسی طرح میرا ظاہر، میرا بدن اور میرا لباس کبھی گندہ اور میلا نہیں ہوتا۔ نادان مولویو! کاش تمہیں یہ خبر ہوتی کہ ۔

خدا کے پاک بندوں کی تو یہ تاثیر ہوتی ہے
کہ ان کی ٹھوکروں کی خاک بھی اکسیر ہوتی ہے

کتاب کے کیڑو! میں تمہارے بارے میں اس کے سوا اور کیا دعا کروں کہ ۔

خدا تجھے کسی طوفاں سے آشنا کر دے — کہ تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں
تجھے کتاب سے ممکن نہیں فراغ کہ تو — کتاب خواں ہے مگر صاحب کتاب نہیں

marfat.com

حضرت مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمہ نے تم خشک ملاؤں کو بار بار جھنجوڑ اور ہوشیار کیا کہ ۔

صد کتاب و صد ورق در نار کن!

روئے دل را جانب دل دار کن!

یعنی اپنی ان منطق و فلسفہ کی کتابوں اور قال اقول کے اوراق کو آگ میں ڈال دو اور اپنے دل کے چہرے کو دل دار حقیقی اور معبود حقیقی کی طرف متوجہ کرو۔

لیکن افسوس! کہ تم کتابی ملاؤں نے کبھی اس طرف دھیان نہیں دیا۔ اور بحث و تکرار کی دل دل سے کبھی باہر نہ نکل سکے! خیر!

اب رہا آپ لوگوں کا دوسرا سوال کہ میں جمعہ کے دن بھی ظہر کی نماز پڑھتا ہوں۔ آپ لوگ عالم اور مفتی ہیں۔ للہ آپ لوگ مجھے فتویٰ دیجئے کہ کیا مسافر پر جمعہ فرض ہے؟ یہ سن کر مولویوں نے کہا کہ جی نہیں! مسافر پر تو جمعہ فرض نہیں ہے۔ حضرت قطب المدار نے فرمایا کہ پھر آپ لوگ بتا دیجئے کہ میں جب کسی مقام پر پندرہ روز ٹھہرتا ہی نہیں تو میں ہمیشہ مسافر ہی رہتا ہوں یا نہیں؟ مولویوں نے تسلیم کر لیا۔ کہ بے شک آپ ہمیشہ مسافر ہی رہتے ہیں۔ اس لیے آپ پر جمعہ فرض ہی نہیں ہوتا۔ پھر حضرت قطب المدار صاحب نے فرمایا کہ اچھا اب آپ لوگ اپنے تیسرے سوال کا جواب بھی سن لیجئے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ لوگوں کو میرے اس دوہے کے سمجھنے میں غلط فہمی ہو گئی ہے۔ میرا عقیدہ اور ایمان ہے کہ بیشک پروردگار عالم عادل ہے اور جو بد نصیب خدا کے عادل ہونے میں شک کرے۔ وہ میرے نزدیک کافر و مرتد اور واجب القتل ہے۔ لیکن میں جو اپنے دوہے میں کہتا ہوں۔ اس کا

marfat.com

مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن خداوند کریم بندوں کے نیکی اور بدی کے معاملے میں اپنی شان عدل وانصاف کا اظہار نہیں فرمائے گا۔ بلکہ اپنے رحم و کرم کی شان کا جلوہ دکھائے گا اور اپنے اختیار اعلیٰ و اقتدار بالا سے بندوں کا فیصلہ فرما کر بندوں کو بخش دے گا۔ اور بندوں کے کیے ہوئے گناہوں کو بے کیا ہوا قرار دے کران کو مٹا دے گا۔ اور معاف فرمادے گا۔ اب تم لوگ بتاؤ کہ اس میں میری کون سی غلطی ہے؟ کیا اعتراض ہے؟

ارے مولویو! تمہیں خدا کی قسم! کہ اگر خداوند تعالیٰ قیامت میں اس طرح انصاف فرمائے کہ اپنی نعمتوں کو ایک طرف رکھ دے اور بندوں کی نیکیوں کو ایک طرف رکھ کر ہر نعمت کے بدلے ایک نیکی طلب کرے اور اور جس کی نیکیاں اس کی نعمتوں سے کم ہوں۔ اس کو نہ بخشے تو پھر مجھے بتاؤ تو سہی کہ کون سا ایسا بندہ ہے جس کی نیکیاں لا محدود و لا تعداد ہوں گی کہ وہ انصاف کے معیار پر بخشا جائے گا۔ اس لیے میں یہ کہتا ہوں کہ خداوند عادل قیامت میں اس طرح کا انصاف نہیں فرمائے گا بلکہ اپنے اقتدار مطلق، اور شان کبریائی کا اظہار فرما کر اپنے اختیار اعلیٰ سے بندوں کو بخش دے گا۔

مسلمانو! یہی وہ مضمون ہے جس کو بعض بزرگوں نے یوں بھی کہا ہے کہ: "عدل کرے تو لٹیا، فضل کرے تو چھٹیا" یعنی خداوند کریم اگر قیامت میں اس طرح کا عدل فرمائے تو سب لٹ جائیں گے اور اگر اپنا فضل فرمائے تو سب چھوٹ جائیں گے۔ بہر حال یہ اپنا ایمان ہے کہ خداوند عادل جو کچھ بھی فیصلہ فرمائے گا وہ حقیقت میں اس کا عدل ہی عدل ہے۔ اس نے تو خود ہی قرآن میں فرمادیا ہے کہ

فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

marfat.com

یعنی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جس کو چاہے گا بخشے گا اور جس کو چاہے گا عذاب دے
گا۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت والا ہے۔

برادران ملت! حضرت قطب المدار کی یہ تقریر سن کر مولویوں کے ہوش اڑ گئے اور سب دم بخود ہو کر لاجواب ہو گئے۔ اور سب کے سب انتہائی نادم وشرمندہ ہو کر عاجت کے ساتھ معذرت کرنے لگے کہ واقعی ہم لوگوں کو غلط فہمی ہو گئی۔ لہٰذا ہم لوگ اپنی غلطی کا اقرار کرتے ہوئے آپ سے معافی کے طلب گار ہیں۔ بلاشبہ آپ اللہ کے ولی ہیں۔ اور ہم سب اس حقیقت کا اقرار کرتے ہیں کہ ۔

رسائی اہل دل کی ہے جہاں تک
خردوالے نہ پہنچیں گے وہاں تک

بہر کیف برادران ملت! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ مغفرت کی دوسری شرط توبہ و استغفار ہے اور خداوند کریم ایسا ارحم الراحمین ہے کہ وہ توبہ کرنے والے بندوں کے تمام گناہوں کو مٹا کر ان کے بدلے اتنی ہی نیکیاں عطا فرما دیتا ہے۔

مسلمانو! خداوند کریم کو اپنے بندوں کی توبہ کتنی پسند ہے؟ اللہ اکبر۔ اس کے بارے میں ایک حدیث سن لیجئے۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ :

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْلَمْ تُذْنِبُوْا لَذَھَبَ بِکُمْ وَلَجَآءَ بِقَوْمٍ یُذْنِبُوْنَ فَیَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰہَ فَیَغْفِرُلَھُمْ (مشکوٰۃ باب الاستغفار)

یعنی قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ کہ اگر تم لوگ گناہ نہ کرتے تو لوگوں کو دنیا سے اٹھا لیتا۔ اور تمہاری جگہ ایسی قوم کو وجود میں لاتا جو

marfat.com

گناہ کر کے فوراً ہی توبہ کرتے۔ تو اللہ تعالیٰ ان کو بخشتا۔ کیوں نہ ہو کہ خداوند قدوس کا ارشاد ہے کہ:

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ

یعنی یقیناً اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاکی حاصل کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔

شفاعت رسول : حضرات گرامی! اب میں مغفرت کی تیسری شرط بھی بیان کر کے بہت جلد آپ سے رخصت ہو جاؤں گا۔ تیسری شرط کیا ہے! سنئے باری تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ یعنی رسول بھی ان کی شفاعت اور ان کے لیے دعا مغفرت فرمادیں تو پھر مغفرت کی تینوں شرطیں پوری ہو جائیں گی۔ اور اس کے بعد رب العزت جل جلالہ کا وعدہ ہے کہ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا یعنی یہ لوگ یقیناً اللہ کو بہت زیادہ بخشنے والا اور رحم فرمانے والا پائیں گے مطلب یہ ہے کہ ان تینوں شرطوں کے پائے جانے کے بعد ارحم الراحمین اپنے گناہگار بندوں کی مغفرت بھی فرمادے گا۔ اور ان کو اپنی رحمت کے شامیانے میں اپنی نوازشوں اور مہربانیوں سے بھی نوازدے گا۔

برادران ملت! اس آیت کریمہ نے ہمیں جھنجھوڑ کر بتادیا کہ اے مسلمان! خبردار! تو اس نکتے سے غافل مت رہ۔ کہ بندہ لاکھ روئے، گڑگڑائے، اور توبہ واستغفار کرے مگر خدا کی قسم جب تک خدا کے پیارے رسول ﷺ اس کی مغفرت پر راضی ہو کر اس کی شفاعت اور اس کے لیے دعاء مغفرت نہیں فرمائیں گے۔ خداوند قدوس ہرگز ہرگز کبھی کسی مجرم کے گناہ کو معاف نہیں فرمائے گا دنیا میں بھی کسی مجرم کی خطا کو اسی وقت رحمت الٰہی معاف کرنے پر راضی ہو گی۔ جب اس کی مغفرت سے پیارے مصطفے ﷺ راضی ہو کر

marfat.com

کی شفاعت فرما دیں گے اور آخرت میں بھی بغیر رحمت عالم کی شفاعت کے کوئی نہیں بخشا جائے گا۔ مسلمانو! دنیا کا کون مسلمان اس کو نہیں جانتا کہ میدان محشر میں نکوکار ہوں۔ یا گنہگار۔ سبھی یارسول اللہ ! یارسول اللہ ! کا نعرہ لگاتے ہوئے رحمت عالم سے شفاعت کی بھیک مانگتے نظر آئیں گے۔ اور یہ صدا لگاتے پھریں گے کہ ۔

خدائے قہار ہے غضب پر کھلے ہیں بدکاریوں کے دفتر
بچالو آکر شفیع محشر : کہ سارا عالم عذاب میں ہے

لیکن مسلمانو! تم یقین واطمینان رکھو کہ جو صاحب ایمان ہوگا۔ اس کے لیے تو خدا کی قسم حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی شفاعت اور دعاء مغفرت بالکل یقینی ہے۔ کیونکہ خداوند قدوس جل مجدہ نے اپنے حبیب ﷺ کو بار بار یہ حکم عطا فرمایا ہے کہ وَاسْتَغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَات یعنی اے محبوب آپ تمام مومنین و مومنات کے لیے دعاء مغفرت فرماتے رہیں۔ چنانچہ حضور رحمت عالم ﷺ اپنی مکی اور مدنی زندگی میں تمام عمر مومنین و مومنات کے لیے دعاء مغفرت فرماتے رہے۔ اور آج بھی اپنی قبر انور میں کریمانہ عنایتوں اور رحمتوں سے اپنے غلاموں کو دعاء مغفرت کے ساتھ نوازتے ہی رہتے ہیں۔ اور قیامت تک نوازتے رہیں گی۔ چنانچہ حضور انور ﷺ نے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا ہے کہ :

حَيَاتِيْ خَيْرٌ " لَكُمْ وَمَمَاتِيْ خَيْرٌ "لَكُمْ تُعْرَضُ عَلَيَّ اَعْمَالُكُمْ فِي الصَّبَاحِ وَالْمَسَاءِ فَاِنْ وَجَدْتُ خَيْرًا حَمِدْتُ اللّٰهَ وَاِنْ وَجَدْتُ سُوْءً اِسْتَغْفَرْتُ لَكُمْ

(صاوی ج ۲ ص ۱۶۷)

یعنی اے مومنو! میری حیات اور میری وفات دونوں تمہارے لیے بہتر ہیں

marfat.com

تمہارے اعمال صبح و شام میری قبر انور میں میرے سامنے پیش کیے جائیں گے۔ اگر میں تمہارے اعمال کو اچھا پاؤں گا۔ تو میں خدا کی حمد کروں گا۔ اور اگر تمہارے اعمال کو برا پاؤں گا تو تمہارے لیے مغفرت کی دعا کروں گا۔ برادران ملت! اس حدیث کو حضرت علامہ صاوی علیہ الرحمہ نقل کر کے فرماتے ہیں کہ فَدُعَاءُ الرَّسُوْلِ حَاصِلٌ فِیْ حَیَاتِہٖ وَمَوْتِہٖ یعنی حضور کی دعاء حیات و وفات دونوں حالتوں میں امت کے لیے حاصل ہے ولا عبرۃ بمن اَضَلَّ وزاغ عن الحقِّ وخالف فِیْ ذٰلِکَ اور ان لوگوں کے قول کا بالکل کوئی اعتبار نہیں جو گمراہ اور حق سے بھٹکے ہوئے ہیں۔ اور اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ (صاوی ج ۲ ص ۱۶۷)

حضرات گرامی! حضرت علامہ صاوی اس عبارت میں ان نجدیوں اور وہابیوں کی طرف اشارہ فرمارہے ہیں جو توبہ، نعوذباللہ یہ خبیث عقیدہ رکھتے ہیں کہ معاذاللہ! حضور مر کر مٹی میں مل گئے اور ان سے ہم کو اب کوئی فائدہ نہیں لیکن الحمدللہ! کہ ہم سینوں کا تو یہ عقیدہ ہے جس کو ہم ڈنکے کی چوٹ پر علی الاعلان بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت فخر گجراتی نے عقیدہ اہل سنت کی اشاعت کرتے ہوئے اپنے ایک قطعہ میں کیا خوب ارشاد فرمایا ہے کہ۔

سنتا ہے! اے وہابی گستاخی و بے ادب
ایندھن بنا ہے کس لیے نار جحیم کا
منکر بنا ہوا ہے حیات النبی کا کیوں؟
لیتا ہے کیوں و بال گناہ عظیم کا
باطل کو چھوڑ چشم حقیقت سے کر نظر
زندہ ہے بال بال رسول کریم کا

marfat.com

اس لیے اے برادران ملت! یقین رکھئے کہ ہم بحمد اللہ تعالیٰ اہل ایمان ہیں اس لیے ہمارے لیے دونوں جہان میں رحمت عالم کی شفاعت اور دعاء مغفرت ہمارے سروں پر سایہ فگن ہے اور ہماری بخشش کا سب سے بڑا سہارا ہے۔ سبحان اللہ! اعلیٰ حضرت بریلوی قبلہ قدس سرہ العزیز نے کتنے والہانہ انداز میں اس مضمون کو بیان فرمایا ہے کہ ۔

مجرم بلائے آئے ہیں جاءوک ہے گواہ
پھر رد ہو کب یہ شان کریموں کے در کی ہے

بد ہیں مگر انہیں کے ہیں باغی نہیں ہیں ہم
"خدی" نہ آئے اس کو یہ منزل خطر کی ہے

ذکر خدا جو ان سے جدا چاہو "نجدیو"
واللہ ذکر حق نہیں۔ کنجی سقر کی ہے

بے ان کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے
حاشا۔ غلط غلط یہ ہوس۔ بے بصر کی ہے

بزرگو اور بھائیو! گو مختصر اور بے ربط سہی۔ لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ میں ایک حد تک اس آیت کریمہ کی توضیح و تفسیر عرض کر چکا اور میری اس تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ خداوند کریم نے بندوں کے گناہ معاف فرمانے کی تین شرطیں مقرر فرمائی ہیں۔ اول دربار رسول کی حاضری۔ دوم توبہ واستغفار۔ سوم رحمت عالم کی شفاعت۔ خداوند کریم توفیق بخشے کہ ہم گناہ گاران تینوں شرطوں کو پورا کر کے اپنے گناہوں کی بخشش اور اپنی مغفرت کا سامان کریں۔

وما علینا الا البلاغ المبین و اخرد عوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین و صلی اللّٰہ تعالیٰ علی خیر خلقه محمد و اله و صحبه اجمعین

marfat.com

تیسرا وعظ

دربار نبوت کا ادب

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ مے آید جنید و بایزید ایں جا

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ ذی العزۃ والکبریاء والجلال ٭ والصلوۃ علی النبی الھادی من الضلال ٭ وعلی اصحابہ المکرمین المعظمین وعلی الال ٭ صلوۃ تنجو بہا من جمیع الافات والاھوال ٭ اما بعد فقد قال فی کتابہ العظیم ٥

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا ایھا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھروا لہ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون ٥ (حجرات)

حضرات گرامی! خدا کے پیارے، دونوں عالم کے سہارے، ہمارے اور تمہارے تاجدار حضور احمد مختار ﷺ کے ذکر جمیل کا دربار ہے۔ اس لیے پہلے ان کی مقدس سرکار میں درود و سلام کے گوہر آبدار نثار کر لیجئے۔ پھر مجھ گناہگار کی زبان سے ان کی مدح و ثنا کے کچھ کلمات پرانوار سنئے۔

اللھم صل علی سید نا محمد و علی ال سید نا محمد و بارک و سلم

marfat.com

نعت شریف

خوشا وہ باغ مہکتی ہو جس میں بو تیری
خوشا وہ دشت کہ ہو جس میں جستجو تیری
رہین صحن گلستاں نہیں دل افزائی
شمیم لطف دل افزا ہے کو بکو تیری
ہوائے دشت ختن نافہ زار عالم ہے
کبھی کھلی تھی ادھر زلف مشکبو تیری
فرشتۂ اجل آئے پری کے قالب میں
بوقت مرگ جو صورت ہو روبرو تیری
خیال لطف سے حسرت ہے باغ رضواں میں
سنا ہے جب سے کہ لطف و کرم ہے خو تیری

برادران ملت! سورہ حجرات کی اس آیت کریمہ کو خلاق عالم نے میرے آقا و مولی حضور سرور کائنات ﷺ کے دربار نبوت کا ادب واحترام سکھانے کے لیے نازل فرمایا ہے اور حضرت حق جل مجدہ نے اس آیت میں اہل ایمان کو متنبہ فرمایا ہے کہ اے ایمان والو! اگر تم لوگ اپنے اعمال صالحہ کی خیر چاہتے ہو۔ تو تمہارے لیے لازم وضروری ہے کہ تم اپنی زندگی کی ہر سانس میں، ہر دم اور ہر قدم پر یہ دھیان رکھو کہ ایک بال کے کروڑویں حصہ کے برابر بھی کبھی تم سے دربار نبوت کی بے ادبی یا ادب میں کمی نہ ہونے پائے۔ ورنہ یاد رکھو کہ قہر الٰہی کی بجلیاں تمہارے خرمن ایمان و عمل کو جلا کر راکھ کا ڈھیر کر ڈالیں گی۔ اور

marfat.com

تمہاری عمر بھر کی نیکیوں اور اعمال صالحہ کی قیمتی پونجی دم زدن میں غارت واکارت ہو جائے گی اور تم قہر قہار و غضب جبار میں گرفتار ہو کر عذاب نار کے سزاوار ہو جاؤ گے کیوں کہ رحمت عالم کو ایذا دینے والے اور قلب نازک کو صدمہ دینے والے کا دونوں جہان میں ٹھکانہ نہیں ہے۔ مسلمانو! یاد رکھو! کہ دربار رسول کے گستاخ و بے ادب کو خداوند ذوالجلال کی قہاری و جباری کبھی معاف نہیں فرماتی۔ اور خداوند قہار و جبار ایسے نانجار کو یقینا عذاب دارین میں گرفتار فرما دیتا ہے اور اس پر ایسی خالق کی مار اور خلق کی پھٹکار پڑتی ہے کہ وہ دونوں جہان میں ذلیل و خوار ہو کر ہلاک و برباد ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید گواہ ہے کہ جس طرح تمام انبیاء سابقین کی بے ادبی کرنے والوں کو قہر الٰہی کی تجلیوں نے سوخت کر کے ان کے وجود کی تمام نشانیوں کو نیست و نابود اور انکی بستیوں کو تاخت و تاراج کر ڈالا۔ اسی طرح حضور خاتم النبیین ﷺ کی بارگاہ عظمت میں بے ادبی و گستاخی کرنے والوں کو ضرور ضرور قہر خداوندی اپنی رحمتوں سے دور اور اپنی لعنتوں کے جہنم میں ملعون و مقہور کر دے گا۔ مسلمانو! کیا تم نے رحمت عالم کا دل دکھانے والوں کے خلاف خداوند قہار و جبار کے غضب و جلال کا قاہرانہ تیور نہیں دیکھا۔ سن لو! خداوند جلال و جبروت اور مالک ملک و ملکوت کا یہ لرزہ خیز و زلزلہ انگیز فرمان ہے کہ ان اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّلَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ہ (احزاب)

یعنی جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذاء دیتے ہیں۔ ان لوگوں کو اللہ تعالے نے دنیا و آخرت میں ملعون کر دیا ہے اور ان کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

مسلمانو! اس آیت نے اعلان عام کر دیا۔ کہ بارگاہ رسول کے بے ادبوں کو خدا کا قہر و

marfat.com

جلال دنیاوآخرت میں ملعون کردے گا۔ اور دونوں جہان میں خداوند قدوس کی رحمتوں سے دور اور قہر خداوندی کے عذابوں سے مردود و مقہور ہو کر شقاوت و بد نصیبی کی ایسی کالی بھور میں ان کا سفینہ نجات غرقاب ہو جائے گا کہ دنیا کی کوئی طاقت اس کو نہیں بچا سکے گی۔ اور اس کا کہیں کوئی ٹھکانہ نہیں ہوگا۔

مسلمانو! یادرکھو کہ جس سے پیارے مصطفٰے کی مصطفائی روٹھ گئی خدا کی قسم اس سے خدا کی خدائی روٹھ گئی۔ اور جس سے خدا کی خدائی روٹھ گئی اس کو دونوں جہان میں کہاں پناہ مل سکتی ہے؟ مسلمانو! گوش ہوش کے ساتھ سن لو۔ کہ مصطفٰے پیارے کی نگاہ کرم درحقیقت فضل رحمانی کا دریائے رحمت ہے اور مصطفٰے پیارے کے غضب کا تیور غضب ربانی کی وہ خوفناک بھڑکتی ہوئی آگ ہے جس سے آتش جہنم بھی پناہ مانگتی ہے۔ اللہ اکبر۔ خدا بالکل سچ فرمایا ہمارے دادامرشد اعلٰے حضرت فاضل بریلوی قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ۔

نہیں وہ میٹھی نگاہ والا، خدا کی رحمت ہے جلوہ فرما
غضب سے ان کے خدا بچائے جلال باری عتاب میں ہے

الغرض برادران اسلام! دربار رسول کی ادنیٰ سی گستاخی و بے ادبی تو بڑی بات ہے۔ یہ تو وہ نازک دربار ہے کہ یہاں ذرا سی ادب کی کمی بھی مسلمان کی دولت ایمان و عمل کو دونوں جہان میں برباد کر دیتی ہے۔

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ مے آید جنید و بایزید اس جا

یعنی آسمان کے نیچے ایک ایسا بھی مقام ہے جو عرش سے بھی زیادہ نازک ہے۔ ہم

marfat.com

اور تم کس شمار و قطار میں ہیں؟ حضرت جنید بغدادی اور حضرت بایزید بسطامی جیسے آسمان ولایت کے آفتاب و ماہتاب بھی جب اس مقام پر پہنچتے ہیں تو زور سے بولنا تو کجا سانس بھی روک لیتے ہیں کہ یہاں زور سے سانس لینا بھی سوء ادب ہے۔ حضرت آسی علیہ الرحمہ نے بھی دربار نبوت کا یہ ادب بتایا ہے کہ ؎

اے پائے نظر! ہوش میں آ کوئے نبی ہے
آنکھوں سے بھی چلنا یہاں بے ادبی ہے

اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز نے بھی اسی مضمون کو اپنے شعر کے قالب میں ڈھالا ہے کہ ؎

حرم کی زمین اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقع ہے اوجانے والے

بہر کیف! دربار نبوت کا ادب ایمان کی جان اور اس دربار میں ادنیٰ سی ادب کی کمی آفت ایمان ہے۔ چنانچہ یہی وہ مضمون ہے جس کو سورہ حجرات کی اس آیت کریمہ میں حضرت حق جل مجدہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ!

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝

یعنی اے ایمان والو تم اپنی آوازوں کو نبی کی آواز پر بلند مت کرو۔ اور تم ان کے حضور میں اس طرح بلند آواز سے گفتگو نہ کرو۔ جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے سے بہ آواز بلند بات چیت کرتے ہو۔ ورنہ تمہارے سارے اعمال برباد ہو جائیں گے۔ اور تمہیں اس کی خبر بھی نہیں ہوگی۔

marfat.com

اللہ اللہ ! کیا ادب ہے دربار رسول کا ؟ اور کیسا باعظمت و باوقار دربار ہے احمد مختار علیہ ﷺ کا ؟ کہ صحابہ کرام جیسے پیکر ایمان و عمل مسلمان جن کے اعمال صالحہ سے بڑھ کر قیامت تک کسی مسلمان کے اعمال نہیں ہو سکتے ان کے لیے یہ خداوندی فرمان ہے کہ اے صحابہ ! تم اگرچہ تمام امت میں سب سے افضل و اعلیٰ ہو۔ تمہارے لیے قرآن میں " رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوا عَنْہُ " کی بشارت ہے۔ تمہیں کُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ الْحُسْنٰی " کی سند مل چکی ہے اور جنت تمہارے قدموں کی مشتاق ہے مگر اس کے باوجود ہر دم ہر قدم پر تم ہوشیار و خبردار رہنا کہ اگر تم سے دربار نبوت میں اتنی بھی ادب کی کمی ہو گئی کہ تم ایک مرتبہ رسول کے سامنے بلند آواز سے کوئی ایک بات بول دو گے اگرچہ وہ اچھی ہی بات کیوں نہ ہو مگر صرف آواز بلند کر دینے کی وجہ سے تم اس قدر قہر قہار و غضب جبار کے سزاوار ہو جاؤ گے کہ تمہاری عمر بھر کی نیکیاں غارت واکارت اور تمام زندگی کے اعمال صالحہ رائیگاں اور برباد ہو جائیں گے اور تمہیں اس کی خبر بھی نہ ہوگی۔

شان نزول : حضرات گرامی ! اس میں شک نہیں کہ یوں تو اس آیت کے مخاطب قیامت تک آنے والے سبھی مسلمان ہیں۔ مگر سب سے پہلے جو لوگ اس خطاب الٰہی سے سرفراز ہوئے وہ صحابہ کرام ہی کا مقدس گروہ ہے۔ چنانچہ مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ یہ آیت حضرت ثابت بن قیس صحابی کے بارے میں نازل ہوئی۔ جن کو ثقل سماعت کا عارضہ تھا اور وہ کچھ اونچا سنتے تھے اور اونچے سننے والوں کے بارے میں یہ تجربہ ہے کہ وہ اپنے ہی جیسا سب کو سمجھتے ہیں اس لیے عموماً یہ لوگ بلند آواز سے گفتگو کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ اپنی عادت کے مطابق حضور اکرم ﷺ سے بھی جب کچھ عرض

marfat.com

کرتے تو نہایت بلند آواز سے چلا چلا کر بات کرتے تھے۔ رحمت عالم نے تو ان پر کبھی اظہار ناراضگی نہیں فرمایا مگر خلاق دو عالم حضرت حق جل جلالہ نے ان پر اظہار غضب فرماتے ہوئے مومنین کو دربار نبوت کا ادب سکھانے کے لیے اس آیت کریمہ کو نازل فرمایا۔

حضرات! جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ثابت بن قیس اس عتاب خداوندی کو سن کر لرزہ براندام ہو گئے اور خوف و خشیت ربانی سے ان کا ہوش اڑ گیا۔ چنانچہ یہ ایک جگہ راستے میں بیٹھ کر انتہائی رنج و ملال میں پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے اتفاقاً حضرت عاصم بن عدی صحابی کا وہاں گزر ہوا۔ تو انہوں نے حیران ہو کر دریافت کیا کہ ثابت بن قیس! کیا بات ہے؟ کہ تم اس قدر رنج و ملال سے نڈھال ہو کر زار و قطار رو رہے ہو؟ حضرت ثابت نے روتے ہوئے جواب دیا کہ اے عاصم کیا تمہیں نہیں معلوم؟ کہ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ کی آیت نازل ہوئی ہے۔ اس آیت کے بارے میں میرا گمان یہی ہے کہ یقیناً یہ آیت میرے ہی بارے میں اتری ہے۔ کیوں کہ دربار نبوت میں مجھ سے زیادہ بلند آواز سے گفتگو کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ اس لیے میں یہ سوچ سوچ کر رو رہا ہوں کہ میری تمام اعمال صالحہ کی دولت برباد ہو گئی اور میں جہنمی ہو گیا۔ یہ سن کر حضرت عاصم تو دربار نبوت میں حاضری دینے کے لیے چلے گئے۔ اور حضرت ثابت بن قیس اپنی بیوی جمیلہ کے پاس آئے اور کہا کہ اے میری رفیقہ حیات! مجھ پر ایک بہت بڑی مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا ہے کہ میرے بارے میں عتاب الٰہی کی آیت نازل ہو گئی ہے لہٰذا تم مجھے ایک کوٹھڑی میں بند کر دو۔ تاکہ میں تنہائی میں خوب رو رو کر توبہ و استغفار کروں۔ شاید رحمۃ للعالمین کو میرے اس حال پر رحم آجائے تو مجھے امید ہے کہ ارحم الراحمین بھی مجھے بخش

marfat.com

دے گا۔ چنانچہ آپ ایک بند کوٹھڑی میں انتہائی بے قراری کے ساتھ گریہ وزاری میں مشغول ہو گئے ادھر حضرت عاصم بن عدی نے رحمت عالم کے دربار میں پہنچ کر ثابت بن قیس کا حال زار عرض کر دیا۔ اللہ اکبر! رحمت عالم کا دل رحمت کا سمندر تھا۔ جب اپنے ایک مخلص و جاں نثار صحابی ثابت بن قیس کی گریہ وزاری کا حال سنا۔ تو قلب انور میں رحم و کرم کا دریا جوش مارنے لگا اور آپ نے حکم دیا کہ تو فوراً ثابت بن قیس کو بلا کر لاؤ۔ چنانچہ حضرت عاصم جلدی جلدی چل کر حضرت ثابت بن قیس کے مکان پر پہنچے تو کیا دیکھا کہ وہ ایک کوٹھڑی میں بند ہو کر رو رہے ہیں اور انکا سارا گھر ماتم کدہ بنا ہوا ہے۔ آپ نے پکارا کہ اے ثابت بن قیس! جلدی چلو! رحمت عالم نے تمہیں یاد فرمایا ہے۔ یہ سن کر حضرت ثابت بن قیس انتہائی بے تابانہ انداز میں کوٹھڑی سے نکلے اور روتے ہوئے بارگاہ مصطفےٰ میں حاضر ہو گئے۔ اور عرض کیا۔ یارسول اللہ! مجھ سے زیادہ حضور کے دربار میں بلند آواز سے گفتگو کرنے والا کوئی نہیں ہے اس لیے میرا گمان ہے کہ یہ آیت میرے ہی بارے میں نازل ہوئی ہے۔ یارسول اللہ! اس تصور سے میرے دل و دماغ کے گوشے گوشے میں رنج و غم کا ایک ایسا آتش فشاں پہاڑ پھٹ پڑا ہے کہ میرے بدن کا ایک ایک بال خدا کے غضب سے کانپ رہا ہے۔ ثابت بن قیس کا یہ حال زار دیکھ کر رحمت عالم کو ان پر پیار آ گیا۔ چنانچہ آپ نے ان کو تسلی دی کہ تم اطمینان رکھو۔ تمہارا عمل غارت نہیں ہوا۔ پھر رحمت عالم نے ارشاد فرمایا کہ اما ترضی ان تعیش حمیدا وتقتل شھیدا وتدخل الجنۃ

تین بشارتیں: یعنی اے ثابت بن قیس! میں تم کو تین بشارتیں دیتا ہوں ایک تو یہ کہ تمہاری زندگی نہایت قابل تعریف گزرے گی۔ دوسری یہ کہ تم کو شہادت نصیب ہو گی۔

marfat.com

تیسری یہ کہ تم جنتی ہو۔ حضرت ثابت بن قیس حضور اکرم ﷺ کی یہ شاہانہ بشارتیں سن کر فرط مسرت سے وجد میں آگئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اب آج سے میں یہ عہد کرتا ہوں کہ کبھی زندگی بھر آپ کے دربار میں باآواز بلند کوئی بات نہیں کروں گا۔ اس وقت فوراً یہ آیت نازل ہو گئی۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ؕ

یعنی بیشک جو لوگ رسول اللہ کے حضور اپنی آوازوں کو پست کرتے ہیں اللہ نے ان کے دلوں کو پرہیزگاری کے لیے پرکھ لیا ہے۔ ان کے لیے مغفرت اور بہت بڑا اجر ہے۔ (صاوی ج ۴ ص ۱۰۸)

برادران ملت! غور فرمائیے کہ حضرت ثابت بن قیس ایک جلیل القدر صحابی ہیں مگر ان سے صرف اتنی چوک ہوئی کہ وہ دربار نبوت میں زور سے بول پڑے تو عتاب خداوندی نے انہیں جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ اور جب تک پیارے مصطفےٰ ﷺ کو ان پر پیار نہیں آیا رحمت خداوندی نے بھی ان پر رحم نہیں فرمایا اور جیسے ہی رحمت عالم نے ان سے خوش ہو کر انہیں اپنی کریمانہ بشارتوں سے نواز دیا۔ رحمت الٰہی نے بھی انہیں اپنے رضوان و غفران کے شامیانہ کرامت میں پناہ دے کر اجر عظیم کی دولتوں سے مالا مال کر دیا۔ مسلمانو! سبحان اللہ! سبحان اللہ۔ حضرت ثابت بن قیس کی خوش نصیبی پر ہزاروں نعمتیں قربان۔ دربار رسول سے انہیں کتنی بڑی بڑی تین بشارتیں مل گئیں۔ اللہ اکبر قابل تعریف زندگی۔ پھر شہادت۔ پھر جنت۔ مسلمانو! بتاؤ؟ کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی نعمت ہو گی۔ جو کسی مسلمان

marfat.com

کو مل سکتی ہے ؟ اللہ اکبر! محبوب خدا کے کرم سلطانی نے اپنے در کے ایک گداگر کو خوش نصیبی کا باد شاہ بلکہ شہنشاہ بنادیا سچ ہے کہ ۔

جس سے تم روٹھو وہ برگشتہ دنیا ہو جائے
جس کو تم چاہو وہ قطرہ ہو تو دریا ہو جائے

مختار دو عالم : مسلمانو! اس حدیث سے دو باتیں اس قدر واضح طور پر ثابت ہوتی ہیں کہ جس طرح سورج کی روشنی کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح ان دونوں باتوں کا انکار بھی ناممکن ہے۔ ایک رسول کا باذن اللہ مختار دو عالم ہونا۔ دوسرے رسول کا غیب داں ہونا۔ خداوند عالم نے آپ کو مختار دو عالم بنا کر یہ اختیار و اقتدار عطا فرمایا ہے کہ جس کو چاہیں اچھی زندگی، نعمت شہادت اور باغ جنت عطا فرما دیں۔

مسلمانو! کہاں ہیں وہ بد نصیب وہابی جو سرکار مدینہ کو معاذ اللہ یوں کہا کرتے ہیں کہ :

"جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں"
(تقویۃ الایمان)

مسلمانو! ان ظالموں سے پوچھو کہ جو کسی چیز کا مختار نہیں ہوگا، وہ کسی کو جنت کس طرح بخش دے گا؟

بہر کیف۔ برادران ملت! ان گمراہوں سے مجھے اور تمہیں کیا مطلب! مجھے تو آپ صاحبان ایمان مسلمانوں سے یہ عرض کرنا ہے کہ اس حدیث پر ایمان رکھتے ہوئے یہی عقیدہ رکھو کہ ۔

marfat.com

دربار رسول سے اے راز کیا نہیں ملتا

کوئی پلٹ کے نہ خالی گیا مدینے سے

اوراعلیٰ حضرت قبلہ بریلوی قدس سرہ العزیز کی طرح علی الاعلان سارے جہان کو یہ کلمہ حق سناتے رہو۔ اور رسول اللہ کی عظمت کاڈنکا بجاتے رہو کہ ۔

"لاورب العرش" جس کو جو ملا ان سے ملا

بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

اور محبت رسول کے کیف و مستی میں جھوم جھوم کر یہ صدا لگاتے رہو کہ ۔

ہم گدائے درمحمد ہیں!

ہم کو سب کچھ یہیں سے ملتا ہے

علم غیب رسول: حضرات دوسری بات اس حدیث سے یہ ثابت ہوتی ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کوبلاشبہ یقیناپروردگار عالم کی عطا سے علم غیب حاصل تھا۔ ورنہ مسلمانو! تمہیں بتاؤ؟ کہ کس کی زندگی کیسی گزرے گی اور کس کی موت کیسی ہوگی؟ اور کون کون جنتی ہے؟ ان چیزوں کا علم اگر علم غیب نہیں ہے تو پھر کیا ہے؟ دیکھ لو کہ حضور اقدس ﷺ نے حضرت ثابت بن قیس کی پوری زندگی کا حال بتادیا کہ وہ بہترین گزرے گی۔ پھران کی موت کے متعلق بھی یہ اعلان فرمادیا کہ وہ شہادت سے سرفراز ہوں گے۔ پھر یہ بھی بتادیا کہ وہ جنتی ہیں۔

چنانچہ عزیزان ملت! تاریخ کی روشنی میں سرکار دوجہاں ﷺ کی یہ تینوں بشارتیں خدا کی قسم حرف بحرف پوری ہوئیں۔ اور کیوں نہ ہو کہ پیارے مصطفےٰ ﷺ کا فرمان نہ ٹل

marfat.com

سکتا ہے نہ بدل سکتا ہے۔ اللہ اکبر! یہ محبوب خدا کی زبان کا فرمان ہے۔ کون زبان؟ ؎

وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

سبحان اللہ! مسلمانو! میرے پیارے رسول ﷺ کے اختیار و اقتدار اور ان کے خدا داد تصرفات کا کیا کہنا؟ ؎

جو شب کو کہہ دیا دن ہے، تو دن نکل آیا
جو دن کو کہہ دیا شب ہے تو رات ہو کے رہی
خدا نے ان کی زباں کو وہ اقتدار دیا
جو بات نکلی زباں سے وہ بات ہو کے رہی

چنانچہ قیامت تک کے لیے میرے آقا حضور اکرم ﷺ نے جتنی غیب کی خبریں دی ہیں۔ ان میں سے ہزاروں، لاکھوں عالم ظہور میں آچکی ہیں۔ اور جو باقی ہیں وہ بھی خدا کی قسم! ضرور ضرور ظاہر ہو کر رہیں گی۔

کیوں کہ ؎

ہزار فلسفیوں کی چناں چنیں بدلی
نبی کی بات بدلتی نہ تھی نہیں بدلی

حضرت ثابت بن قیس کی زندگی: اچھا اب یہ بھی سن لیجئے کہ یہ تینوں بشارتیں کس طرح ظاہر ہوئیں: حضرت ثابت بن قیس کی قابل تعریف زندگی تو ایسی شاندار ہوئی کہ آخری دم تک ایمان کامل اور اعمال صالحہ کی دولت سے مالا مال رہے۔ اور تندرستی و

marfat.com

سلامتی اور امن وامان کی نعمتوں سے سرفراز ہے۔ اور ان کے اعزاز و اکرام کا تو یہ عالم رہا کہ مشہور صحابی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم لوگ جب حضرت ثابت بن قیس کو دیکھتے تھے تو یہی کہا کرتے تھے کہ یہ ایک جنتی مسلمان ہے جو زمین پر چل پھر رہا ہے۔ اللہ اکبر۔ صحابہ جس کو جنتی کے لقب سے یاد کریں۔ اس کے اعزاز و اکرام کا کیا کہنا؟ اور اس کی حیات طیبہ، اور قابل تعریف زندگی کی نرالی شان کا کون اندازہ لگا سکتا ہے جو مسلمانو! یہ ہے پہلی بشارت رسول کا جلوہ!

حضرت ثابت بن قیس کی شہادت: اب آپ کی شہادت کا واقعہ بھی سن لیجیے:

جنگ یمامہ کے دن جب حضرت امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مقدس فوج کے مجاہدین اسلام "مسیلمۃ الکذاب" سے جہاد فرما رہے تھے تو حضرت ثابت بن قیس بھی اس نبوت کا دعوے کرنے والے کذاب خبیث سے لڑنے کے لیے مجاہدین اسلام کے لشکر میں شامل ہو گئے۔ مسیلمۃ الکذاب کا شیطانی لشکر تعداد میں زیادہ تھا۔ جب اس خبیث کے شدید حملوں کے دباؤ سے اسلامی فوج کے نوجوان کچھ پیچھے ہٹنے لگے تو حضرت ثابت بن قیس نے اپنے اسلامی جوش اور ایمانی جذبات سے بے خود ہو گئے اور اپنی بلند آواز سے اسلامی لشکر کے مجاہدین کو للکارا۔ کہ اے مسلم نوجوانو! ہم لوگ جب رسول خدا ﷺ کے جھنڈے کے نیچے کفار سے جہاد کرتے تھے۔ تو ہمارا کوئی قدم بھی کبھی پیچھے نہیں ہٹتا تھا۔ مگر مجھے تم مسلمان نوجوانوں پر حیرت اور افسوس ہے کہ تم لوگ جہاد میں اس طرح پس پا رہے ہو؟ آخر تمہاری غیرت ایمانی کے گرم گرم خون کی حرارت کہاں چلی گئی؟ یہ فرمایا اور خود سب سے آگے بڑھ کر دشمنان اسلام پر انتہائی جانبازی کے ساتھ حملہ کرنے لگے۔ چنانچہ اس بوڑھے

marfat.com

جان باز مجاہد کی پکار اور مجاہدانہ للکار سے اسلامی لشکر کے نوجوانوں میں جان پڑ گئی اور ایک دم اسلامی لشکر فاتحانہ انداز میں آگے بڑھنے لگا اور دم زدن میں مسیلمۃ الکذاب کے شیطانی گروہ کو کچل کر تہس نہس کر دیا اور اسی مجاہدانہ حملے میں کفار سے لڑتے ہوئے آپ نے جام شہادت نوش فرمایا اور رسول اکرم ﷺ کی یہ بشارت "وَتُقتَلُ شَهِيدًا" پوری ہو گئی۔

ثابت بن قیس کی کرامت: برادران ملت! بات آ گئی ہے تو ایک بات اور بھی سن لیجئے: روایت ہے کہ شہادت کے بعد حضرت ثابت بن قیس کی ایک ایسی بے مثال کرامت ظاہر ہوئی۔ جو بڑے بڑے منکروں کے لیے بھی ہدایت کا ایک چمکتا ہوا آفتاب ہے۔ شہادت کے بعد ایک صحابی سے خواب میں آپ نے یہ فرمایا کہ اے مجاہد اسلام تم امیر لشکر حضرت خالد بن ولید سے میرا پیغام کہہ دو۔ کہ میں جس وقت شہید ہوا تو میرے بدن پر ایک لوہے کی زرہ تھی۔ جس کو ایک سپاہی نے میرے بدن سے اتار لیا ہے۔ اور اپنے گھوڑ باندھنے کی جگہ اس کو رکھ کر اس پر ایک ہانڈی اوندھی کر کے اس کو چھپا رکھا ہے۔ لہٰذا امیر لشکر اس زرہ کو برآمد کر کے اس کو اپنے قبضہ میں لے لیں۔ اور تم مدینہ منورہ پہنچ کر خلیفہ رسول حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق سے بھی میرا پیغام عرض کر دینا کہ مجھ پر جو قرض ہے وہ ادا کر دیں اور میرا فلاں غلام آزاد ہے۔ چنانچہ ان صحابی نے امیر لشکر حضرت خالد بن ولید کو اپنا خواب سنایا تو آپ نے فوراً تلاشی لی اور واقعی ٹھیک اسی جگہ سے زرہ برآمد ہوئی جس جگہ کا خواب میں آپ نے نشان بتایا تھا۔ اور جب امیر المومنین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو یہ خواب سنایا گیا تو آپ نے حضرت ثابت بن قیس کی وصیت کو نافذ کرتے ہوئے ان کے غلام کو آزاد قرار دیا اور ان کا سارا قرض ادا کر دیا۔ مسلمانو! مشہور صحابی حضرت انس

marfat.com

رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ حضرت ثابت بن قیس کی وہ خصوصیت ہے۔ جو کسی کو بھی نصیب نہیں ہوئی کیونکہ کوئی شخص بھی ایسا میرے علم میں نہیں ہے کہ مرنے کے بعد اس کی وصیت کو نافذ کیا گیا ہو۔ (صاوی ج ۲ ص ۱۰۸)

برادران ملت! بہر کیف اب میں پھر آپ کی توجہ آیت کریمہ کی شان نزول کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ آپ غور فرمائیں کہ حضرت ثابت بن قیس ایک جلیل القدر صحابی نے دربار نبوت میں آواز بلند کر دی۔ تو ان پر عتاب خداوندی اتر پڑا۔ اور قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی جس سے قیامت تک کے لیے ہر مسلمان پر حرام کر دیا گیا کہ وہ دربار رسالت میں آواز بلند کرے۔

چنانچہ مسلمانو! دربار رسالت کا یہ ادب سرکار مدینہ کی ظاہری حیات ہی تک محدود نہیں۔ بلکہ آج بھی قیامت تک کے لیے یہی حکم ہے کہ مسجد نبوی کے اندر قبر انور کے پاس آواز بلند کرنا قطعاً ممنوع اور سخت حرام ہے۔ چنانچہ روضۂ اطہر کی دیواروں پر جا بجا آج بھی یہ آیت کریمہ تحریر کی ہوئی ہے تاکہ کوئی شخص اس مقام پر بلند آواز سے نہ بولے۔

امام مالک اور ہارون رشید: چنانچہ مجھے اس وقت خلیفہ بغداد ہارون رشید کا واقعہ یاد آ گیا۔ جو بڑا ہی عبرت آموز اور رقت انگیز ہے۔

ہارون رشید جب مدینہ طیبہ حاضر ہوا۔ تو امام مالک کو اپنے ساتھ لے کر روضۂ انور کے حضور حاضر ہوا۔ مگر اپنی بادشاہی کے گھمنڈ میں اپنی عادت کے مطابق مواجہہ اقدس میں بلند آواز سے گفتگو کرنے لگا۔ حضرت امام مالک اس کی اس حرکت سے انتہائی غضب ناک ہو گئے۔ اور بادشاہ کو ڈانٹ کر فرمایا کہ!

marfat.com

امیر المومنین! یہ دربار رسول ہے یہاں بہت ہی آہستہ اور مؤدبانہ انداز میں گفتگو کیجئے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ رب العزت جل جلالہ نے اپنے محبوب ﷺ کے دربار کا ادب سکھاتے ہوئے یہ آیت نازل فرمائی ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوْا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَ أَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝

یعنی اے ایمان والو: تم اپنی آوازوں کو نبی کی آواز پر بلند مت کرو۔ اور ان کے حضور بلند آواز سے گفتگو نہ کرو۔ جس طرح کہ تم آپس میں ایک دوسرے سے بلند آواز کے ساتھ بات چیت کرتے ہو۔ ورنہ یہ خطرہ ہے کہ خداوند ذوالجلال تمہارے اعمال کو غارت واکارت فرما دے گا اور تمہیں خبر بھی نہیں ہوگی۔

مسلمانو! ہارون رشید بادشاہ حضرت امام مالک کا یہ حقانی کلام سن کر سہم گیا۔ اور آپ کی عالمانہ جلالت سے لرزہ براندام ہو گیا۔ اور تھوڑی دیر کے لیے بالکل خاموش ہو گیا۔ پھر نہایت ادب کے ساتھ انتہائی پست آواز سے یہ مسئلہ دریافت کیا۔ کہ اے امام مالک! میں دربار مصطفےٰ میں اپنا سلام عرض کر چکا۔ اب مجھ کو اپنے پروردگار سے دعا مانگنی ہے۔ تو آپ مجھے یہ بتائیے کہ میں کعبہ مکرمہ کی طرف منہ کر کے دعا مانگوں؟ یا اپنا چہرہ حضور اقدس ہی کی طرف کئے ہوئے خدا سے دعا مانگوں؟

حضرات! ہارون رشید بادشاہ کو اس سوال کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ دربار رسول میں سلام عرض کرنے کا مقام ایسی جگہ پر ہے کہ اگر حضور اقدس ﷺ کی طرف رخ کیا جائے تو کعبہ مکرمہ کو پیٹھ ہو جاتی ہے۔ جب ہارون رشید نے یہ مسئلہ پوچھا۔ تو حضرت امام مالک نے برجستہ جواب دیا کہ كَيْفَ تُوَلِّيْ عَنْهُ وَ هُوَ وَسِيْلَتُكَ وَوَسِيْلَةُ أَبِيْكَ آدَمَ۔

marfat.com

یعنی اے امیر المومنین بوقت دعا آپ کس طرح حضور انور ﷺ سے اپنا چہرہ پھیریں گے۔ جب کہ حضور صرف آپ ہی کا نہیں بلکہ آپ کے باپ حضرت آدم علیہ السلام کا بھی وسیلہ ہیں۔اس لیے آپ حضور انور ﷺ ہی کی طرف اپنا منہ کر کے خدا سے دعا مانگئے۔اور ان کو خداوند ذوالجلال کی بارگاہ کبریائی میں اپنا شفیع بنایئے تو امید ہے کہ پروردگار عالم آپ کی دعاؤں کو قبول فرمالے گا۔اے امیر المومنین! کیا آپ کو خداوند ذوالجلال کا یہ فرمان یاد نہیں ؟

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَاءُ وْكَ فَاسْتَغْفَرُوْا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَلَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوْا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝

یعنی اگر لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرلیں۔تو (اے محبوب) وہ آپ کے حضور حاضر ہو جائیں پھر خدا سے توبہ و استغفار کریں۔اور رسول بھی ان کے لیے دعاء مغفرت فرمادے تو یہ لوگ اللہ کو بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا۔اور رحم فرمانے والا پائیں گے۔

چنانچہ حضرت امام مالک کی ہدایت کے مطابق ہارون رشید بادشاہ روضۂ انور کی طرف رخ کر کے کچھ دیر تک خدا سے دعائیں مانگتا رہا۔اور حضرت امام مالک اس کے پہلو میں کھڑے رہے۔ (وفاء الوفاء ج ۴۔ص ۱۳۷۶)

برادران اسلام! سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔ حضرت امام مالک کے حسن ادب اور ان کے ایمان و عرفان کے قدموں پر ہماری جان قربان۔انہوں نے قیامت تک کے لیے یہ مسئلہ حل کر دیا کہ روضۂ انور کے سامنے پشت کر کے ہرگز کبھی دعا نہیں مانگنی چاہیے۔بلکہ اس مقام پر خدا سے دعا مانگتے وقت بھی چہرہ کا رخ رحمت عالم ہی کے روبرو رہنا چاہیے۔

چنانچہ حضرات گرامی! یہ میرا چشم دید مشاہدہ ہے کہ ۱۹۵۹ء میں جب رحمت عالم ﷺ نے مجھ گناہ گار کو اپنے رحمت والے دربار میں باریاب فرمایا۔تو میں نے اپنی آنکھوں

marfat.com

سے دیکھا کہ مصری، یمنی، شامی، الجزائری، افغانی، ترکی، بلکہ تمام دنیا کے اہل اسلام علماء اور عوام سب روضۂ اقدس ہی کی طرف منہ کر کے سلام پڑھنے کے بعد دعائیں مانگا کرتے تھے اور دوسروں کو بھی اس کی تاکید کرتے رہتے تھے اور نجدیوں کی خباثت اور بے ادبی کا تو میں نے یہ شرمناک منظر دیکھا۔ کہ وہ روضۂ اطہر سے اپنی پشت لگائے کھڑے رہتے تھے توبہ توبہ۔ نعوذباللہ منہ۔

اللہ اکبر: اہل ایمان تو اس مقام ادب پر پہنچ کر یہ اعلان کرتے ہیں کہ ۔

اے پائے نظر ہوش میں آ کوئے نبی ہے
آنکھوں سے بھی چلنا تو یہاں بے ادبی ہے

اور بارگاہ نبوت کے گستاخ و بے ادب نجدی کا یہ حال ہے کہ وہ روضۂ اقدس سے اپنی پشت رگڑتا ہے۔ ہم ان ظالموں کے بارے میں اس کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں؟ کہ ان بارگاہ نبوت کے بے ادبوں کا خرمن ایمان قہر کی بجلیوں سے سوخت ہو کر بھسم ہو چکا ہے۔ لہٰذا ان لوگوں سے کچھ کہنا بھی بالکل بے کار ہے۔

بہر حال میں دربار نبوت کا ذکر کر رہا تھا کہ اس مقدس جناب میں ذرا سی ادب کی کمی کا شائبہ بھی خداوند قدوس کو گوارا نہیں ہے۔ ماوشما تو کس شمار و قطار میں ہیں؟ صحابہ کرام کو بھی اگر ان کی کسی حرکت سے رحمت عالم کے قلب مبارک کو ذرا سی بھی ٹھیس لگ گئی۔ تو عتاب خداوندی نے انہیں جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ اور وہ جب تک رحمت عالم کو خوش کر کے اپنے جرم سے تائب نہیں ہوئے، رحمت خداوندی نے ان پر رحم نہیں فرمایا۔

marfat.com

آیت حجاب: حضرات! مجھے اس وقت حضرت ام المومنین بی بی زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے نکاح کا واقعہ یاد آگیا۔ جب سرکار مدینہ ﷺ نے ان سے نکاح فرمایا۔ تو دعوت ولیمہ فرمائی سب صحابہ تو کھانا کھا کر چلے گئے۔ مگر ایک جماعت بیٹھی باتیں کرتی رہی۔ رحمت عالم بار بار کبھی مکان سے باہر جاتے، کبھی مکان کے اندر تشریف لاتے۔ اخلاق نبوت کی وجہ سے آپ یہ فرما نہیں سکتے تھے کہ تم لوگ چلے جاؤ۔ اور یہ حضرات باتوں میں اس قدر مشغول تھے کہ انہیں اس کا احساس نہیں ہوا کہ ہمارا اتنی دیر تک بیٹھنا سرکار مدینہ پر گراں گزر رہا ہے۔ صحابہ کی اس نادانستہ حرکت سے قلب مبارک کو کچھ ایذا پہنچی۔ تو ان لوگوں پر عتاب فرمانے کے لیے حضرت حق جل مجدہ نے سورہ احزاب کی یہ آتیں نازل فرمادیں۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّاۤ اَنْ یُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَیْرَ نٰظِرِیْنَ اِنٰىهُ ۙ

یعنی اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں اس وقت تک قدم نہ رکھو جب تک اذن نہ پاؤ۔ مثلاً کھانے کے بلائے جاؤ۔ ایسا نہ کرو کہ اس کے پکنے کا انتظار کرتے رہو۔ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِیْتُمْ فَادْخُلُوْا۔ لیکن جب تم بلائے جاؤ تو حاضر ہو جاؤ فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِیْنَ لِحَدِیْثٍ ؕ اور جب تم کھا چکو تو متفرق ہو جاؤ۔ نہ یہ کہ بیٹھے باتوں میں دل بہلاتے رہو۔ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ یُؤْذِی النَّبِیَّ فَیَسْتَحْیٖ مِنْكُمْ وَاللّٰهُ لَا یَسْتَحْیٖ مِنَ الْحَقِّ بے شک اس میں نبی کو ایذا ہوتی تھی۔ اور وہ تم لوگوں سے حیا فرماتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ حق بات کے فرمادینے میں نہیں شرماتا۔ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ اور جب تم لوگ نبی کی بیویوں سے کوئی سامان مانگو۔ تو پردے کے باہر سے

marfat.com

مانگو۔ ذَالِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ اس میں تمہارے اور ان کے دلوں کی زیادہ ستھرائی ہے۔ وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ؕ اور تم لوگوں کے لیے جائز نہیں ہے کہ تم رسول اللہ کو ایذا دو۔ اور نہ یہ جائز ہے کہ ان کے بعد کبھی بھی ان کی بیویوں سے نکاح کرو۔ بے شک یہ اللہ کے نزدیک بہت ہی سخت بات ہے۔ (احزاب)

برادران اسلام! دیکھ لیجئے کہ کس طرح خداوند قدوس نے قاہرانہ عتاب کے ساتھ ڈانٹ دیا کے خبر دار تمہارے لیے جائز نہیں ہے کہ تمہارے کسی فعل سے نبی کو ایذا پہنچے خدا کے نزدیک بہت ہی بڑے گناہ کے کام ہیں۔ لہٰذا خبر دار۔ خبر دار تم سے کبھی کوئی ایسی حرکت نہ صادر ہو جائے جس سے نبی کے قلب نازک پر کوئی صدمہ گزرے۔ ورنہ تم سخت گناہ گار ہو کر قہر قہار غضب جبار میں گرفتار ہو جاؤ گے۔

بنی تمیم کے اعراب: اسی طرح قبیلہ بنو تمیم کے کچھ لوگ دربار نبوت میں حاضر ہوئے۔ اتفاق سے اس وقت سرور کائنات ﷺ ازواج مطہرات کے کسی حجرہ میں قیلولہ فرما رہے تھے۔ یہ دیہاتی لوگ جو آداب نبوت سے قطعاً نا آشنا تھے۔ ایک دم مسجد نبوی میں کھڑے ہو کر پکارنے لگے کہ

اُخْرُجْ اِلَيْنَا فَاِنَّ مَدْحَنَا زَيْنٌ وَذَمَّنَا شَيْنٌ

یعنی یا رسول اللہ! آپ گھر میں سے نکل کر ہم لوگوں کے پاس تشریف لائیے کیوں کہ ہم وہ لوگ ہیں کہ جس کی مدح کر دیں وہ مزین ہو جاتا ہے۔ اور ہم لوگ جس کی مذمت کر دیں وہ عیب سے داغ دار ہو جاتا ہے۔

marfat.com

ان اعرابیوں کی یہ حرکت اور انداز گفتگو رحمت عالم کے قلب نازک پر گراں گزرا تو فوراہی سورہ حجرات کی یہ آیت نازل ہو گئی۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَاءِ الْحُجُرَاتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ○ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ" رَّحِيْمٌ ○

یعنی اے محبوب! بے شک وہ لوگ جو آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں، ان میں سے اکثر بے عقل ہیں۔ اور اگر یہ لوگ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ ان کے پاس تشریف لاتے تو یہ ان کے لیے بہتر تھا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔ برادران ملت! للہ! قرآن کی ان آیتوں کے نور سے ہدایت حاصل کیجئے کہ سرور کائنات کے دربار میں جب ادنیٰ سی ادب کی کمی مومن کے اعمال صالحہ کو غارت وبرباد کر دیتی ہے۔ تو بھلا اس مقدس جناب میں گستاخیاں کرنے والے بد نصیب وہابیوں کا کیا حال ہو گا؟ جو اپنی زبان و قلم سے شان رسالت میں قسم قسم کی بے ادبیاں کرتے رہتے ہیں۔

توبہ نعوذ باللہ!۔

مسلمانو! خدا کی قسم! میں خدا کو گواہ کر کے علی الاعلان کہتا ہوں کہ بارگاہ رسول میں گستاخی و بے ادبی کرنے والا پانچ وقت تو کیا؟ اگر پچاس وقت کی بھی نماز پڑھے اور زندگی بھر صائم الدھر اور قائم اللیل رہے۔ مگر ہرگز ہرگز وہ مسلمان نہیں ہو سکتا۔ بلکہ یقیناً وہ قہر قہار و غضب جبار کا سزاوار ہو کر مستحق عذاب نار ہو گا۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی وہ ذلیل و خوار اور ہر جگہ خدا کی لعنتوں کی مار اور مخلوق کی پھٹکار میں گرفتار ہو گا۔

مسلمانو! کاش تم جانتے کہ بارگاہ رسالت کے گستاخوں کو خدا کی قہاری نے کیسی

marfat.com

کیسی عبرت ناک سزا دی ہے ؟ واللہ میں ان سزاؤں کا تصور کرتا ہوں تو میرے جسم کا ایک ایک رونگٹا خوف سے لرزہ براندام ہو جاتا ہے۔

قبر نے ٹھکرا دیا: حضرات! مجھے اس وقت بارگاہ نبوت کے ایک گستاخ کا واقعہ یاد آ گیا۔ جس کو امام بخاری نے باب علامات النبوۃ میں نقل فرمایا ہے کہ ایک نصرانی مشرف بہ اسلام ہوا۔ اور سورہ بقرہ و سورہ آل عمران کا حافظ بھی ہو گیا۔ اور بارگاہ نبوت میں اس قدر مقرب ہو گیا کہ وحی بھی لکھنے لگا۔ مگر ناگہاں اس کے سر پر بد نصیبی کا ایسا بھوت سوار ہو گیا کہ وہ رحمت عالم کی بے ادبی کرنے لگا کہ محمد کو تو صرف اتنا ہی علم ہے جتنا میں لکھ کر دیتا ہوں۔ غرض یہ مردود مرتد ہو کر بارگاہ نبوت سے بھاگ نکلا۔ لیکن جب یہ مرا تو اس پر یہ قہر خداوندی نازل ہوا کہ نصرانیوں نے جب اس کی لاش کو قبر کے باہر دیکھا۔ تو انہیں یہ شبہ ہوا کہ شاید صحابہ نے اس کی لاش کو قبر سے نکال دیا ہو گا۔ چنانچہ نصرانیوں نے دوبارہ نہایت گہری قبر کھود کر اس کو دفن کیا۔ مگر پھر بھی اس کی لاش خود بخود نکل کر زمین کے اوپر آ گئی۔ اس وقت نصرانیوں کو بھی یقین ہو گیا کہ یہ کسی انسان کا کام نہیں ہے۔ بلکہ یقیناً یہ خدا کا قہر و غضب ہی ہے۔ چنانچہ ان لوگوں نے پھر دوبارہ اس کو دفن کرنا گوارا نہیں کیا اور اس کی لاش کو پھینک دیا۔ (بخاری ج ا ص ۵۱۱)

منہ ٹیڑھا ہو گیا: برادران ملت! ایک اور واقعہ بھی سن لیجئے: مکہ مکرمہ میں ایک بہت بڑا دشمن رسول تھا۔ جس کا نام تھا "ابو العاص" یہ مردود اپنا منہ ٹیڑھا کر کے حضور اکرم ﷺ کو منہ چڑایا کرتا تھا۔ ایک دن سرور کائنات کے قلب مبارک پر انتہائی صدمہ گزر گیا۔ آپ نے جلال نبوت میں اس کی یہ حرکت دیکھ کر فرما دیا "کُنْ کَذَالِکَ" یعنی تو

marfat.com

ایسا ہی ہو جا۔ اللہ اکبر۔ محبوب خدا کی زبان تو کن کی کنجی تھی۔ زبان مبارک سے ان الفاظ کا نکلنا تھا کہ ابو العاص کا منہ ہمیشہ کے لیے ٹیڑھا ہو گیا۔ جو ہر وقت ہلتا رہتا تھا۔

(خصائص کبری ج ۲ ص ۷۹)

مسلمانو! یہ وہی واقعہ ہے جس کو مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمہ نے اپنی مثنوی شریف میں انتہائی پر کشش اور عبرت خیز انداز میں بیان فرمایا ہے کہ

آں دہن کژ کرد واز تسخر خواند

نام احمد را دہانش کژ بماند

یعنی وہ شخص چڑانے کے لیے حضور کے نام احمد کو منہ ٹیڑھا کر کے ادا کرتا تھا تو اس کا منہ ہمیشہ کے لیے ٹیڑھا ہی ہو گیا۔

باز آمد کائے محمد عفو کن

اے ترا الطاف علم من لدن

جب خبیث کا منہ ٹیڑھا ہو گیا۔ تو آکر گڑگڑاتے ہوئے عرض کرنے لگا کہ اے محمد ﷺ آپ معاف کر دیجئے۔ آپ کے پاس تو علم لدنی کے الطاف کریمانہ ہیں۔

من ترا افسوس می کر دم زجہل

من بدم افسوس را منسوب و اہل

میں اپنی جہالت سے آپ کو قابل افسوس بتاتا تھا۔ حالانکہ میں خود بہت برا اور افسوس کے لائق ہوں۔

بہر کیف زبان نبوت کا تیر کمان سے نکل چکا تھا۔ لاکھ رویا۔ گڑگڑایا۔ مگر ابو العاص

marfat.com

کافر کا منہ ٹیڑھا ہی رہ گیا۔

مسلمان بھائیو! اس روایت کو نقل کر کے مولانا روم نے ایک ایسا نصیحت آموز شعر لکھا جو یقیناً ہزاروں تاریخی واقعات کا نچوڑ۔ بلکہ عطر ہے۔ اور آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ سنئے!۔

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکاں زند

یعنی خداوند تعالیٰ جب کسی بد نصیب کے عیوب کا پردہ فاش کرنے والا ہوتا ہے۔ تو اس کی نشانی یہی ہے کہ وہ شخص اللہ کے پاک بندوں کی شان میں طعنہ زنی اور بدگوئی کرنے لگتا ہے۔

حضرات! مولانائے روم علیہ الرحمہ کا مطلب یہ ہے کہ تم جس شخص کو دیکھو کہ وہ خدا کے مقدس بندوں، انبیاء اولیاء اور صدیقین، وشہداء یا علماء و فقہاء کی شان میں گستاخی بے ادبی اور طعنہ زنی اور بدگوئی کرتا ہے تو پھر سمجھ لو کہ قہر خداوندی عذاب کا بادل بن کر اس کے سر پر منڈلا رہا ہے۔ اور یقین کر لو کہ یہ شخص طرح طرح کے عیوب اور بداعمالیوں میں مبتلا ہو کر دونوں جہان میں خائب و خاسر اور ذلیل اور رسوا ہونے والا ہی ہے۔ چنانچہ تاریخی تجربہ ہے کہ خدا کے پاک بندوں کی بے ادبی اور ان پر طعنہ زنی کرنے والا ضرور ضرور خدا کے قہر و غضب کا شکار ہوا ہے۔ اور پھر وہ عمر بھر روتا گڑگڑاتا رہا۔ مگر خدا کی رحمت نے اس سے اس طرح منہ پھیر لیا۔ کہ پروردگار کے افضال و الطاف کی موسلا دھار برسنے والی بدلیوں کے باران کرم سے اسے ایک قطرہ بھی نصیب نہیں ہوا۔

marfat.com

عبرت آموز قصہ: میرے بزرگو اور بھائیو! اس موقع پر مجھے ایک قصہ یاد آگیا۔ کسی
اؤں میں ایک مغرب زدہ قسم کے مسٹر صاحب رہتے تھے۔ جن کا محبوب ترین مشغلہ یہی
تھا کہ دن رات سیدھے سادے مولویوں سے الجھتے رہتے تھے۔ اور علماء کرام کی بے ادبی کر
کے ان کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔ ایک دن کسی مولانا سے یہ مسئلہ پوچھا کہ مکان کے اندر ایک
برتن میں دہی رکھا ہوا تھا۔ ایک کتا اس مکان میں داخل ہوا۔ جب مالک مکان آیا تو کتا بھاگ
نکلا۔ اور مالک مکان نے دیکھا کہ کتے کے منہ ڈالنے کا کوئی نشان تھا۔ نہ دہی کے اوپر کی بالائی
پھٹی ہوئی تھی۔ تو ایسی صورت میں اس دہی کو کھانا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

مولانا نے فتویٰ دیا کہ جب کتے کو برتن میں منہ ڈالتے نہیں دیکھا۔ اور اس کا کوئی
نشان بھی نہیں ملا۔ تو فقہ کے قاعدے سے کہ **الیقین لا یزول بالشک** یعنی یقین شک
سے زائل نہیں ہوتا۔ وہ دہی یقیناً حلال ہے۔ لہٰذا بلاشبہ اس کو کھاسکتے ہیں۔

مسٹر نے تڑپ کر کہا کہ:

جناب! کتے کے منہ میں دہی لگا ہوا تھا۔ لہٰذا اس نے برتن میں سے ضرور دہی کھایا
ہوگا۔ مولانا نے فرمایا کہ ہوسکتا ہے کہ کتا کسی اور جگہ سے دہی کھا کر یہاں آیا ہو۔ یہ سن کر
مسٹر کی رگ شرارت پھڑک اٹھی۔ اور نہایت ہی بے باکی کے ساتھ اس نے بحث شروع کر
دی۔ اور کہنے لگا کہ جناب غور تو کیجئے کہ کتے کی ذات مکان خالی، برتن میں دہی رکھا ہوا۔ پھر
اس کے منہ میں دہی لگا ہوا دیکھا گیا۔ یہ تمام باتیں زبردست قرائن اور دلائل ہیں کہ ضرور
کتے نے برتن میں سے دہی کھایا ہوگا۔

marfat.com

مولانا نے ہر چند سمجھایا کہ عزیز من: فقہائے کرام نے یہ اصول بتایا ہے کہ جب تک کسی چیز کے ناپاک ہونے کا یقین نہ ہو جائے اس وقت تک اس چیز کو ناپاک نہیں کہا جاسکتا۔ اور اس قسم کے محض بے بنیاد شبہات کی وجہ سے کسی چیز کے ناپاک ہونے کا فتویٰ نہیں دیا جاسکتا۔ ورنہ پھر زندگی دوبھر ہو جائے گی۔ کیونکہ اس قسم کے شبہات تو ہر جگہ پیدا ہوتے رہیں گے۔ مولانا کی یہ تقریر سن کر مسٹر ایک دم غصہ میں آگ بگولا ہو گیا۔ اور علمائے کرام کی شان میں ناشائستہ الفاظ بکتے بکتے فقہائے کرام پر بھی لعن طعن کرنے لگا۔ یہ رنگ دیکھ کر بے چارے مولانا صاحب خاموش ہو گئے۔ اور آخر میں یہ فرمایا کہ مسٹر اب تم چلے جاؤ۔ اب میں کچھ بھی نہیں کہنا چاہتا۔ لیکن یہ کہے دیتا ہوں کہ تم نے فقہائے کرام کی بے ادبی کی ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ ضرور تم کو اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔

چنانچہ مسلمانو! اس کا انجام کیا ہوا؟ یہ سننے کے قابل ہے۔ کسی بزرگ نے بالکل سچ فرمایا ہے کہ ۔

جو جذب کے عالم میں نکلے لب مومن سے
وہ بات حقیقت میں تقدیر الٰہی ہے

جیسے ہی مسٹر گھر پہنچے۔ ان کی میم صاحبہ نے کہا کہ مسٹر! تم مرغ ذبح کر کے گوشت تیار کر لو۔ میرا چندن ہار ذرا گندہ ہو گیا ہے۔ میں اس کو دھو کر کھانا پکاؤں گی۔

میم صاحبہ نے جیسے ہی چندن ہار گلے سے اتار کر زمین پر رکھا۔ ایک چیل اڑتی ہوئی جھپٹی اور ہار لے کر اڑ گئی۔ میم چلانے لگیں۔ مسٹر دوڑو۔ دیکھو۔ وہ چیل میرا چندن ہار لئے اڑی چلی جا رہی ہے۔ مسٹر مرغ ذبح کر رہا تھا۔ گھبرا کر جو کھڑا ہو گیا تو اس کے کپڑوں پر

خون کی چھینٹیں پڑ گئیں۔ مسٹر خون آلود چھری ہاتھ میں لیے چیل کے پیچھے پیچھے میلوں دور تک دوڑتا چلا گیا۔ چیل نے جھاڑی میں چندن ہار گرا دیا۔ اور مسٹر نے خاردار جھاڑی میں بڑی مشکلوں سے گھس کر ہار اٹھالیا۔ لیکن جیسے ہی چند قدم چلا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک ذبح کی ہوئی عورت کی لاش پڑی ہوئی ہے۔ گھبرا کر دوڑتا ہوا جب جھاڑی سے باہر نکلا تو پولیس کی پارٹی نظر آئی جیسے ہی پولیس نے مسٹر کو دیکھا۔ فوراً گرفتار کر لیا۔ اور دو ہنٹر لگا کر کہا کہ کیوں بے؟ بدمعاش! تو جنٹلمین بنا پھرتا ہے: اور تیرا دھندا یہ ہے کہ عورت کا گلا کاٹ کر اس کا چندن ہار لیے بھاگ رہا ہے؟

مسٹر چلایا کہ داروغہ جی! خدا کی قسم میں اس عورت کا قاتل نہیں ہوں۔ اور یہ ہار تو میری میم صاحب کا ہے۔

مسٹر ابھی اتنا ہی کہنے پایا تھا کہ داروغہ جی نے دو ہنٹر اور مارے۔ اور کہا کہ جھوٹا۔ بے ایمان۔ جھوٹی قسمیں بھی کھاتا ہے! پھر موٹی موٹی گالیاں دے کر داروغہ کہنے لگا کہ تیرے ہاتھ میں خون آلود چھری۔ تیرے کپڑوں پر خون کے دھبے۔ تیرے ہاتھ میں چندن ہار۔ ذبح کی ہوئی عورت کی لاش کے پاس سے بھاگ رہا ہے۔ اتنے قرائن اور دلائل کے ہوتے ہوئے تیرے سوا اور کون قاتل ہو سکتا ہے؟

داروغہ کی باتیں سن کر مسٹر کا ماتھا ٹھنکا۔ کہ یار! مولانا سے بھی تو میں نے یہی کہا تھا کہ کتے کی ذات۔ مکان خالی، پھر کتے کے منہ میں دہی لگا ہوا۔ اتنے قرائن اور دلائل کے ہوتے ہوئے کتے نے ضرور دہی کھایا ہوگا۔

مسٹر دل ہی دل میں اپنی حماقتوں پر افسوس کرنے لگا۔ اور اس کو یقین ہو گیا۔ کہ

marfat.com

واقعی مولانا نے سچ کہا تھا کہ تجھ کو علماء اور فقہاء کی بے ادبیوں کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ حوالات میں ساری رات روتا۔ اور توبہ کرتا رہتا تھا۔ پولیس نے قتل کا مقدمہ چلایا۔ اور قریب تھا کہ مسٹر کو پھانسی ہو جائے کہ بالکل ناگہاں کچہری میں عورت کا اصلی قاتل حاضر ہو گیا۔ اور اس نے اپنا اقبالی بیان دیتے ہوئے جج سے کہا کہ یہ مسٹر بالکل بے قصور ہے۔ اس عورت کا قاتل میں ہوں۔ یہ عورت میری بیوی ہے اور اس کو میں نے اس کی بد چلنی پر قتل کر دیا ہے۔

الغرض اس نے اپنے قاتل ہونے کا پورا پروف اس طرح جج کے سامنے پیش کر دیا کہ مسٹر کی بے گناہی ثابت ہو گئی۔ اس طرح جان بچی سو لاکھوں پائے خیر سے بدھو گھر کو آئے۔

مگر اس قدرتی ناگہانی افتاد نے اس طرح مسٹر کے دل و دماغ کو جھنجھوڑ دیا کہ ان کی ساری جنتلمینی کا سارا انجر پنجر ڈھیل ہو گیا۔ اور گھر آتے ہی مولانا کے پاس دوڑے ہوئے گئے۔ اور ان کے قدموں پر سر رکھ کر توبہ کی۔ کہ اب میں زندگی کی آخری سانس تک کسی شرعی مسئلہ میں نہ شک کروں گا۔ نہ کسی عالم دین یا فقیہ کی توہین و تحقیر کروں گا۔

مسلمانو! دیکھ لیا تم نے بزرگوں کی توہین کا انجام۔ اللہ اکبر سچ کہا ہے۔ کسی اہل دل نے کہ ۔

خدا پناہ میں رکھے جلال مومن سے
نگاہ بدلی کہ عالم میں انقلاب ہوا

برادران ملت! بہر کیف آیہ کریمہ لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ کا ماحصل اور لب

marfat.com

لباب یہی ہے کہ ہر مومن پر لازم ہے کہ ہر دم ہر قدم پر یہ دھیان رکھے کہ خبردار خبردار کبھی بھی بارگاہ نبوت میں ادب کی کمی نہ ہونے پائے۔ ورنہ بڑا عظیم خطرہ ہے کہ عمر بھر کی تمام نیکیاں، نماز، روزہ، زکوۃ، حج اور زندگی بھر کے تمام اعمال صالحہ غارت و اکارت ہو جائیں گے۔ بلکہ سینے کے صندوق اور دل کی تجوری سے ایمان کی دولت بھی تباہ و برباد ہو جائے گی اور دونوں جہان میں خسران و نقصان کے سوا کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا۔ اور ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اپنی حیات کے ہر ہر لمحات میں اپنے پیارے نبی کی تعظیم و تکریم کرتا رہے بلکہ تمام وہ چیزیں کہ جن کو حضور اکرم ﷺ سے نسبت و تعلق ہے ان کی تعظیم و تکریم کو بھی اپنے لیے واجب الایمان اور لازم العمل سمجھے۔ مثلاً حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی آل ان کے اصحاب ان کی ازواج، ان کے خلفاء ان کی شریعت، ان کی سیرت، ان کی حدیثوں، ان کے شہر، ان کی مسجد، ان کے منبر، ان کے روضۂ اطہر۔ غرض ان سے نسبت رکھنے والی ہر ہر چیز کی عزت و عظمت کرتا رہے۔ اور ان کے ادب و احترام میں ہرگز ہرگز کبھی کوئی کمی نہ کرے۔

خداوند کریم ہر مومن کو اس سعادت کبریٰ۔ اور اس نعمت عظمیٰ کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

و ما علینا الا البلغ و اخرد عوانا ان الحمد للہ رب العلمین و الصلوۃ و السلام علی سید المرسلین و الہ و صحبہ اجمعین

marfat.com

چوتھا وعظ

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

marfat.com

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ الذی لم یزل ولا یزال حیا قیوماً قادرًا علیما ۝ والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد عالم ماکان وما یکون وکان فضل اللّٰہ علیہ عظیما ۝ وعلی الہ واصحابہ الذین اعطا ھم اللّٰہ فضلاً کبیرًا ونعیما مقیما ۝ اما بعد فقد قال عز ذکرہٗ وجل جلالہ معظما لنبیہ تعظیما ۝

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمْ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝ (نساء)

حضرات گرامی! شہنشاہ آسمان وزمین حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کے دربار شاہانہ میں درودو سلام کا نذرانہ پیش کیجئے۔ اوربہ آواز بلند پڑھیے:

اللّٰھم صَلِّ عَلٰی سَیِّدنا و مولانا محمدٍ وَّعلٰی الہ واصحابہٖ وَبَارِک وسلم

حضرات: میں اپنی تقریر سے پہلے بارگاہ رسالت میں ایک نعت شریف بطور نذرانہ عقیدت پیش کرتا ہوں۔ بغور سماعت فرمایئے!

marfat.com

نعت شریف

میرے مولی میرے سرور رحمۃ للعالمیں
میرے آقا میرے رہبر رحمۃ للعالمیں

مظہر ذات خدا محبوب رب دوسرا
بادشاہ ہفت کشور رحمۃ للعالمیں

عالم علم لدنی آپ کو حق نے کیا
حال سب روشن ہیں تم پر رحمۃ للعالمیں

تو نے فرمایا ہو المعطی وانی قاسم
کیوں نہ مانگوں تیرے در پر رحمۃ للعالمیں

میں پیام زندگی سمجھوں اگر یوں موت آئے
آپ کا در ہو، مرا سر رحمۃ للعالمیں

ہم سیہ کاروں کی بخشش کی کوئی صورت نہیں
ناز ہے تیرے کرم پر رحمۃ للعالمیں

تیرا جلوہ تھا شب اسری کہ فرش و عرش پر
نور حق تھا جلوہ گستر رحمۃ للعالمیں

پس خدا ان کو نہ کہنا اور جو چاہو کہو
سب سے بالا سب سے بہتر رحمۃ للعالمین

marfat.com

حضرات محترم! میری آج کی تقریر کا عنوان "رسول کا علم غیب" ہے اور...... میں بغیر کسی تمہید کے نہایت سادگی کے ساتھ صرف اسی ایک موضوع پر تھوڑی دیر آپ سے خطاب کروں گا۔ لہٰذا پوری توجہ اور حضور قلب کے ساتھ میرے ان کلمات کو سنئے۔ تاکہ حق وباطل کا امتیاز چمکتے ہوئے سورج کی طرح آپ کی نگاہوں کے سامنے آجائے۔

حضرات گرامی! ہم مسلمانان اہل سنت وجماعت کا یہ ایمان اور عقیدہ ہے کہ حضور سرور انبیاء محبوب کبریا احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ ﷺ جس طرح تمام کائنات عالم میں سب سے زیادہ ارفع واعلیٰ اور افضل الخلق ہیں۔ اسی طرح آپ تمام مخلوقات الٰہیہ میں سب سے زیادہ "اعلم الخلائق" ہیں یعنی آپ کا علم تمام جن وبشر اور ملائکہ غرض تمام خلق کے علوم سے زیادہ اور وسیع تر سب سے اعلیٰ سب سے افضل سب سے بہتر سب سے بڑھ کر ہے۔ ماضی کا علم ہو یا حال ومستقبل کا۔ دنیا کا علم ہو یا آخرت کا۔ عالم شہادت کا علم ہو یا عالم غیب کا۔ غرض خداوند قدوس نے رفتہ رفتہ آپ کو ازل سے ابد تک تمام ماکان ومایکون کا علم شہادت وعلم غیب سب کچھ عطا فرمادیا۔ یعنی جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ ہو رہا ہے اور جو کچھ قیامت تک ہو گا سب کچھ آپ کے قلب رسالت میں جلوہ گر۔ اور آپ کی نگاہ نبوت کے پیش نظر کر دیا۔ یہاں تک کہ دنیا سے تشریف لے جانے کے وقت آپ کا علم اس قدر کامل ومکمل بلکہ اکمل ہو گیا کہ ملک وملکوت کے ذرات وجود میں کوئی ایسا ذرہ نہیں کہ جس کی آپ کو خبر نہ ہو۔ اور شجرات کائنات میں کوئی پتہ ایسا نہیں جو آپ کی چشم رسالت سے پوشیدہ ہو۔ ہمارے تمہارے اور سارے عالم کے اقوال وافعال اور اعمال واحوال سب کچھ حضور کے پیش نظر ہیں۔ اور آپ ان سب کو اس طرح ملاحظہ فرمارہے ہیں جس طرح اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھ

marfat.com

رہے ہوں۔ مسلمانو! یہی وہ مضمون ہے جس کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہ العزیز نے اپنے ایک شعر کے قالب میں ڈھال دیا ہے کہ۔

سر عرش پر ہے تری گذر دل فرش پر ہے تری نظر!
ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پر عیاں نہیں

برادران ملت! اہل سنت و جماعت کا یہ عقیدہ کسی جذبہ عقیدت کا والہانہ جوش تکلم، یا کسی شاعرانہ تخیل کی طائرانہ پرواز نہیں۔ بلکہ یہ قرآن شریف کی چمکتی ہوئی آیتوں کا نور منور اور تعلیم نبوت کے مہکتے ہوئے پھولوں کا عطر معطر ہے۔

ساری دنیا پیش نظر: سنئے! خود حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد نبوت ہے کہ:

اِنَّ اللّٰہَ قَدْ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْھَا وَاِلٰی مَا ھُوَ کَائِنٌ فِیْھَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ ھٰذِہٖ

(زرقانی علی المواہب ج ۷ ص ۲۳۴)

یعنی اللہ عزوجل نے میرے لیے دنیا کو اٹھا کر اس طرح میرے سامنے پیش کر دیا۔ کہ میں تمام دنیا کو اور اس میں قیامت تک جو کچھ بھی ہونے والا ہے، ان سب کو اس طرح دیکھ رہا ہوں جس طرح میں اپنے اس ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔

سبحان اللہ۔ سبحان اللہ! خدا کے فضل و کرم اور پیارے مصطفےٰ ﷺ کی نگاہ نبوت کا کیا کہنا؟ اللہ اکبر! خدا لگی سچ فرمایا اعلیٰ حضرت قبلہ علیہ الرحمہ نے کہ۔

شش جت، سمت مقابل، شب و روز ایک ہی حال
دھوم و النجم میں ہے آپ کی بینائی کی

marfat.com

اسی طرح رحمت عالم دوسری حدیث میں یوں ارشاد فرماتے ہیں کہ

فَرَأَيْتُهُ وَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَ اَنَا مِلِهٖ بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَتَجَلّٰى لِيْ كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ (مشکوۃ باب المساجد)

یعنی میں نے حضرت حق جل مجدہ کا دیدار اس طرح کیا کہ اس نے اپنا دست قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھ دیا۔ تو میں نے اس کی انگلیوں کے پوروں کی ٹھنڈک اپنی دونوں چھاتیوں کے درمیان محسوس کی۔ اس کے بعد مجھ پر ہر چیز روشن ہو گئی۔ اور میں نے سب کچھ پہچان لیا۔

اسی طرح امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ :

قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا فَاَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰى دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَاَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذَالِكَ مَنْ حَفِظَهٗ وَنَسِيَهٗ مَنْ نَسِيَهٗ ۔ (مشکوۃ باب بدء الخلق)

یعنی رسول اللہ ﷺ ایک مقام پر کھڑے ہوئے تو ہم کو ابتداء آفرینش کے بارے میں خبر دی۔ اور قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا سب کچھ بیان فرما دیا۔ یہاں تک کہ اہل جنت اپنی منزلوں میں اور اہل جہنم اپنی منزلوں میں داخل ہو گئے۔ جس نے اس کو یاد رکھا اس کو یاد رہا اور جس نے اس کو بھلا دیا۔ وہ بھول گیا۔

مسلمانو! یہی حدیث دوسری روایت میں اس طرح وارد ہوئی ہے کہ :

مَا تَرَكَ شَيْئًا فِيْ مَقَامِهٖ ذٰلِكَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ اِلَّا حَدَّثَ بِهٖ

(مشکوۃ باب الفتن)

marfat.com

یعنی قیامت تک ہونے والے تمام واقعات اور حالات کو بیان فرمادیا۔ اور کسی چیز کو بھی نہیں چھوڑا۔

اسی طرح حضرت ثوبان صحابی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ:

اِنَّ اللّٰہَ زَوٰی لِیَ الْاَرْضَ فَرَاَیْتُ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَھَا۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین کو سمیٹ دیا۔ تو میں نے زمین کے تمام مشرق و مغرب کو دیکھ لیا۔ (مشکوۃ باب فضائل سید المرسلین)

برادران ملت! دیکھ لیجئے۔ معتبر کتابوں میں یہ چمکتی ہوئی حدیثیں اعلان کر رہی ہیں کہ حضور رحمت عالم ﷺ کو خدا نے تمام کائنات دنیا کا علم غیب اور علم شہادت، سب کچھ اس طرح عطا فرمادیا ہے کہ ابتدائے عالم سے جنت و جہنم میں داخل ہونے کے وقت تک کے تمام واقعات و حالات حضور سرور عالم کے پیش نظر ہیں۔ اور حضور علیہ الصلوۃ و السلام نے اپنے صحابہ کو بھی ان حالات و واقعات سے مطلع فرمادیا۔ برادران اسلام! اب آپ انصاف فرمائیں کہ ہم مسلمانوں اہلسنت کا عقیدہ ان مقدس حدیثوں کے مطابق ہے یا نہیں؟ آپ یا دنیا کا کوئی انسان جو ہٹ دھرم نہ ہو اس کے سوا اور کیا کہہ سکتا ہے کہ یقیناً اہلسنت و جماعت کا عقیدہ انہی حدیثوں کا عطر ہے۔

برادران اسلام! یہی وہ مضمون ہے جس کا خلاق عالم نے ارشاد فرمایا کہ

وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝

یعنی اے محبوب! آپ جو کچھ نہیں جانتے تھے ان تمام چیزوں کا علم اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمادیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا فضل آپ پر بہت ہی بڑا ہے۔

marfat.com

برادران اسلام: اب آپ بتا دیجئے: کہ علوم و معارف کی وہ کون سی ایسی دولت ہے جو رحمۃ للعالمین کی کالی کالی رحمت والی کملی میں نہیں ہے۔ اور عالم شہادت اور عالم غیب کا وہ کون سا ایسا منظر ہے جو پیارے مصطفےٰ ﷺ کی نگاہ نبوت کے پیش نظر نہیں ہے۔ خدا کی قسم جن آنکھوں سے خدا نہیں چھپا بھلا ان آنکھوں سے خدا کی ساری خدائی کیوں کر اور کیسے پوشیدہ رہ سکتی ہے۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

برادران اسلام! بڑی مشکل یہ ہے کہ عام طور پر لوگ نبی کے مقام نبوت کی عالی ترین منزل سے ناواقف ہیں اس لیے ان لوگوں کے لیے نبی کے علوم کی وسعت و کثرت کو سمجھانا اور سمجھنا انتہائی مشکل ہے۔ بہت بڑی مصیبت کبری بلکہ قیامت صغری یہ ہے کہ لوگ انبیاء علیہم السلام کی ذات و صفات کو اپنی ذات و صفات پر قیاس کرنے لگ جاتے ہیں۔ حضرت مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمہ نے بھی لوگوں کی اس ہمالیہ سے بھی بڑی غلطی پر ماتم کیا ہے اور صاف صاف لکھ دیا ہے کہ۔

جملہ عالم زیں سبب گمراہ شد
کم کسے زاں بداں حق آگاہ شد

یعنی ساری دنیا اسی وجہ سے گمراہی کی خطرناک بھور میں پڑ کر گمراہ ہو گئی کہ لوگ خدا کے مقدس اور برگزیدہ بندوں کے بلند مراتب سے آگاہ نہیں ہوئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ۔

marfat.com

اولیاء راہم چو خود پند اشتند

ہمسری بانبیاء برداشتند

یعنی لوگوں نے اولیا کو اپنے جیسا گمان کر لیا اور خدا کے نبیوں کے ساتھ ہم سری اور برابری کا دعوی کر بیٹھے۔ بس یہی وہ گندہ چشمہ ہے جہاں سے گمراہیوں کا نجس اور پلید دریا نکل کر بہتا ہے۔

ایں نہ دانستند ایشاں از عمیٰ

ہست فرقے درمیاں بے انتہا

ان دنیاداروں نے اپنے اندھے پن سے اتنا نہیں جانا کہ انبیاء علیہم السلام اور عوام کے درمیان بے انتہا فرق ہے۔ اللہ اکبر۔ زمین وآسمان میں بھی بڑا فرق ہے مگر اس فرق کی بھی انتہا ہے۔ مگر مولانائے روم فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام اور عوام میں اتنا بڑا فرق ہے کہ اس کی کوئی نہایت اور انتہا ہی نہیں۔ یعنی اتنا عظیم فرق ہے کہ ہم لوگ اس کا اندازہ نہیں کر سکتے۔

برادران ملت! جب خدا کے نبیوں اور عام لوگوں کی ذات وصفات میں اس قدر بے انتہا عظیم الشان فرق ہے تو پھر خدا کے انبیاء ورسول کے علوم ومعارف کو ہم اپنے علوم پر قیاس کریں۔ خدا کی قسم یہ اتنی بڑی غلطی ہے کہ روئے زمین کی وسعت بھی اس کی گنجائش نہیں رکھتی۔

مسلمانو! واللہ اگر صرف ایک نکتہ آپ یاد کر لیں تو آپ کا سفینہ ہدایت کبھی بھی گمراہیوں کے بھنور میں نہیں پھنسے گا۔

marfat.com

وہ نکتہ یہ ہے کہ ہمارے علوم و معارف کا ذریعہ ہماری عقل اور ہمارے حواس ہیں جن کے ذریعے ہم دوسرے انسانوں سے علوم سیکھ سکتے ہیں۔ اور انبیاء علیہم السلام کا ذریعہ علم وحی الٰہی ہے۔ اور وہ براہ راست خداوند عالم الغیب والشہادۃ سے علوم و معارف کے خزانے حاصل کرتے ہیں اور منٹوں بلکہ سکنڈوں میں وحی الہامی یا وحی منامی کے ذریعے انبیاء علیہم السلام کے سینوں میں علوم و معارف کے اتنے بڑے بڑے خزانے جمع ہو جاتے ہیں کہ زمین و آسمان کی وسعتیں بھی ان خزانوں کے سمیٹنے سے عاجز و قاصر ہیں۔

علوم آدم کی فہرست : حضرات گرامی! بات آگئی ہے تو ذرا خدا کے سب سے پہلے نبی حضرت آدم خلیفۃ اللہ علیہ السلام کے علوم کی فہرست سن لیجئے جس کو عالم الغیب والشہادہ نے ایک لمحہ میں ان کے سینہ اقدس کے اندر الہام کے ذریعہ پہنچادیا۔ اور حضرت آدم علیہ السلام علوم و معارف کی اتنی بلند ترین منزل پر فائز ہو گئے کہ فرشتوں کی قدسی جماعت آپ کے علمی وقار اور عرفانی عظمت کے آگے سربسجود ہو گئی۔ قطب زمانہ حضرت شیخ اسماعیل حقی علیہ الرحمہ نے اپنی شہرہ آفاق تفسیر روح البیان میں آیت کریمہ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا کی تفسیر میں ارشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام ناموں کا علم سکھایا۔ "علم الاسماء" کی اجمالی فہرست یہ ہے۔

فَعَلَّمَهٗ جَمِيْعَ اَسْمَاءِ الْمُسَمَّيَاتِ بِكُلِّ اللُّغَاتِ

یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کا نام تمام زبانوں میں سکھادیا۔

وَعَلَّمَهٗ اَسْمَاءَ الْمَلٰۗئِكَةِ وَاَسْمَاءَ ذُرِّيَّتِهٖ كُلِّهِمْ وَاَسْمَاءَ الْحَيْوَانَاتِ

marfat.com

وَالْجَمَادَاتِ وَصَنْعَةَ كُلِّ شَیْءٍ

اور ان کو تمام ملائکہ کے نام اور تمام اولاد کے نام اور تمام حیوانات و جمادات کے نام اور ہر ہر چیز کی صنعتوں کے نام وَاَسْمَاءُ الْمُدُنِ وَالْقُرٰی واسماء الطیور الشجر ومایکون اور تمام شہروں اور تمام گاؤں اور اور تمام پرندوں اور درختوں کے نام اور جو آئندہ کبھی وجود میں آنے والے ہیں ان سب کے نام وکل نسمة یخلقها الی یوم القیامة اور قیامت تک پیدا ہونے والے تمام جانداروں کے نام واسماء المطعومات والمشروبات وکل نعیم فی الجنة و اسماء کل شیء حتی القصة و القصیعة وفی الخبر علمه سبع مائة الف لغة

(روح البیان ج ا ص ۱۰۰)

اور تمام کھانے پینے کی چیزوں کے اور جنت کی تمام نعمتوں کے نام، اور ہر ہر چیز کے نام یہاں تک کہ پیالہ اور پیالی کے نام۔ اور حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سات لاکھ زبانیں سکھائی ہیں۔

برادران ملت! اب کہیے: سن لی آپ نے حضرت آدم علیہ اسلام کے خزائن علوم کی فہرست؟ اب سوچئے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کے علوم و عرفان کی یہ منزل ہے۔ تو پھر حضور سید آدم و سردار اولاد آدم خلیفۃ اللہ الاعظم حضرت محمد رسول ﷺ کے علوم عالیہ کی کثرت و وسعت اور ان کی رفعت و عظمت کا کیا عالم ہوگا؟ میں کہتا ہوں کہ واللہ! حضرت آدم علیہ السلام کے علوم کو سرکار دو عالم کے علوم سے اتنی بھی نسبت نہیں ہو سکتی۔ جتنی ایک قطرہ کو دریا سے اور ایک ذرہ کو صحرا سے نسبت ہے۔ اللہ اکبر: کہاں علوم

marfat.com

قوم ؟اور کہاں علوم سید عالم ؟

فرش تا عرش سب آئینہ، ضمائر حاضر
بس قسم کھائیے امی! تری دانائی کی

پڑھیے :درود شریف باوازبلند اللھم صل علی سید نا محمد و علی ال سید نا محمد و بارك و سلم

شاھد : حضرات گرامی! ذرا غور تو فرمایئے کہ خداوند عالم جل جلالہ نے اپنے حبیب و محبوب، دانائے غیوب ﷺ کی مدح وثنا کا خطبہ پڑھتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اِنَّآ اَرۡسَلۡنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيۡرًا یعنی اے محبوب: بے شک ہم نے آپ کو گواہ اور بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے۔

اس آیت میں حضرت حق جل مجدہ نے اپنے حبیب ﷺ کو تمام انبیاء اور ان کی امتوں پر قیامت کے دن "شاہد" یعنی گواہی دینے والا بتایا ہے۔اب مسلمانو: تم بتاؤ؟ کہ کون نہیں جانتا کہ گواہ کے لیے جس چیز کی وہ گواہی دے، اس کا مشاہدہ ضروری ہے۔ یہ مسئلہ سب کو معلوم ہے کہ کسی نا معلوم اور بلا دیکھی ہوئی چیز کی گواہی قطعاً غیر معتبر بلکہ شرعاً حرام و نا جائز ہے۔ تو پھر ذرا غور کیجئے کہ اگر حضور اقدس ﷺ کو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر دنیا کے آخری انسان تک کے اقوال و افعال اور ان کے کوائف و احوال کا علم نہ ہو گا۔ تو پھر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کس طرح قیامت میں ان تمام انسانوں کے بارے میں گواہی دے سکیں گے ؟ کیا معاذ اللہ حضور ﷺ نا معلوم اور بغیر دیکھی ہوئی چیزوں کی گواہی دیں گے ؟ لہٰذا ثابت ہوا کہ حضور اقدس ﷺ کو یقیناً ان سب انسانوں کے تمام اقوال و

marfat.com

افعال اور اعمال واحوال کا علم ہے۔ تو اب اس صورت میں جو مسلمان قرآن کی اس آیت پر ایمان رکھتا ہے کہ خدا کے محبوب "شاہد" ہیں تو وہ یقیناً یہی عقیدہ رکھے گا کہ بلاشبہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام تمام انسانوں کے اعمال واحوال اور ان کے اقوال وافعال کو جانتے ہیں۔ اور جو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے اس وسیع علم کا منکر ہے وہ خدا کی قسم قرآن کی اس آیت کا منکر ہے۔ بھلا سوچئے تو سہی کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں یہ تو مانتا ہوں کہ آفتاب نکلا ہے مگر میں یہ نہیں مان سکتا کہ آفتاب روشن ہے۔ یا یوں کہیے کہ میں یہ تو تسلیم کرتا ہوں کہ یہ آگ ہے مگر میں یہ نہیں مانوں گا کہ یہ گرم ہے۔ تو اس شخص کے بارے میں اس کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے؟ کہ غالباً اس کے دماغ کی مشینری فیل ہو گئی ہے۔ اور یہ پاگل خانے کا مہمان بننے والا ہے۔ اسی طرح جو شخص یہ کہے کہ میں رسول کو شاہد تو مانتا ہوں۔ اور میں یہ ایمان رکھتا ہوں کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام تمام انبیاء اور تمام امتوں کے بارے میں قیامت کے دن گواہی دیں گے۔ مگر میں یہ تسلیم نہیں کرتا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو انبیاء اور امتوں کے احوال وکوائف کا علم بھی ہے۔ تو اس شخص کے بارے میں بھی بجز اس کے اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ اس کی عقل ایمانی کو قہر آسمانی کی بجلیوں نے جلا کر بھسم کو ڈالا ہے۔ اور بد دینی کے طوفان اور بد دینی کے شیطان نے اس کی متاع ایمان کو بالکل غارت و برباد کر دیا ہے۔

مسلمانو! ذرا سوچو تو سہی۔ کہ کیا بھلا یہ ممکن ہے کہ سورج کو سورج مان کر اس کی روشنی کا انکار کیا جائے؟ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ آگ کو آگ کہتے ہوئے اس کی گرمی سے انکار کیا جائے؟ کیا یہ عقل کا تقاضہ کہ برف کو برف کہتے جائیں اور سردی سے انکار کیا جائے؟ و

marfat.com

اللہ! جس طرح یہ باتیں ممکن نہیں ہیں۔ اسی طرح حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو شاہد مانتے ہوئے ان کے علوم اولین وآخرین کا انکار کیا جائے یہ بھی ناممکن اور محال ہے۔ چنانچہ طبری کی روایت ہے کہ جب اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا کی آیت نازل ہوئی تو حضور رحمت عالم نے بارگاہ خداوندی میں یہ عرض کیا کہ اے میرے رب کریم! تو نے میری شریعت میں یہ حکم نازل فرمایا ہے کہ ان دیکھی اور نامعلوم باتوں کی شہادت جائز ہی نہیں ہے تو پھر میں بغیر مشاہدہ اور علم کے کس طرح اور کیسے گواہی دوں گا؟ فَاَوْحَى اللّٰهُ تعالى اِلَيْهِ اَيُّهَا السَّيِّدُ نَحْنُ نُرِيْكَ اٰلَيْنَا لِتُشَاهِدَ مَلَكُوْتَ الْاَعْلٰى یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پر وحی بھیجی کہ اے سردار: ہم آپ کو اپنے دربار کی سیر کرائیں گے تا کہ ملکوت اعلیٰ کا آپ کو مشاہدہ کرا دیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ ایک حدیث میں خود سرکار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شب معراج عرش عظیم سے میری حلق میں ایک قطرہ ٹپکا فَعَلِمْتُ بِهَا مَا كَانَ وَ مَا يَكُوْنُ یعنی اس قطرے کے ٹپکتے ہی جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے سب کچھ میں نے جان لیا۔ (تفسیر حسینی)

سبحان اللہ!

حضرت کا علم علم لدنی تھا اے امیر
حضرت وہیں سے آئے تھے لکھے پڑھے ہوئے

آیت کی چند تفسیریں: بزرگان ملت: بہر حال اب میں اس آیت کریمہ کی چند تفسیریں بھی آپ کو سنائے دیتا ہوں۔ ذرا غور سے سنئے گا وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا

marfat.com

یعنی اے محبوب آپ جو کچھ نہیں جانتے تھے وہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھا دیا۔ اور اللہ تعالیٰ کا فضل آپ پر بہت ہی بڑا ہے۔

حضرات تفسیر جلالین شریف جو دنیائے اسلام کے تمام مدارس عربیہ میں داخل ہے۔ اس کتاب میں اس آیت کی یہ تفسیر لکھی ہوئی ہے۔ ای من الا حکام والغیب۔ یعنی اللہ عزوجل نے تمام احکام اور علم غیب آپ کو سکھادیا۔

تفسیر روح المعانی میں ہے کہ مِنْ خَفِیَّاتِ الْاُمُوْرِ وَضَمَائِرِ الصُّدُوْرِ اَوْ مِنْ اَخْبَارِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ (روح المعانی ج ۵ ص ۱۴۴)

یعنی تمام پوشیدہ چیزیں اور سینوں میں چھپی ہوئی باتیں خدا نے آپ کو بتادی ہیں۔ یا تمام اگلوں اور پچھلوں کی ساری خبریں آپ کو تعلیم فرمادی ہے۔ اسی طرح تفسیر روح البیان جلد پنجم صفحہ ۲۸۲ پر تحریر ہے کہ

مِنْ اَحْکَامِ الشَّرْعِ وَاُمُوْرِ الدِّیْنِ وَقِیْلَ مِنْ عِلْمِ الْغَیْبِ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمْ

یعنی شریعت کے تمام احکام اور دین کی تمام باتیں اور کہا گیا کہ علم غیب غرض جو کچھ بھی آپ نہیں جانتے تھے وہ سب اللہ تعالیٰ نے آپ کو تعلیم فرمادیا ہے۔

برادران ملت: یہ چند تفسیروں کے نمونے ہیں جو میں نے آپ کے سامنے عرض کر دیئے ہیں۔ اور کیوں نہ ہو؟ کہ آیت میں مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمْ آیا ہے اور مدارس عربیہ کا مبتدی طالب علم بھی اصول فقہ کا یہ مسئلہ جانتا ہے کہ مَنْ وَمَا اَصْلُهُمَا الْعُمُوْمُ یعنی من اور ما کی اصل وضع عموم کے لیے ہے لہٰذا اس آیت مبارکہ کا یہی مطلب ہوا کہ وہ تمام چیزیں جو حضور کو نہیں معلوم تھیں۔ ان تمام چیزوں کا علم خداوند عالم نے آپ کو عطا فرما

marfat.com

دیا۔ لہٰذا علوم کی تمام قسمیں بلاشبہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو حاصل ہو گئیں۔ خواہ وہ علم غیب ہو یا شہادت۔ پھر آیت کا آخری جملہ و کان فضل اللہ علیک عظیما اس پر بہت ہی زبردست اور قوی قرینہ ہے کہ "ما" یہاں عموم ہی کے لیے ہے۔ کیوں کہ اگر اس سے تمام علوم نہ مراد ہوں بلکہ صرف چند خاص ہی چیزوں کا علم مراد ہو۔ تو پھر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ اللہ کا فضل آپ پر بہت بڑا ہے، کیا معنی رکھتا ہے؟ چند خاص چیزوں کا علم تو خدا نے دوسرے انسانوں کو بھی عطا فرمایا ہے۔ درحقیقت و کان فضل اللہ علیک عظیما کا جملہ تو تبھی چسپاں ہو گا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے لیے تمام علوم کا حاصل ہونا مانا جائے۔ تب یہ فرمانا مناسب ہو گا کہ چونکہ آپ کا علم تمام مخلوقات کے علم سے زیادہ ہے۔ اس لیے اللہ کا فضل آپ پر تمام مخلوقات سے بڑھ کر ہے۔

بہر کیف برادران ملت: اب آپ غور فرمایئے کہ علم تفسیر کے ان عظیم المرتبت بزرگوں اور مسلم الثبوت عالموں نے قرآن مجید کی اس آیت کی تفسیر میں جو کچھ ارشاد فرمایا ہے وہ یقیناً ایک طالب حق کے لیے درخشاں ستاروں کی طرح ہدایت کا سامان ہے۔ مگر واللہ: کتنی حیرت اور افسوس کا مقام ہے کہ فضلاء دیوبند عمر بھر ان کتابوں کو پڑھتے اور پڑھاتے رہتے ہیں۔ لیکن مفسرین کی تصریحات کے یہ اونچے اونچے پہاڑ ان لوگوں کو نظر نہیں آتے اور ہمیشہ یہی کہتے اور لکھتے رہتے ہیں کہ "علم غیب کا اطلاق غیر خدا پر کسی تاویل سے بھی درست نہیں"۔

بھلا مسلمانو! ذرا غور تو کرو کہ دنیا میں کون ایسا عاقل ہو گا؟ جو یہ کہہ سکے کہ اتنے بڑے بڑے جلیل القدر مفسرین نے اتنی عظیم غلطی کی ہے جو شرعاً کسی طرح جائز نہیں۔

marfat.com

افسوس صد ہزار افسوس۔

گر ہمیں مکتب و ہمیں ملا
کار طفلاں تمام خواہد شد!

برادران اسلام! حقیقت تو یہ ہے کہ قرآن مجید کی ہر آیت میں پیارے مصطفےٰ ﷺ
کی مدح و ثنا اور ان کے فضائل و کمالات کے سینکڑوں آفتاب و ماہتاب اپنی پوری آب و تاب
کے ساتھ ہدایت کا نور بکھیر رہے ہیں۔ اور مفسرین کرام کی تفسیروں میں بے شمار
تصریحات و تشریحات کے ایسے ایسے تابناک ستارے جگمگا رہے ہیں جن سے صراط مستقیم
کی شاہراہ پر چلنے والوں کے لیے رشد و ہدایت کی نورانی روشنی مل رہی ہے۔ مگر اس کا کیا
علاج؟ کہ وہ بد نصیب لوگ جن کے دلوں کی دنیا میں نور ہدایت کا چراغ بجھ چکا ہے وہ آنکھ
کھول کر آیات اور تفاسیر میں چمکتی ہوئی خدا کی آیت بینات کو اپنی چشم بصیرت اور نگاہ عبرت
سے نہیں دیکھتے۔ بلکہ حق سے منہ موڑے ہوئے سرکش اونٹوں کی طرح ضلالت و طغیان
کی اندھیری وادیوں میں ہاتھ پاؤں مارتے ہوئے بھٹکتے پھرتے ہیں۔ واللہ! یہی بدبخت لوگ
ہیں جن کے بارے میں خداوند قدوس نے ارشاد فرمایا:

لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِىْ فِى الصُّدُوْرِ

یعنی منکروں کے سروں کی آنکھیں اندھی نہیں ہوتی ہیں۔ لیکن وہ آنکھیں
سینوں کے اندر ہوتی ہیں وہ نابینا ہو جاتی ہیں۔ یعنی ان لوگوں کی بصارت تو رہتی ہے لیکن
دلوں کی بصیرت تباہ و برباد ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے ان لوگوں کو ہدایت کا نور نظر
نہیں آتا۔

marfat.com

بہر کیف فضائل وکمالات محمدیہ کا آفتاب تو اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ چمک رہا ہے۔ اور قیامت تک درخشاں ہی رہے گا۔ اب اگر کسی کور بخت کی آنکھ اس کو نہیں دیکھ سکتی تو اس میں اسی کا قصور ہے۔ آفتاب کا کوئی قصور نہیں۔ حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے اسی مضمون کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے کہا ہے کہ ۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب راچہ گناہ

یعنی چمگادڑ کی آنکھ اگر روز روشن کو نہیں دیکھ سکتی تو یہ اس کی آنکھ ہی کا قصور ہے آفتاب کا اس میں کوئی گناہ نہیں۔ برادران ملت! بات آگئی ہے تو آیئے قرآن مجید کی ایسی چند آیات سنائے دیتا ہوں جن میں علم غیب مصطفےٰ ﷺ کے ثبوت پر ایسے ایسے بلند اور روشن مینارے سر اٹھا کر ہدایت کی روشنی دکھا رہے ہیں کہ ان کی نورانیت میں انشاء اللہ تعالیٰ ہر طالب حق اس حقانی حقیقت کے اعتراف پر مجبور ہو جائے گا۔ کہ یقیناً خداوند ذوالجلال نے اپنے نبی جمال ﷺ کو جس طرح ہر فضل وکمال میں بے مثل و بے مثال بنایا ہے۔ اسی طرح علیم و خبیر نے اپنے پیارے بشیر و نذیر ﷺ کے سینہ پر نور کو علم غیب و علم شہادت کے عرفانی خزانوں سے اس قدر معمور فرمادیا ہے کہ کائنات عالم میں اس کی کوئی مثال نہیں ہے۔ ماو شما تو کس شمار و قطار میں ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام جن کے سر پر خداوند عالم نے وَعَلَّمَ اٰدَمَ الاسماء کلھا کا تاج فضیلت رکھ کر ان کی علمی عظمت کے آگے فرشتوں کے فضل و کمال کو سر بسجود کر دیا۔ اور تمام انبیاء و مرسلین جن کے علم و عرفان کی وسعتوں کے میدان میں زمین و آسمان کی وسعتیں گم ہیں۔ ان سب خزائن علوم کے بادشاہوں اور

marfat.com

شہنشاہوں کا یہ حال ہے کہ یہ حضرات علم مصطفیٰ ﷺ کے کمالات کی رفعتوں کے حضور اپنی جبین عقیدت خم کر کے زبان حال سے بقول علامہ بوصیری علیہ الرحمتہ یہ وظیفہ پڑھا کرتے ہیں کہ ۔

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا

وَمِنْ عُلُوْمِ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَم

یعنی یارسول اللہ :آپ کی سخاوت کا یہ عالم ہے کہ دنیا اور آخرت کی ساری نعمتیں آپ کے جود و کرم کے چند نمونے ہیں۔ اور لوح و قلم کے تمام علوم آپ کے علوم کے دریائے ناپید اکنار کے چند قطرے ہیں۔ جی۔ اہل علم جانتے ہیں کہ اس شعر کے دونوں مصرعوں میں "من" تبعیض کے لیے ہیں۔ جس کا ماحصل یہی ہے کہ لوح و قلم کے وہ علوم جن کے بارے میں قرآن کا یہ فرمان ہے کہ ہر چیز لوح محفوظ میں درج ہے۔ وہ سارے علوم علم محمدی کا بعض ہی حصہ ہیں۔ اور لوح و قلم کے علوم کو علم محمدی سے وہی نسبت ہے جو ایک قطرے کو دریا سے اور ایک ذرے کو صحرا سے نسبت ہے۔ کیوں نہ ہو؟ کہ خداوند عالم نے آپ کے لیے یہ فرمایا ہے کہ وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ یعنی اے محبوب آپ جو کچھ نہیں جانتے تھے وہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تعلیم فرمادیا ہے۔ پھر اس کے آگے یہ بھی فرمادیا ہے کہ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا اور آپ پر اللہ کا بہت ہی بڑا فضل ہے۔ کہ یہ فضل عظیم نہ لوح و قلم پر ہے نہ کائنات عالم کی کسی مخلوق پر۔ اس لیے آپ جس طرح خدا کے فضل عظیم کے اعتبار سے "افضل الخلق" ہیں۔ اسی طرح آپ تعلیم ربانی کے لحاظ سے اعلم الخلق بھی ہیں۔

marfat.com

آیات علم غیب: بہر کیف بزرگان ملت: اب آپ چند آیات کو بھی سن لیجیے۔ جن میں علم غیب رسول ﷺ کے جلوے اپنی پوری چمک دمک کے ساتھ اس طرح جلوہ فگن ہیں کہ جن کو دیکھ کر مومنین کی دینائے ایمان مطلع انوار بن جاتی ہے۔ سنئے۔ حضرت حق جل مجدہ کا ارشاد ہے کہ

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاءُ (آل عمران)

یعنی اور اللہ کی یہ شان نہیں ہے کہ تم عام لوگوں کو غیب کا علم دیدے اللہ جس کو چاہتا ہے یعنی اپنے رسولوں کو اپنا مجتبیٰ بنا لیتا ہے۔ یعنی غیب کا علم دینے کے لیے ان کو چن لیتا ہے۔

دوسری آیت میں ارشاد ربانی ہے کہ:

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (جن)

یعنی اللہ تعالیٰ تمام غیبوں کا جاننے والا ہے۔ تو وہ اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں فرماتا۔ سوائے اپنے رسولوں کے جو "مرتضیٰ" یعنی پسندیدہ ہیں۔ برادران ملت: غور فرمایئے۔ پہلی آیت اعلان کر رہی ہے کہ رسولوں کی جماعت جو مجتبیٰ ہیں۔ یعنی تمام انسانوں میں منتخب ہیں۔ ان کو خداوند عالم اپنے غیب کا علم عطا فرما دیتا ہے۔

اور دوسری آیت بتا رہی ہے کہ اللہ کے رسولوں کا مقدس گروہ جو مرتضیٰ یعنی خدا کے پسندیدہ ہیں۔ ان کو عالم الغیب اپنے علم غیب پر مطلع فرماتا ہے۔ اب آپ ہی بتایئے: کہ حضور خاتم النبیین ﷺ خدا کے مجتبیٰ (چنے ہوئے) اور مرتضےٰ (پسندیدہ) رسول ہیں یا

marfat.com

نہیں؟ کون کہہ سکتا ہے کہ رحمت عالم مجتبیٰ و مرتضیٰ نہیں ہیں؟ ارے خدا کی قسم: مجتبیٰ اور مرتضیٰ تو میرے رسول ہی کے دو نام ہیں۔ پھر بھلا ان کے مجتبیٰ اور مرتضیٰ ہونے میں کون شک کر سکتا ہے؟ اور جب ساری دنیا کو یہ تسلیم ہے کہ میرے پیارے رسول خدا کے مجتبےٰ و مرتضےٰ ہیں۔ تو پھر ساری دنیا کو یہ تسلیم کرنا ہی پڑے گا کہ خداوند عالم نے ان کو اپنے غیب پر مطلع فرمایا ہے۔ اور یقیناً رحمت عالم غیب دان اور علم غیب کے جاننے والے ہیں۔ لہٰذا ہر مسلمان کو دربار رسالت میں انتہائی جوش عقیدت کے ساتھ یہ کہنا چاہیے کہ یا رسول اللہ ۔

سر عرش پر ہے تری گذر دل فرش پر ہے تری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

برادران گرامی! قرآن مجید میں ایک آیت اور بھی سن لیجئے۔ پروردگار عالم کا فرمان ہے کہ:

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ؁

یعنی یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں ہیں۔

سبحان اللہ: مسلمانو! ذرا غور کرو۔ خدا نے فرمایا کہ میرا نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں ہے۔ خدا کا یہ فرمان تو جبھی صحیح ہو گا کہ حضور اکرم ﷺ کو غیب کا علم عطا ہو اور وہ دوسروں کو بتاتے بھی ہوں۔ کیوں کہ بخیل تو اسی کو کہتے ہیں کہ جس کے پاس مال ہو اور وہ کسی کو نہ دیتا ہو۔ دیکھیے! دیوار کسی کو کچھ نہیں دیتی مگر کوئی دیوار کو بخیل نہیں کہہ سکتا۔ کیونکہ اس کے پاس کوئی مال ہی نہیں ہے۔ اسی طرح ایک فاقہ مست مفلس و قلاش فقیر کو کون بخیل کہہ سکتا ہے؟ کیوں کہ بخیل تو اسی کو کہا جا سکتا ہے کہ جس کے پاس مال ہو اور وہ

marfat.com

کسی کو کچھ نہ دے۔ اسی طرح کسی کو یہ کہا جائے کہ وہ بخیل نہیں ہے۔ تو اس کا صاف مطلب اس کے سوا کچھ بھی نہیں ہو سکتا کہ اس کے پاس مال ہے۔ اور وہ دوسروں کو دیتا نہیں ہے۔ تو جب عالم الغیب نے اپنے نبی کی مدح و ثنا میں یہ فرمایا کہ میرا نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔ تو یقیناً اس کا یہی اور صرف یہی مطلب ہے کہ نبی غیب کا علم جانتے بھی ہیں۔ اور دوسروں کو بتاتے بھی ہیں۔

چنانچہ یہ صرف میری ہی تقریر نہیں ہے بلکہ باکمال مفسرین میں سے صاحب تفسیر خازن نے بھی انتہائی وضاحت اور صفائی کے ساتھ اس آیت کی تفسیر میں یہ تحریر فرمایا ہے کہ

یَاتِیْهِ عِلْمُ الْغَیْبِ فَلَا یَبْخَلُ بِهٖ بَلْ یُعَلِّمُکُمْ

یعنی حضور اقدس ﷺ کے پاس خدا کی طرف سے علم غیب آتا ہے تو وہ اس کے بتانے میں بخل نہیں فرماتے۔ بلکہ تمام امتیوں کو بھی بتاتے ہیں۔

برادران اسلام! للہ انصاف فرمائیے کہ قرآن مجید کی ان چمکتی ہوئی آیات میں۔ اور مفسرین کرام کی ان تفسیرات و تصریحات میں علم غیب رسول ﷺ کے کیسے کیسے روشن اور تابناک جلوے نظر آ رہے ہیں۔ مگر افسوس کہ اس کا کیا علاج ؟ کہ کچھ لوگ یا تو ان کی ایمانی بصیرت سلب ہو گئی ہے کہ انہیں یہ آیتیں نظر نہیں آتیں۔ یا وہ اس دور میں یہودیوں کے احبار و رہبان کے نقش قدم پر چل رہے ہیں کہ دیدہ و دانستہ جس طرح یہودیوں کے پوپ اور پادری توراۃ و انجیل میں نبی آخر الزماں کی بشارتوں اور ان کی نشانیوں کو چھپایا کرتے تھے اسی طرح یہ لوگ نبی رحمت کے فضائل و کمالات کی آیات بینات پر پردہ ڈال کر پیارے

marfat.com

مصطفےٰ ﷺ کی شان و عظمت کو گھٹا رہے ہیں۔ پیارے مسلمانو! اب ہم ان بدبختوں کے بارے میں اس کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں؟ کہ بدنصیبی کے عفریت نے ان کی متاع عقل پر ایسا ڈاکہ ڈالا ہے کہ ان کی ایمانی بصارت و بصیرت کو غارت و برباد کر کے ان کو بالکل ہی ایمانی عقل سے تہی دست و مفلس بنا ڈالا ہے۔ اعلیٰ حضرت قبلہ بریلوی علیہ الرحمہ نے ان عقل کے یتیموں کے بارے میں بالکل سچ فرمایا ہے کہ ۔

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں، اسے منظور بڑھانا تیرا

وہابی دلائل کا رد : خیر۔ برادران ملت! اب اس موقع پر میں مناسب سمجھتا ہوں کہ منکرین علم غیب رسول کی بھی چند دلیلوں کا ذکر کر دوں تاکہ تصویر کے دونوں رخ آپ کی نظروں کے سامنے آجائیں۔ سنئے :

پہلی آیت تو یہ ہے کہ :

قُلْ لَا اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَائِنُ اللّٰهِ وَلَا اَعْلَمُ الْغَیْبَ (انعام)

یعنی اے پیغمبر آپ فرما دیجئے کہ میں تم لوگوں سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں۔ اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں غیب جانتا ہوں۔

دوسری آیت یہ ہے کہ :

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ ط (انعام)

یعنی اللہ ہی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں ان کو وہی جانتا ہے۔

تیسری آیت یہ ہے کہ :

marfat.com

اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ ۚ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ ؕ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا ؕ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌۢ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ۝ (لقمان)

یعنی بے شک اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے۔ اور وہی بارش نازل فرماتا ہے اور وہ جانتا ہے جو کچھ بچہ دانیوں میں ہے۔ اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا؟ اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کس سرزمین میں مرے گا۔ بیشک اللہ بہت زیادہ علم والا ہے۔

برادران ملت : یہی وہ چند آیتیں ہیں جن کو علم غیب رسول کے منکرین بڑے طنطنہ اور طمطراق کے ساتھ پیش کر کے رسول کے علم غیب کا انکار کرتے پھرتے ہیں۔ لیکن ہم اس کے جواب میں علی الاعلان یہ کہتے ہیں۔ کہ خدا کی قسم : بلاشبہ یقیناً ان سب آیتوں پر ہمارا ایمان ہے۔ مگر افسوس۔ صد ہزار افسوس کہ دیوبندی علماء ان آیتوں کے معانی اور مطالب کے بیان کرنے میں پہاڑوں سے بھی بڑی بڑی خیانتیں اور غلطیاں کرتے ہیں۔

مسلمانو : بیشک ہم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ان آیتوں کا مضمون یہی ہے کہ خدا کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا۔ مگر اسی قرآن میں یہ آیت بھی تو ہے کہ :

عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ (جن)

یعنی خدا عالم الغیب ہے اور وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں فرماتا مگر اپنے پسندیدہ رسولوں کو اپنا علم غیب عطا فرماتا ہے۔ اور اسی قرآن میں یہ آیت بھی تو ہے کہ :

وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُطْلِعَکُمْ عَلَی الْغَیْبِ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ۔

(آل عمران)

marfat.com

یعنی اور اللہ کی یہ شان نہیں ہے کہ تم عام لوگوں کو غیب پر مطلع فرمائے لیکن اللہ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کو علم غیب بتانے کے لیے چن لیتا ہے۔

اب برادران ملت: ذرا انتہائی توجہ کے ساتھ غور فرمایئے کہ کچھ آیتوں کا مفہوم یہ ہے کہ خدا کے سوا کوئی بھی علم غیب نہیں جانتا۔ اور کچھ آیتوں کا یہ مطلب ہے کہ خدا کے رسولوں کو علم غیب حاصل ہوتا ہے۔ اب ان دونوں آیتوں کے مفہوم میں بظاہر کھلا ہوا تعارض اور ٹکراؤ نظر آتا ہے۔ اور یہ ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ قرآن کی کسی آیت کا انکار بھی کفر ہے۔ لہٰذا ہم ان آیتوں میں سے کسی ایک آیت کا بھی انکار نہیں کر سکتے ہیں۔ بلکہ ہر ہر آیت پر ایمان لانا فرض ہے۔

لہٰذا مسلمان بھائیو: اب میں صاف صاف کہتا ہوں کہ اگر رسول کے علم غیب کا انکار کرنے والوں میں دیانتداری کا جوہر ہوتا تو وہ لوگ ان سب آیتوں کو نظر میں رکھ کر ان آیتوں کا ایسا مطلب بیان کرتے کہ قرآن کی آیتوں کا یہ ظاہری تعارض اور ٹکراؤ رفع ہو جاتا۔ اور چمکتے ہوئے سورج کی طرح ان آیات قرآنیہ کا مطلب ہر خاص و عام پر ہدایت کا نور بکھیر دیتا۔ مگر برا ہو خیانت اور بد دیانتی کا کہ دیوبندی ان آیتوں کو پڑھ پڑھ کر رسول کے علم غیب کا انکار کرتے ہیں۔ جن آیتوں میں بظاہر علم غیب رسول کی نفی ہے۔ مگر جن آیتوں میں علم غیب نبوت کے آفتاب و ماہتاب چمک رہے ہیں۔ ان پر یہ لوگ اس طرح پردہ ڈالے ہوئے ہیں کہ گویا ان آیتوں کا قرآن میں وجود ہی نہیں۔ کبھی بھول کر بھی ان آیتوں کو مجمع عام میں نہیں پڑھتے۔ بلکہ چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔

تطبیق آیات: مگر الحمد للہ تعالیٰ ہم اہل سنت و جماعت ہرگز ہرگز اہل خیانت اور ملت

marfat.com

فروش نہیں ہیں۔ اور ہم یہودیوں کے احبار و رہبان کے طور طریقے پر لعنت بھیجتے ہیں۔ اور ہم ہر گز ہر گز کبھی بھی خدا کی چمکتی ہوئی آیتوں کو نہیں چھپاتے۔ اور ہم علی الاعلان کہتے ہیں اور ایمان رکھتے ہیں کہ بیشک خدا کا یہ فرمان صحیح ہے۔ بر حق ہے۔ بر حق ہے۔ کہ

قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ

یعنی اللہ کے سوا آسمان اور زمین میں کوئی غیب نہیں جانتا۔ اور اسی طرح ہم یہ بھی ایمان رکھتے ہیں۔ اور اعلان کرتے ہیں کہ خدا کا فرمان اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ بھی صحیح ہے۔ حق ہے۔ بر حق ہے۔ کہ خدا کے پسندیدہ رسول علم غیب جانتے ہیں۔ اور خدا کی قسم: ہمارا ایمان ہے کہ یہ دونوں باتیں اپنی اپنی جگہ اور اپنے محل وقوع کے لحاظ سے سو فیصدی درست و صحیح اور حق ہیں۔ کیوں کہ قرآن مجید میں جہاں جہاں یہ فرمایا گیا ہے کہ خدا کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی خود بخود خدا کے بتائے کے بغیر اپنی ذاتی قدرت سے تمام علوم غیبیہ کو نہیں جانتا اور جہاں جہاں یہ فرمایا گیا ہے پسندیدہ رسولوں کو علم غیب ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا کے عطا فرمانے سے بعض علوم غیبیہ مثلاً ما کان وما یکون کا علم رسولوں کو حاصل ہے۔ یعنی جہاں جہاں غیر خدا سے علم غیب کی نفی کی گئی ہے وہاں علم غیب سے مراد "علم غیب ذاتی" ہے۔ اور تمام مغیبات کا علم غیب مراد ہے اور جہاں جہاں غیر خدا۔ مثلاً رسولوں کے لیے علم غیب کا ثبوت آیا ہے۔ اس سے مراد "علم غیب عطائی" ہے۔ اور بعض مغیبات کا علم غیب مراد ہے۔ مگر یاد رکھئے کہ بعض مغیبات کا دائرہ اتنا وسیع ہے کہ علم ما کان وما یکون۔ یعنی جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ ہو گا اور لوح و قلم کا علم سب اس بعض میں داخل ہیں۔ اور یہ تمام علوم حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو خدا تعالیٰ کی عطا سے حاصل ہیں۔

marfat.com

برادران ملت: غور فرمایئے کہ اس تقریر اور تطبیق کے بعد اب ان تمام آیات و احادیث میں نہ کوئی تعارض رہ جاتا ہے، نہ کوئی ٹکراؤ۔ اور اہل سنت کا یہ عقیدہ آفتاب عالم تاب کی طرح چمک اٹھتا ہے کہ خدا کے علم غیب، اور رسولوں کے علم غیب میں بہت بڑا فرق ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ خدا کا علم غیب ذاتی اور غیر متناہی و لا محدود ہے اور رسولوں کا علم غیب عطائی اور متناہی و محدود ہے۔ خدا کا علم غیب قدیم اور غیر فانی ہے۔ اور رسولوں کا علم غیب حادث اور فانی ہے۔

برادران ملت: اب ایمان سے بتایئے: کہ علم غیب ذاتی اور علم غیب عطائی ہیں اور علم غیب غیر محدود اور علم غیب محدود ہیں علم غیب قدیم اور علم غیب حادث ہیں۔ علم غیب غیر فانی اور علم غیب فانی میں کتنا بڑا اور کس قدر عظیم فرق ہے؟ مگر اس کے باوجود ہم سنیوں پر یہ تہمت لگا کر کہ ہم خدا اور رسول کے علم کو برابر ٹھہراتے ہیں۔ ہم لوگوں کے سر شرک کا الزام تھوپنا یہ علماء دیوبند کا کتنا بڑا ظلم عظیم ہے؟ اور خود ان کا یہ ظلم ہے کہ قُلْ لَا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ (نمل) کی آیت پڑھ پڑھ کر رسول کے علم غیب کا انکار کرتے ہیں۔ اس طرح اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ وغیرہ سینکڑوں آیتوں اور حدیثوں کا انکار کر کے یہ لوگ جہنم کے کون سے طبقے میں پہنچ چکے ہیں؟ انہیں ذرہ بھر اس کا احساس نہیں۔ کبھی خدا کی آیات بینات کو چھپاتے ہیں اور کبھی تحریف کرتے ہیں۔ کبھی قرآن مجید کے ایمانی مضامین کے انوار کو اپنی غلط تاویلوں سے ظلمتوں کے عمیق غار میں دفن کرنے کی جدوجہد کرتے ہیں۔ ہائے افسوس۔ بالکل سچ کہا ڈاکٹر اقبال نے کہ۔

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں

marfat.com

ہوئے کس درجہ فقیہان حرم بے توفیق

برادران ملت: میں نے جو خدا کے علم غیب اور رسول کے علم غیب میں یہ فرق بیان کیا۔ تو آپ یہ نہ سمجھئے کہ میرے دماغ کی اپج یا میری خیالی تک بندی ہے بلکہ علم تفسیر کے بڑے بڑے پہاڑوں نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ چنانچہ تفسیر بیضاوی میں آیت قُلْ لَّا اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَائِنُ اللّٰهِ وَلَا اَعْلَمُ الْغَیْبَ کی تفسیر میں صاف صاف لکھا ہے کہ فِیْهِ دَلَالَةٌ" عَلٰی اَنَّ الْغَیْبَ بِالْاِسْتِقْلَالِ لَا یَعْلَمُهٗ اِلَّا اللّٰهُ یعنی یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ غیب بالاستقلال یعنی علم غیب ذاتی اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ فرمایئے اس عبارت کا اس کے سوا اور کیا مطلب ہے؟ کہ علم غیب عطائی رسولوں کو حاصل ہے۔

بہر کیف: اب یہ مسئلہ ایک حد تک نور علیٰ نور ہو گیا کہ علم غیب ذاتی تو خدا کا خاصہ ہے۔ یہ علم غیب خدا کے سوا کسی دوسرے کے لیے ثابت کرنا یقیناً شرک ہے۔ لیکن علم غیب عطائی یقیناً رسولوں کے لیے خدا کی عطا سے حاصل ہے اور حضور خاتم النبیین ﷺ کو عالم الغیب و الشہادہ نے سب رسولوں سے زیادہ علم غیب عطا فرمایا ہے۔ کیوں کہ آپ کی شان میں اس رب کریم کا ارشاد ہے کہ

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكَ عَظِیْمًا

یعنی اے محبوب! آپ جو کچھ نہیں جانتے تھے ان سب چیزوں کا اللہ نے آپ کو علم عطا فرما دیا ہے۔ اور آپ پر اللہ کا فضل بہت ہی بڑا ہے۔

پانچ چیزوں کا علم: حضرات: اب میری اس تقریر سے سورہ لقمان کی آیت کریمہ کا مضمون بھی حل ہو گیا۔ کہ خداوند عالم نے جو یہ ارشاد فرمایا کہ قیامت کب آئے گی؟ بارش

marfat.com

کب ہو گی؟ بچہ دانی میں کیا ہے؟ کون کل کیا کام کرے گا؟ کون کہاں مرے گا؟ ان پانچ چیزوں کا علم بھی پیغمبر خدا ﷺ کو حاصل ہے۔ چنانچہ عارف باللہ حضرت شیخ احمد صاوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

قَالَ الْعُلَمَاءُ الْحَقُّ اَنَّهُ لَمْ یَخْرُجْ نَبِیُّنَا مِنَ الدُّنْیَا حَتّٰی اَطْلَعَهُ اللّٰهُ عَلٰی تِلْكَ الْخَمْسِ وَلٰكِنَّهُ اَمَرَ بِكَتْمِهَا (صاوی ج ۳ ص ۲۶۰)

یعنی علماء نے فرمایا کہ حق یہ ہے کہ ہمارے نبی ﷺ اس وقت تک دنیا سے تشریف نہیں لے گئے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ان پانچ چیزوں کا علم عطا فرمادیا۔ لیکن خدا نے اپنے حبیب کو ان علوم کے چھپانے کا حکم فرمادیا۔

اور حضرت قطب الوقت سیدی عبدالعزیز دباغ رحمتہ اللہ علیہ نے تو یہاں تک فرمایا کہ:

كَیْفَ یَخْفٰی اَمْرُ الْخَمْسِ عَلَیْهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالْوَاحِدُ مِنْ اَهْلِ التَّصَرُّفِ مِنْ اُمَّتِهِ الشَّرِیْفَةِ لَا یُمْكِنُهُ التَّصَرُّفُ اِلَّا بِمَعْرِفَةِ هٰذِهِ الْخَمْسِ

(کتاب ابریز ص ۱۵۸)

یعنی ان پانچ چیزوں کا علم حضور پر کیسے مخفی رہ سکتا ہے؟ جب آپ کے ایک صاحب تصرف امتی کو بغیر ان پانچوں علوم کے تصرف ممکن نہیں!

مسلمانو! حضرت قطب الوقت سیدی عبدالعزیز دباغ علیہ الرحمہ کے اس قول نے واضح کر دیا۔ کہ حضور تو حضور ہیں۔ ان کی ارفع و اعلیٰ شان کا تو کیا کہنا حضور کے خدام اور غلاموں کو بھی ان پانچ چیزوں کا علم ہوتا ہے۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی امت کے

marfat.com

اقطاب کو ان چیزوں کا علم خداوند تعالیٰ کے عطا فرمانے سے ہوا کرتا ہے اور وہ لوگ اپنے اسی علم کی بنا پر باذن اللہ عالم میں تصرفات فرماتے ہیں۔ اور جب اقطاب کو ان چیزوں کا علم ہوتا ہے۔ تو پھر بھلا غوث العالم کے علوم کا کیا حال ہو گا؟ اور پھر اولین وآخرین کے سردار حضور احمد مختار ﷺ کے علم کی وسعتوں کا تو پوچھنا ہی کیا ہے؟ کہ وہ ہر چیز کے عالم وجود میں آنے کا سبب ہیں۔ اور ساری کائنات انھیں کے طفیل میں پیدا ہوئی ہے اور وہ باذن اللہ تمام عالم کائنات پر تصرف فرما رہے ہیں۔ سبحان اللہ سبحان اللہ۔

وہی نورِ حق وہی ظلِ رب، ہے انھیں سے سب ہے، انھیں کا سب
نہیں ان کی ملک میں آسماں کہ زمیں نہیں، کہ زماں نہیں

علم قیامت: برادران ملت: ان پانچ علوم میں پہلا علم، قیامت کا علم ہے۔ یعنی قیامت کب ہو گی؟ اس کے بارے میں عارف باللہ شیخ احمد صاوی رحمۃ اللہ علیہ نے سورہ احزاب کی آیت: وَيَسْئَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ کی تفسیر میں فرمایا کہ:

وَهٰذَا اِنَّمَا هُوَ وَقْتَ السُّؤَالِ وَاِلَّا فَلَمْ يَخْرُجْ نَبِيُّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الدُّنْيَا حَتّٰى اَطْلَعَهُ اللّٰهُ عَلٰى جَمِيْعِ الْمُغَيَّبَاتِ وَمِنْ جُمْلَتِهَا السَّاعَةُ لٰكِنْ اُمِرَ بِكَتْمِ ذَالِكَ (صاوی ج ۳ ص ۲۸۹)

یعنی جس وقت کفار نے آپ سے قیامت کا سوال کیا تھا۔ اس وقت حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو قیامت کا علم نہیں تھا۔ ورنہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام دنیا سے اس وقت تک تشریف نہیں لے گئے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام غیوب کے علوم پر مطلع فرما دیا۔ اور اُنہیں میں سے قیامت کا علم بھی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دے دیا تھا کہ

marfat.com

قیامت کب آئے گی۔ اس علم کو آپ امت سے چھپائیں :

برادران ملت : غور فرمایئے : یہ ان مفسرین کرام کے اقوال و عقائد ہیں جن کو اگر ملت اسلامیہ کا ستون محکم کہا جائے۔ تو یہ بھی اظہار حقیقت سے کچھ کم ہی ہوگا۔ اور اگر ان مقدس بزرگوں کو آسمان امت کے درخشاں ستاروں سے تعبیر کیا جائے تو یہ بھی کوئی مبالغہ نہ ہوگا۔ اب فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے کہ ان مقدس اولیاء امت کے عقائد ہمارے لیے نجات کا ذریعہ بنیں گے۔ یا ان بارگاہ نبوت کے گستاخوں کی بکواسیں، جنہوں نے علم نبوت کو اس قدر گھٹایا۔ کہ معاذ اللہ : سرور کائنات کے بارے میں یہاں تک لکھ دیا کہ ان کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔ اور معاذ اللہ : ان کا علم جانوروں اور پاگلوں کے مثل ہے۔ توبہ توبہ۔ (نعوذ باللہ منہ)

مسلمانو : ذرا غور تو کرو کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے بتانے ہی سے تو آج مسلمانوں کا بچہ بچہ یہ جانتا ہے کہ قیامت جمعہ کے دن ہوگی۔ اور محرم کی دس تاریخ ہوگی۔ اور قیامت سے پہلے بہت سی نشانیاں ظاہر ہوں گی۔ مثلاً یاجوج ماجوج کا نکلنا۔ دجال کا خروج۔ حضرت مہدی کا ظہور۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول۔ نفخ صور۔ حساب و کتاب وغیرہ۔ یہ ساری باتیں سرور کائنات نے اپنی امت کو بتادی ہیں۔

تو برادران اسلام : للہ انصاف فرمایئے کہ جو ذات اقدس قیامت کا دن قیامت کی تاریخ، قیامت کا مہینہ، قیامت کی سب نشانیاں اپنی امت کو بتادے۔ اس کے بارے میں یہ کہنا کس طرح جائز ہوگا؟ کہ ان کو قیامت کا علم ہی نہیں تھا۔ ہاں صرف ایک چیز یعنی قیامت کا سنہ حضور ﷺ نے اپنی امت کو نہیں بتایا۔ تو اس کا سبب یہی تھا۔ کہ خداوند عالم

marfat.com

نے آپ کو اس کے چھپانے کا حکم دے دیا تھا۔ اور اس میں اللہ و رسول کی بڑی بڑی حکمتیں تھیں۔ چنانچہ ایک بڑی مصلحت اور حکمت یہ بھی تھی کہ اگر حضور قیامت کا سنہ بھی امت کو بتادیتے تو قرآن خدا کا کلام جھوٹا ہو جاتا۔ کیوں کہ حضرت حق جل مجدہ کا ارشاد ہے کہ لا تَأْتِيكُمْ إِلَّا بَغْتَةً یعنی قیامت تو بالکل اچانک ہی آئے گی۔

اب آپ ہی بتایئے کہ اگر دن، تاریخ مہینہ کے ساتھ ساتھ حضور علیہ الصلوۃ والسلام قیامت کا سنہ بھی امت کو بتادیتے تو پھر قیامت کا آنا اچانک کیسے ہوتا۔ لوگ ہمیشہ گنتے رہتے کہ اب قیامت کو اتنے برس اتنے مہینے، اتنے دن باقی رہ گئے ہیں۔ پھر خدا کا فرمان لا تَأْتِيكُمْ إِلَّا بَغْتَةً بالکل غلط اور جھوٹ ہو جاتا۔ پھر کسی چیز کے نہ بتانے سے یہ کب لازم آتا ہے کہ حضور کو اس کا علم نہیں تھا۔ آخر حروف مقطعات اور آیات متشابہات کے معانی کو بھی تو حضور علیہ السلام نے امت کو نہیں بتایا۔ تو کون کہہ سکتا ہے؟ کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو حروف مقطعات اور آیات متشابہات کا علم نہیں تھا۔ اگر کوئی بدنصیب یہ کہہ دے کہ حضور کو قرآن کے حروف مقطعات مثلاً الم وغیرہ کا علم نہیں تھا۔ تو پھر غضب ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ پر ایک لغو فعل کا الزام آئے گا کہ اس نے اپنے حبیب سے ایسی لغت میں کلام فرمایا جس کو اس کے حبیب نے سمجھا ہی نہیں۔ تو یہ بالکل ایسا ہی ہوا کہ جو شخص انگریزی نہیں جانتا اس سے کوئی انگریزی زبان میں گفتگو کرے تو آپ ہی بتایئے کہ اس کو لغویت کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے؟

بہر کیف۔ مسلمانو۔ ہم مسلمانوں اہل سنت کا یہ عقیدہ ہے کہ عالم الغیب والشہادہ نے یقیناً اپنے محبوب کو قیامت کا علم عطا فرمایا ہے۔ اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام خوب جانتے

marfat.com

تھے کہ قیامت کب آئے گی۔

بچہ دانی میں کیا ہے : بہر حال حضرات! قیامت کے بارے میں تو آپ سن چکے۔ اسی طرح ماں کی بچہ دانی میں لڑکا ہے یا لڑکی؟ اس بات کا علم بھی خالق کائنات نے سرور کائنات کو عطا فرمایا تھا۔ چنانچہ مشہور محدث ابو نعیم نے اپنی شہرہ آفاق کتاب دلائل النبوۃ میں ایک حدیث تحریر فرمائی ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی چچی ام الفضل حضور اقدس کے پاس سے گذریں۔ تو آپ نے فرمایا کہ چچی جان! تمہارے حمل میں لڑکا ہے جب یہ پیدا ہو تو اس کو میرے پاس لانا۔ چنانچہ ام الفضل کا بیان ہے کہ میرے فرزند تولد ہوا۔ اور جب میں اس کو خدمت اقدس میں لے کر حاضر ہوئی۔ تو حضور نے اس کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت پڑھی اور اپنا لعاب دہن اس کو چٹایا اور اس کا نام عبد اللہ رکھا اور پھر مجھ سے فرمایا کہ اِذْهَبِیْ بِاَبِی الْخُلَفَاءِ یعنی خلفاء کے باپ کو لے جاؤ۔

حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ مجھے یہ سن کر بڑا تعجب ہوا۔ اور میں نے اپنے شوہر حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے اس کا تذکرہ کیا۔ تو انہوں نے خود دربار نبوی میں حاضر ہو کر دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! آپ نے میرے بچے کے بارے میں ایسا ایسا ارشاد فرمایا ہے؟ تو سرکار دو عالم نے جواب دیا کہ ہاں۔ ہاں۔ میں نے ایسا ہی کہا ہے۔

هُوَ اَبُوا الْخُلَفَاءِ حَتّٰی یَکُوْنَ مِنْهُمُ السَّفَّاحُ حَتّٰی یَکُوْنَ مِنْهُمْ وَ الْمَهْدِیُّ حَتّٰی یَکُوْنَ مِنْهُمْ مَنْ یُّصَلِّی بِعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ

یعنی یہ تمہارا بچہ واقعی خلفاء کا باپ ہے۔ اسی کی نسل سے "سفاح" بھی ہوگا۔ اسی کی اولاد میں "مہدی" بھی ہوگا۔ یہاں تک کہ اسی کی اولاد میں سے کچھ لوگ حضرت عیسیٰ

marfat.com

ابن مریم علیہا السلام کے ساتھ نماز پڑھیں گے۔ (تاریخ الخلفاء ص ۱۵)

برادران ملت: غور فرمایئے! کہ اس حدیث میں رحمت عالم نے صرف اتنا ہی نہیں فرمایا کہ ام الفضل کے شکم میں فرزند ہے بلکہ اس بچے کے مستقبل کے بارے میں یہ سب غیب کی خبریں بھی دے رہے ہیں۔ کے یہ بچہ خلفاء بنو العباس کا مورث اعلیٰ ہوگا۔ اور اس کی نسل سے خلفاء پیدا ہوں گے۔ اور اس کی نسل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول تک باقی رہے گی۔

سبحان اللہ: سبحان اللہ۔ بزرگو اور دوستو: یہ تو حضور خاتم النبیین ﷺ کے علم غیب کی تجلیاں ہیں۔ اجی۔ ان کے علوم و معارف کی وسعتوں کا تو کیا ہی کہنا ہے؟ یہ تو اعلم الخلق ہیں۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

حضرت نوح علیہ السلام جو یقیناً پیارے مصطفےٰ ﷺ کے خوشہ چیں ہیں۔ ان کے علوم کی گہرائیوں کا مقام اتنا ارفع و اعلیٰ ہے کہ وہ خداوند عالم سے اس طرح دعا مانگتے ہیں کہ:

رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ط

یعنی اے میرے رب: زمین پر کسی کافر کو آباد مت چھوڑ۔

اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ط

یعنی اگر تو نے ان لوگوں کو چھوڑ دیا۔ تو یہ لوگ بڑے بڑے بدکار و کفار جنیں گے۔

دیکھ لیجئے۔ حضرت نوح علیہ السلام کی چشم بصیرت کی غیب دانی کا جلوہ کہ کفار مردوں کی

marfat.com

پشت میں جو نطفے تھے۔اور کافرات عورتوں کے رحم میں جو حمل تھے۔وہ لڑکے ہیں یا لڑکیاں انہیں صرف اتنا ہی علم نہیں۔بلکہ آپ تو ان کے بارے میں یہاں تک علم رکھتے تھے کہ ان کے دلوں میں کفر ہوگا یا ایمان۔اور وہ بدکار ہوں گے یا نیکوکار۔

برادران ملت : للہ بتایئے کیا یہ دلائل و شواہد کے اونچے اونچے منارے ہم کو اس بات کی ہدایت نہیں کرتے ؟ کہ خاصان خدا انبیاء و اولیاء کو خدا کی عطا سے مافی الارحام ماؤں کی بچہ دانیوں میں کیا ہے ؟ اس کا علم ہوا کرتا ہے۔ مسلمانو! میں بالکل سچ عرض کرتا ہوں کہ واللہ! ان آیات بینات، اور دلائل و شواہد کے حق نما مناروں پر رشد و ہدایت کے سینکڑوں چراغ جگمگا رہے ہیں۔ جن سے طالبان حق کو نور ہدایت کی روشنی ملتی رہتی ہے مگر اس کا کیا علاج ؟ کہ کچھ ایسے بد نصیب ہر دور میں رہے جن کے کانوں، آنکھوں اور دلوں پر شقاوت کی ایسی مہر لگ چکی ہے کہ وہ نہ حق سنتے ہیں : نہ حق کو دیکھتے ہیں نہ حق کو قبول کرتے ہیں۔افسوس۔

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر

مرد ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر

کل کیا کرے گا ؟ حضرات اسی طرح پانچ علوم میں سے یہ علم کہ "کون کل کیا کرے گا ؟" اس کا علم بھی حضرت حق جل مجدہ نے اپنے پیارے رسول ﷺ کو عطا فرمایا تھا۔ چنانچہ کون نہیں جانتا کہ جنگ خیبر کے دن سرکار دو جہاں نے یہ اعلان فرمایا کہ :

لَاُعْطِیَنَّ ھٰذِہِ الرَّاعِیَۃَ غَدًا رَجُلًا یَفْتَحُ اللّٰہُ عَلٰی یَدَیْہِ یُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ

(مشکوٰۃ باب مناقب علی

marfat.com

یعنی کل میں یہ جھنڈا اس مرد کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ خیبر کو فتح فرمائے گا۔ اور وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔

چنانچہ رحمت عالم نے دوسرے دن جھنڈا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دست حق پرست میں دیا۔ اور انہوں نے خیبر کو فتح کر لیا۔

حضرات! فرمائیے کیا اس حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک دن قبل ہی یہ بتادیا کہ کل حضرت علی خیبر کو فتح کر لیں گے۔ یقیناً اس حدیث سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ اور دنیا میں کوئی ایسا عقل والا نہیں ہو سکتا جو اس کا انکار کر سکے۔ اب آپ سوچیے اور بتائیے کہ یہ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا یعنی کل کون کیا کرے گا؟ کا علم نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے؟

کون کہاں مرے گا؟ اچھا اب پانچ علوم میں سے اس علم کے بارے میں بھی سن لیجئے کہ "کون کہاں مرے گا؟" برادران ملت: اس حدیث کو غالباً آپ صاحبان بار بار سن چکے ہوں گے کہ جنگ بدر کے موقع پر حضور سرور کائنات نے ایک دن قبل ہی ایک چھڑی سے میدان جنگ میں لکیر کھینچ کر یہ فرمادیا تھا کہ یہ فلاں کافر کے قتل ہونے کی جگہ ہے۔ اور یہ فلاں کافر کے مقتول ہونے کا مقام ہے۔ اس حدیث کے راوی کا بیان ہے کہ

فَلَمَّا فَاتَ اَحَدُهُمْ عَنْ مَوْضِعِ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(مسلم ج ۲ باب غزوہ بدر)

یعنی مقتولین کفار میں سے کوئی بھی حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ہاتھ رکھنے کی جگہ سے ایک ذرا بھی نہیں ہٹا۔ جس جگہ جس شخص کے قتل ہونے کی جگہ آپ نے معین

marfat.com

فرمادی تھی۔ اسی جگہ اس کی لاش ملی۔

الغرض میں کہاں تک آپ کو دلائل سناؤں۔ خلاصہ یہ ہے کہ خداوند عالم نے اپنے حبیب کو ہر اس چیز کا علم عطا فرمادیا جس کو حبیب خدا نہیں جانتے تھے۔ یہی اہل سنت و جماعت کا وہ مقدس عقیدہ ہے جو قرآن و حدیث اور تعلیمات صحابہ کا عطر معطر اور نور مقطر ہے۔ پڑھئے درود شریف باآواز بلند

اللھم صل علی سیدنا محمد و علی ال سید نا محمد و بارك و سلم صلوۃ و سلا ما علیك یا رسول الله

علم غیب رسول اور صحابہ کرام : برادران اسلام: اب آخر میں ایک بات اور عرض کر کے میں آپ سے رخصت ہوتا ہوں اور یہ ایسی چبھتی ہوئی بات ہے کہ منکرین کے لیے ایک بہت بڑی دعوت غور و فکر ہے کہ وہ لوگ اس پر ٹھنڈے دل سے غور و فکر کر کے یہ فیصلہ کریں کہ رسول کے علم غیب کا مسئلہ عقائد اسلام کس منزل میں ہے؟

اور وہ بات یہ ہے کہ ہر شخص اس کو تو جانتا اور مانتا ہے کہ قرآن مجید کو سب سے زیادہ جن بزرگوں نے سمجھا وہ صحابہ کرام کی مقدس جماعت ہے۔ آج علماء دیوبند جن جن آیتوں کو پڑھ پڑھ کر رسول کے علم غیب کا انکار کرتے ہیں کیا صحابہ کرام کے علم میں یہ آیتیں نہیں تھیں؟ دنیا بھر میں کون ہے؟ جو یہ کہہ سکتا ہے کہ صحابہ کرام قرآن کی ان آیتوں سے بے خبر تھے۔ نہیں۔ نہیں! ہرگز نہیں۔ خدا کی قسم! یقیناً صحابہ کرام کو ان سب آیتوں کا علم تھا۔ اور اتنا زیادہ علم تھا کہ قیامت تک کسی امتی کو بھی اتنا زیادہ قرآن کا علم نہیں ہوگا۔ کیوں کہ آسمان امت کے ان درخشاں ستاروں نے خود صاحب قرآن کے مشکوۃ نبوت سے علم

marfat.com

قرآن کا نور حاصل کیا تھا۔ اس لیے علم نبوت کا فیضان جس قدر صحابہ کے سینوں میں موجزن ہوا۔ ظاہر ہے کہ دوسروں کو یہ شرف نہ ملا، نہ قیامت تک ملے گا۔

مگر کیا غور کرنے اور سوچنے کی بات ہے کہ ان آیتوں کا مکمل اور پورا پورا علم رکھنے کے باوجود صحابہ کرام بار بار حضور اقدس ﷺ سے غیب کی خبریں دریافت کیا کرتے تھے۔ چنانچہ حدیثوں کی مشہور و مستند کتابوں میں "کتاب الفتن" و "کتاب الرقاق" کی سینکڑوں حدیثیں ایسی ہیں جن میں حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کو غیب کی خبریں دیں تو کیا دنیا کا کوئی عالم یہ بتا سکتا ہے کہ صحابہ نے کبھی بھی یہ کہا ہو کہ یا رسول اللہ! آپ غیب کی خبریں کس طرح دے رہے ہیں؟ قرآن میں تو یہ ہے "خدا کے سوا کوئی غیب جانتا ہی نہیں"

مسلمانو: میں چیلنج دے کر کہتا ہوں کہ قیامت تک کوئی عالم یہ نہیں بتا سکتا کہ کبھی بھی کسی صحابی نے رسول سے غیب کی خبر سن کر یہ کہا ہو۔ بلکہ ہر مکتب خیال کے علماء جانتے ہیں کہ صحابہ کا خود یہ عمل اور دستور رہا کہ وہ ہر بار رسول کردگا ﷺ سے غیب کی خبریں دریافت کیا کرتے تھے۔ اور حضور کی بتائی ہوئی غیب کی خبروں پر ایسا مضبوط و مستحکم ایمان رکھتے تھے کہ جس طرح انہیں سورج کے روشن ہونے کا یقین تھا اس سے زیادہ کہیں زیادہ بڑھ کر انہیں رسول کی بتائی ہوئی غیب کی خبروں پر یقین و اطمینان، بلکہ حق الیقین، اور محکم ایمان تھا۔

میں پوچھتا ہوں کہ علماء دیوبند میں وہ کون سا عالم ہے جو اس حدیث کو نہیں جانتا۔ جس کو امام بخاری نے "باب مایکرہ من کثرۃ السوال" کے تحت نقل فرمایا ہے۔ کہ حضور اکرم ﷺ ایک دن ظہر کی نماز ادا کرنے کے بعد منبر پر رونق افروز ہوئے۔ اور قیامت کے

marfat.com

دن اور قیامت سے پہلے کی بڑی بڑی ہونے والی باتوں کا ذکر فرمایا۔ پھر ارشاد فرمایا کہ جو شخص جس چیز کے بارے میں مجھ سے سوال کرنا چاہے وہ سوال کرلے۔ کیوں کہ خدا کی قسم! میں جب تک اس جگہ میں ہوں۔ تم لوگ جس چیز کے بارے میں بھی مجھ سے سوال کروگے میں تمہیں اس کی خبر دوں گا۔ یہ سن کر لوگ بہت زیادہ رونے لگے۔ اور حضور بار بار فرمانے لگے کہ مجھ سے پوچھو۔ مجھ سے پوچھو۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ حاضرین میں سے ایک شخص کھڑا ہو گیا۔ فَقَالَ اَیْنَ مَدْخَلِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ النَّارُ اس شخص نے کہا یا رسول اللہ میں کہاں داخل ہوں گا؟ جنت میں یا جہنم میں؟ تو سرکار نے فرمایا کہ تیرا ٹھکانا جہنم ہے۔ پھر عبد اللہ بن خدافہ کھڑے ہو گئے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ! میرا باپ کون ہے؟ تو ارشاد فرمایا کہ تیرا باپ خدافہ ہے۔ (بخاری ج ۲۔ ص ۱۰۸۳)

مسلمانو! غور کرو کہ مجمع عام میں حضور اکرم ﷺ لوگوں کو بار بار للکار رہے ہیں کہ تم لوگ جو چاہو مجھ سے پوچھ لو۔ کیوں جناب! یہ بات کہ جو چاہو مجھ سے پوچھ لو یہ کون کہہ سکتا ہے؟ خدا کی قسم! یہ بات تو وہی کہہ سکتا ہے جس کے سینے میں تمام علوم کا خزانہ جمع ہو۔ اور جو علم غیب اور علم شہادت سب کچھ جانتا ہو۔ پھر دو شخصوں نے دو غیب کی خبروں کا سوال کیا۔ ایک کا سوال ہے کہ میں جنتی ہوں یا دوزخی؟ اور دوسرا یہ دریافت کرتا ہے کہ میں کس کے نطفے سے پیدا ہوا ہوں؟ اور سرکار رسالت مآب نے بلا تامل ان غیب کی دونوں خبروں کا جواب بھی دے دیا۔

مسلمانو! کیا بخاری کی اس حدیث نے جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر یہ نہیں بتادیا؟ کہ صحابہ کرام کا یہی عقیدہ تھا کہ سرکار دو جہاں کو خدا کی عطا سے علم غیب حاصل ہے۔ یقیناً اس

marfat.com

حدیث نے اور اس جیسی سینکڑوں حدیثوں نے یہ اعلان کر دیا۔ کہ حضور اقدس ﷺ خود بھی بہت سی غیب کی خبریں دیتے رہے۔ اور صحابہ کا بھی یہی ایمان تھا کہ حضور علیہ الصلوۃ و السلام کو یقیناً علم غیب حاصل ہے۔ ورنہ صحابہ کرام کبھی ہرگز حضور سے غیب کی باتیں نہ دریافت کرتے۔ اور حضور اگر غیب کی خبریں دیتے تو صحابہ ضرور یہ سوال کرتے کہ قرآن میں جب خدا نے یہ فرمادیا کہ خدا کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا۔ تو پھر یا رسول اللہ آپ کو کس طرح غیب کا علم ہو گیا؟ مگر خدا گواہ ہے کہ کبھی بھی صحابہ نے حضور کی بتائی ہوئی غیب کی خبروں پر نہ اعتراض کیا۔ نہ کسی کو اس میں کبھی ذرا برابر شک ہوا۔ بلکہ تاریخ صحابہ سے پتا چلتا ہے کہ صحابہ کرام کھلم کھلا اپنے اس عقیدہ کا اعلان و اظہار فرمایا کرتے تھے کہ نبی ﷺ "غیب داں" ہیں۔ اور علم غیب جانتے ہیں۔ چنانچہ مجھے اس وقت ایک حدیث یاد آگئی۔ جس کو محمد بن اسحاق محدث نے اپنے "مغازی" میں نقل کیا ہے۔

مالک بن عوف کے دو شعر: حضرات! روایت ہے کہ قبیلہ "ہوازن" کے رئیس مالک بن عوف جنگ حنین میں شکست کے بعد طائف بھاگ گئے۔ اس وقت حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے یہ اعلان فرمادیا۔ کہ اگر وہ مسلمان ہو کر پلٹ آئے تو میں اس کے اہل و مال کو واپس لوٹادوں گا۔ چنانچہ وہ مسلمان ہو کر بارگاہ نبوت میں حاضر ہو گئے۔ تو رحمت عالم نے ان کے اہل و مال کو واپس کر دیا۔ رحمت عالم کی اس کریمانہ عنایت کو دیکھ کر مالک بن عوف کے سینے میں جذبہ تشکر سے ان کا دل اس قدر متاثر ہوا کہ انہوں نے جوش عقیدت میں فوراً ہی حضور کی نعت میں ایک قصیدہ مدحیہ پڑھا۔ جس کے دو شعر آپ بھی سنیے اور جذبہ تاثر سے سر دھنیے۔ حضرت مالک بن عوف رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں کہ ۔

marfat.com

مَا اِنْ رَأَیْتُ وَلَا سَمِعْتُ بِوَاحِدٍ
فِی النَّاسِ کُلِّھِمْ کَمِثْلِ مُحَمَّدٍ
اَوْ فِی فَاَعْطٰی لِلْجَزِیْلِ لِمُجْتَدٍ
وَمَتٰی تَشَاءُ یُخْبِرْکَ عَمَّا فِیْ غَدٍ

یعنی تمام انسانوں میں حضرت محمد ﷺ کا مثل نہ میں نے دیکھا نہ سنا۔ جو سب سے زیادہ وعدہ کو پورا کرنے والے اور سب سے زیادہ مال کثیر عطا کرنے والے ہیں۔ اور تم جب چاہو ان سے پوچھ لو۔ وہ کل آئندہ کی خبر تم کو بتا دیں گے۔

حضرات: روایت ہے کہ نعت کے یہ اشعار سن کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان سے خوش ہو گئے اور ان کے لیے کلمات خیر فرماتے ہوئے انھیں بطور انعام ایک حلہ بھی عنایت فرمایا۔ (حاشیہ الدولۃ المکیہ ص ۱۶۷)

حضرت حسان کی ایک نعت: اسی طرح مشہور مداح نبی حضرت حسان بن ثابت صحابی رضی اللہ عنہ کے دو نعتیہ اشعار بھی قابل سماعت اور بڑے ہی ایمان افروز ہیں جو زرقانی علی المواہب جلد (۱) صفحہ ۳۲۷ پر درج ہیں۔ سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔ حضرت حسان کیا فرماتے ہیں؟ سنئے۔

نَبِیٌّ یَرٰی مَا لَا یَرَ النَّاسُ حَوْلَهٗ
وَیَتْلُوْا کِتَابَ اللّٰهِ فِیْ کُلِّ مَشْهَدٍ
فَاِنْ قَالَ فِیْ یَوْمٍ مَقَالَةَ غَائِبٍ
فَتَصْدِیْقُهَا فِیْ ضَحْوَةِ الْیَوْمِ اَوْ غَدٍ

marfat.com

یعنی نبی اپنے گردو پیش میں وہ سب کچھ دیکھتے ہیں۔ جن کو دوسرے تمام انسان نہیں دیکھ پاتے ہیں اور نبی ہر جگہ خدا کی کتاب کی تلاوت فرماتے ہیں۔

اور اگر نبی کوئی غیب کی بات کسی دن فرمادیں تو آج یا کل کے روز روشن میں اس کی تصدیق ہو جاتی ہے

حضرات گرامی: حضرت مالک بن عوف اور حضرت حسان بن ثابت دونوں صحابیوں نے حضور کے دربار میں ان اشعار کو پڑھا۔ جن کا مضمون یہ ہے کہ حضور غیب جانتے اور غیب کی خبر دیتے ہیں مگر شہنشاہ رسالت نے ان اشعار کو سن کر نہ منع فرمایا۔ نہ ان دونوں سے توبہ کا مطالبہ فرمایا۔ بلکہ ان دونوں کے حسن عقیدت کے جذبات کی ہمت افزائی فرماتے ہوئے خوشی کا اظہار فرمایا۔ اور انعام عطا فرمایا۔ اگر واقعی ان شعروں کا مضمون شرک یا کم از کم غلط ہی ہوتا۔ تو خدا کی قسم ضرور ہمارے حضور ان دونوں سے توبہ کراتے اور ہر گز ہر گز کبھی بھی ان شعروں کو سننا گوارا نہ فرماتے۔

انصاری بچیوں کے گیت: حضرات! حضرت مالک بن عوف اور حضرت حسان بن ثابت وغیرہ کا تو خیر بڑے بڑے صحابہ کبار میں شمار ہے۔ اجی۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ حضور کے علم غیب کا مسئلہ دور صحابہ میں اتنا مشہور اور اس قدر شہرہ آفاق تھا کہ ننھی ننھی بچیاں بھی اپنے اشعار اور گیتوں میں حضور کے علم غیب کے نغمے گایا کرتی تھیں۔ چنانچہ بخاری شریف کی روایت ہے کہ حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراء فرماتی ہیں کہ حضور علیہ الصلوۃ و السلام میری شادی کے دن میرے گھر تشریف لائے تو بچیاں دف بجا بجا کر میرے ان باپ داداؤں کا مرثیہ پڑھنے لگیں۔ جو جنگ بدر میں شہید ہوئے تھے۔ اسی درمیان میں اچانک

marfat.com

ایک لڑکی نے نعت شریف کا یہ مصرع پڑھنا شروع کر دیا:

وَفِیْنَا نَبِیٌّ یَعْلَمُ مَا فِیْ غَدٍ

یعنی ہمارے درمیان وہ نبی ہیں جو کل آئندہ میں ہونے والی باتوں کو جانتے ہیں۔

فَقَالَ دَعِیْ هٰذِهٖ وَقُوْلِیْ بِالَّذِیْ كُنْتِ تَقُوْلِیْنَ

(مشکوۃ باب اعلان النکاح)

یعنی حضور نے بچی کی زبان سے یہ مصرع سن کر فرمایا۔ کہ اس مصرع کو رہنے دو۔ اور وہی کہو جو کہہ رہی تھیں۔

برادران ملت: غور فرمائیے کہ یہ انصار کی بچیاں ہیں جو نہایت بے تکلفی کے ساتھ یہ مصرع گاتی ہیں کہ

وَفِیْنَا نَبِیٌّ یَعْلَمُ مَا فِیْ غَدٍ

یعنی نبی غیب دان ہیں جو کل آئندہ کی بات جانتے ہیں۔

مسلمانو: یہ تجربہ ہے کہ چھوٹی بچیوں کی زبانوں پر وہی اشعار اور گانے چڑھ جاتے ہیں۔ جن کا بڑوں میں بہت زیادہ چرچا رہا کرتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ مصرع ان بچیوں کا بنایا ہوا نہیں تھا بلکہ یقیناً کسی بڑے صحابی کا کہا ہوا مصرع تھا۔ جو اس قدر زبان زد خلائق اور مشہور آفاق ہو چکا تھا۔ کہ چھوٹی چھوٹی بچیوں کو بھی یاد ہو گیا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے بچی کی زبان سے یہ مصرع سنا۔ لیکن نہ منع فرمایا۔ نہ یہ فرمایا کہ یہ مصرع شرک ہے یا گناہ ہے۔ بلکہ صرف اتنا فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو اور وہی شہدائے بدر کا مرثیہ پڑھو۔ جو تم پڑھ رہی تھیں۔ اگر اس شعر میں کوئی شرک یا گناہ کی بات ہوتی تو حضور پر حیثیت نبی ہونے کے فرض تھا کہ!

marfat.com

اس سے منع فرماتے۔ لیکن آپ نے اس مصرع کو گناہ نہیں بتایا۔ بلکہ چونکہ شہدائے بدر کے مرثیے سے آپ کو کیف آرہا تھا۔ اس لیے آپ نے یہ فرمایا کہ یہ نہ پڑھو بلکہ وہی پڑھو جو پہلے پڑھا جارہا تھا۔

میں کہتا ہوں کہ اے دنیا بھر کے انصاف پسندو۔ للہ! انصاف کرو۔ اور بتاؤ کہ اس حدیث میں کون سا ایسا لفظ ہے جس سے یہ سمجھا جائے کہ حضور کے لیے کل آئندہ کا علم ماننا شرک ہے۔ بارہا ہماری آپ کی مجلسوں میں ایسا ہوتا ہے۔ اور اہل محفل کو کیف حاصل ہوتا ہے۔ پھر ناگہاں وہی قاری یا نعت خواں کوئی دوسرا رکوع یا دوسری نعت شروع کر دیتا ہے۔ تو سب اہل مجلس پکار اٹھتے ہیں کہ آپ اس کو رہنے دیجئے اور جو پڑھ رہے تھے اسی کو پڑھتے رہیے۔ تو آپ ہی بتایئے؟ کہ اس کا مطلب کیا ہوتا ہے؟ کہ قاری یا نعت خواں نے جو دوسرا رکوع یا دوسری نعت پڑھی وہ شرک یا گناہ یا غلط ہے۔ معاذ اللہ۔ پھر حضور کے ارشاد دَعِیْ هٰذِهٖ کا یہ مطلب کس طرح ہو سکتا ہے؟ کہ "وفینا نبی" یعلم ما فی غد شرک یا گناہ ہے۔

خلاصہ کلام: بہر کیف برادران ملت! میری اس تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ رب العزت جل جلالہ نے جس طرح اپنے حبیب مکرم ﷺ کو بے شمار معجزات اور فضائل و کمالات سے سرفراز فرمایا ہے۔ اسی طرح آپ کو ماکان و مایکون یعنی ماضی و حال اور مستقبل کے علم غیب کا علمی خزانہ بھی عطا فرما دیا ہے۔ جو بلاشبہ آپ کا ایک عظیم الشان معجزہ ہے۔ لیکن خوب اچھی طرح اس مسئلہ کو ذہن نشین کر لیجیے کہ ہم مسلمانان اہلسنت و جماعت کا یہی عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا علم غیب خداوند عالم کا عطا کیا ہوا ہے۔ اور آپ کا یہ علم غیب رفتہ رفتہ بڑھتا رہا۔ یہاں تک کہ آپ کا علم ماکان و مایکون اس وقت مکمل ہو گیا۔ جب پورا قرآن

marfat.com

نازل ہو گیا۔

علم نبوت کی تین قسمیں : اور یہ بھی واضح کر دیتا ہوں کہ یہ بھی عقیدہ ہے کہ خداوند قدوس نے حضور کو تین قسم کے علوم عطا فرمائے تھے۔ ایک تو وہ علوم تھے کہ جنہیں امت کو بتا دینا آپ پر فرض تھا۔ جیسے تمام احکام اسلام دوسرے وہ علوم تھے جن کے بارے میں آپ کو خدا کی طرف سے یہ اختیار دیا گیا تھا کہ جس کو چاہیں بتائیں۔ اور جس سے چاہیں چھپائیں۔ جیسے بہت سے رموز واسرار اور غیب کی خبریں کہ آپ نے خاص خاص صحابہ کو بتایا اور عام امتیوں سے پوشیدہ رکھا۔ تیسرے وہ علوم ہیں جن کا تمام امت سے چھپانا آپ پر فرض تھا۔ جیسے قیامت کا سنہ اور حروف مقطعات اور آیات متشابہات۔ چنانچہ تفسیر روح البیان ج ۳ ص ۱۸۰ پر یہ حدیث تحریر ہے کہ :

فاورثنی علوم الا ولین والا خرین و علمنی علوماً شتی فعلم اخذعهداً علی کتمه و هو علم لا یقدر علی حمله غیری و علم خیر نی فیه و علم امر نی بتبلیغه الی الخاص و العام من امتی

یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے اولین وآخرین کے علوم کا وارث بنایا۔ اور مجھے چند قسم کے علوم عطا فرمائے۔ ایک وہ کہ خدا نے ان کو چھپانے کا مجھ سے عہد لیا۔ اور یہ وہ علوم تھے کہ جن کے اٹھانے کی طاقت میرے سوا کسی میں نہیں تھی۔ اور ایک وہ جن کے بتانے اور چھپانے کے بارے میں خدا نے مجھے اختیار دیا۔ اور ایک وہ علوم جن کے بارے میں خدا نے مجھے یہ حکم دیا کہ ان علوم کو اپنی امت کے ہر خاص و عام تک پہنچا دوں۔ برادران ملت :

marfat.com

الحاصل علم غیب مصطفےٰ ﷺ کے بارے میں اہل سنت کا عقیدہ بالکل بے غبار اور ایمانی صداقت کی روشنی سے پرانوار ہے۔ اس لیے ہم ان لوگوں سے جو اپنے قلم کی نوک اور زبان کے خنجر سے امت مسلمہ کے ایمانی سکون و قرار کو غارت کرتے رہتے ہیں، مخلصانہ گزارش کرتے ہیں کہ للہ: آپ لوگ رسول کے علم غیب کا انکار کر کے مسلمانوں کے شیرازہ کو منتشر نہ کریں اور اتحاد ملت کے مستحکم و مضبوط قلعہ کو اختلاف کے ڈائنامیٹ سے مسمار وملیامیٹ نہ کریں۔ اور بارگاہ مصطفےٰ ﷺ کے علم کو گھٹا کر ان کے دربار عظمت میں سوء ادب کے گناہ عظیم سے باز رہ کر اپنی دنیا و آخرت کو ہلاکت و بربادی سے بچائیں۔ اور مسلمانان اہل سنت کو لازم ہے کہ اپنے عقائد حقہ پر انتہائی عزم واستقامت کے ساتھ قائم رہیں۔ اور دربار نبوت کے گستاخوں سے ہمیشہ دور رہیں۔ مولیٰ عزوجل ہم سب کو نیک توفیق عطا فرمائے اور استقامت کے ساتھ خاتمہ بالخیر نصیب فرمائے۔ (آمین)

وما علینا الا البلغ و اخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین و صلی اللہ تعالی علی حبیبہ محمد و الہ و صحبہ اجمعین۔

marfat.com

پانچواں وعظ

نعرہ رسالت

غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل
یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے
صلی اللہ تعالی علیہ وعلی الہ وسلم

marfat.com

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ فَضَّلَ نَبِیَّہُ الْمُصْطَفٰی عَلَی الْعَالَمِیْنَ جَمِیْعًا ۝ وَاَقَامَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ لِلْمُذْنِبِیْنَ الْخَطَّائِیْنَ الْہَالِکِیْنَ شَفِیْعًا ۝ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ کَانَ فَضْلُہٗ فِی الدَّارَیْنِ رَفِیْعًا ۝ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ اَصَابُوْا بِطَاعَتِہٖ فِی الْجَنَّۃِ مَکَانًا عَلِیًّا ۝ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ وَالْفُرْقَانِ الْکَرِیْمِ ۝

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

لَا تَجْعَلُوْا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَاءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا ط قَدْ یَعْلَمُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ یَتَسَلَّلُوْنَ مِنْکُمْ لِوَاذًا ج فَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ یُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِہٖ اَنْ تُصِیْبَہُمْ فِتْنَۃٌ" اَوْ یُصِیْبَہُمْ عَذَابٌ" اَلِیْمٌ" ط (نور)

حضرات گرامی: میں اپنی تقریر سے پہلے حضرت مولانا حسن بریلوی علیہ الرحمہ کا ایک سلام بارگاہ رسالت میں بطور نذرانہ عقیدت پیش کرتا ہوں۔ آپ حضرات ایک ایک بار آواز بلند درود و سلام کا ورد فرمائیں۔

اللھم صل وسلم علی سیدنا محمد وعلے الہ واصحاب وبارک وسلم

صلوۃ وسلاما علیک یارسول اللّٰہ وعلے الک واصحابک یاحبیب اللّٰہ

اے مدینے کے تاجدار سلام
اے غریبوں کے غمگسار سلام

marfat.com

تیری اک اک ادا پہ اے پیارے
سو، درودیں فدا، ہزار سلام

میرے آقا پہ، میرے پیارے پر
میری جانب سے لاکھ بار سلام

میری بگڑی بنانے والے پر
بھیج اے میرے کردگار سلام

"رَبِّ سَلِّمْ" کے کہنے والے پر
جان کے ساتھ ہو نثار سلام

پردہ میرا نہ فاش حشر میں ہو
اے مرے حق کے رازدار سلام

عرض کرتا ہے یہ حسن تیرا
تجھ پہ اے خلد کی بہار سلام

محترم حاضرین: سورہ نور کی اس نورانی آیت میں رب العزت جل وعلا نے اپنے حبیب مکرم نور مجسم ﷺ کے دربار نبوت کا ایک بڑا ہی پرنور ادب ہم بندوں کو سکھایا ہے۔ جو در حقیقت شان ایمان بلکہ ایمان کی جان ہے۔

حضرات! خالق کائنات جل جلالہ کا ارشاد گرامی ہے کہ:

لَا تَجْعَلُوْا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا

یعنی اے ایمان والو! تم لوگ رسول کے پکارنے کو ایسا نہ ٹھہراؤ جیسا کہ آپس میں تم

marfat.com

لوگ ایک دوسرے کو پکارتے ہو!

میرے بزرگو: اس نورانی تفسیر میں مفسرین کے دو قول ہیں۔ اس آیت پاک کی ایک تفسیر تو یہ ہے کہ اے ایمان والو! جب رسول کریم تم لوگوں کو پکاریں۔ تو تم لوگ میرے رسول کی پکار کو ایسامت سمجھ لو جیسا کہ تم آپس میں ایک دوسرے کے پکارنے کو سمجھتے ہو۔ کیوں کہ تو لوگ کسی کی پکار پر حاضر ہوتے ہو۔ کبھی نہیں۔ کبھی کسی کی پکار کو ٹال دیتے ہو، کبھی کسی کی پکار کو سنی ان سنی کر دیتے ہو۔ مگر محبوب خدا کی پکار کی تو یہ اہمیت و عظمت ہے کہ وہ جب تم کو پکاریں تو تم پر فرض ہو جاتا ہے کہ تم جہاں بھی رہو۔ جس حال میں بھی رہو جس کام میں بھی رہو۔ فوراً ہی رسول کی پکار پر دوڑ کر حاضر ہو جاؤ اور خبردار۔ خبردار۔ کبھی ہرگز ہرگز رسول کی پکار پر حاضری دینے میں اک ذرا دیر نہ لگاؤ ورنہ تمہارے جسم کا رونگٹا رونگٹا اور بدن کا بال بال گناہوں کے وبال میں گرفتار ہو جائے گا۔ اور تم پر قہر ذوالجلال کی ایسی ایمان سوز تجلی گر پڑے گی کہ تم دونوں جہاں میں خراب و خستہ حال ہو جاؤ گے۔ کیوں نہ ہو؟ کہ رسول مکرم خدا کے نائب اکرم اور خلیفۃ اللہ الاعظم ہیں اس لیے رسول کی پکار در حقیقت خدا کی پکار ہے۔ لہٰذا کہاں تمہاری پکار؟ اور کہاں رسول کی پکار؟ دونوں میں بڑا فرق ہے ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

یاد محمد یاد خدا ہے

دعوت حق ہے بلاتے یہ ہیں

اور دوسری تفسیر یہ ہے کہ۔ اے ایمان والو: تم لوگ میرے رسول کو اس طرح نہ پکارا کرو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کو پکارا کرتے ہو بلکہ جب تم لوگ میرے

marfat.com

رسول کو پکارو تو نہایت ہی تعظیم وتکریم اور نرم آواز کے ساتھ انتہائی متواضعانہ و منکسرانہ لہجہ میں "یا رسول اللہ۔ یا نبی اللہ۔ یا حبیب اللہ" کہہ کر پکارا کرو۔ (کنز الایمان وغیرہ)

برادران ملت: اس آیت میں یا پورے قرآن کی کسی آیت میں بھی خداوند قدوس نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ اے مسلمانو: تم لوگ میرے رسول کو مت پکارو بلکہ یہ فرمایا ہے کہ تم لوگ میرے رسول کو پکارو! مگر ہاں! یہ دھیان رکھو کہ میرے رسول کو اس طرح نہ پکارو جیسے کہ تم لوگ آپس میں ایک دوسرے کو پکارا کرتے ہو۔ بلکہ تم پر فرض ہے کہ تم انہیں ایسے انداز خطاب اور معزز القاب سے پکارو۔ جو ان کی عظمت شان کے شایان شان اور تمہاری والہانہ عقیدت اور نیاز مندی کا نشان ہو۔ مطلب یہ ہے کہ تم لوگوں کے آپس میں ایک دوسرے کو پکارنے کے جتنے طریقے ہیں، ان طریقوں سے رسول کو پکارنا حرام و گناہ ہے کیوں کہ تم لوگوں کے آپس میں ایک دوسرے کو پکارنے کے عام طور پر یہ طریقے ہیں کہ کبھی تم لوگ رشتوں کے ساتھ ایک دوسرے کو پکارتے ہو جیسے اے باپ۔ اے ماں۔ اے بھائی۔ اور کبھی نام یا کنیت سے پکارتے ہو۔ جیسے اے زید، اے عمر، اے فلاں کے باپ، اے فلاں کے بیٹے۔ کبھی پیشوں کے ساتھ پکارا کرتے ہو۔ جیسے اے سنار۔ اے لوہار۔ اے مزدور۔

تو مسلمانو! قرآن کی یہ آیت لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا نے یہ بتا دیا۔ کہ خبردار۔ تم لوگ جن طریقوں سے آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو ان طریقوں سے کبھی بھی ہرگز ہرگز رسول کو نہ پکارنا بلکہ ہمیشہ انہیں ایسے طرز خطاب اور گراں قدر القاب سے پکارا کرو جس سے کمال ادب اور حسن تعظیم کی جلالت

marfat.com

نمودار ہو۔ اور رسول کی عظمت ووقار اور رفعت واقتدار کا اظہار ہوتا ہو۔ چنانچہ عارف باللہ حضرت علامہ احمد صاوی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ :

لَا تُنَادُوْهُ بِاسْمِهٖ فَتَقُوْلُوْا يَا مُحَمَّدُ وَبِكُنْيَتِهٖ فَتَقُوْلُوْا يَا اَبَا الْقَاسِمِ بَلْ تُنَادُوْهُ بِالتَّعْظِيْمِ وَالتَّكْرِيْمِ وَالتَّوْقِيْرِ

یعنی حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا نام یا کنیت لے کر نہ پکارو۔ بلکہ ان کو تعظیم و تکریم اور توقیر کے ساتھ پکارو۔ بِاَنْ تَقُوْلُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ يَا اِمَامَ الْمُرْسَلِيْنَ یعنی انہیں یہ کہہ کر پکارو۔ کہ یارسول اللہ۔ یانبی اللہ۔ یاامام المرسلین۔

وَاسْتُفِيْدَ مِنَ الْاٰيَةِ اَنَّهٗ لَا يَجُوْزُ نِدَاءُ النَّبِيِّ بِغَيْرِ مَا يُفِيْدُ التَّعْظِيْمَ لَا فِيْ حَيَاتِهٖ وَلَا بَعْدَ وَفَاتِهٖ

یعنی اس آیت سے یہ سمجھ لیا گیا کہ حضور کو بجز ان القاب کے جن سے تعظیم ظاہر ہوتی ہو کسی دوسرے لفظ سے پکارنا جائز نہیں ہے۔ اور یہ حکم حضور کی حیات پاک میں بھی تھا۔ اور آپ کی وفات کے بعد بھی یہی حکم ہے۔

فَبِهٰذَا يُعْلَمُ اَنَّ مَنِ اسْتَخَفَّ بِجَنَابِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ كَافِرٌ مَلْعُوْنٌ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ (صاوی ج ۳ ص ۱۴۹)

یعنی اس آیت سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جو شخص حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی مقدس جناب میں کوئی بے ادبی کرے وہ کافر اور دنیا و آخرت میں ملعون ہے۔

سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔ خداوند قدوس حضرت علامہ صاوی کی قبر منور کو اپنی رحمت کے پھولوں سے بھر دے کہ آپ نے کتنی نفیس اور ایمان افروز تقریر تحریر فرمائی

marfat.com

ہے۔ اور لَا فِی حَیَاتِہٖ وَلَا بَعْدَ وَفَاتِہٖ فرما کر قیامت تک کے لیے اس مسئلہ کو صاف فرما دیا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی حیات و وفات دونوں ہی حالتوں میں انھیں ایسے نفیس انداز خطاب اور ایسے شاندار القاب سے پکارا جائے کہ جس میں تعظیم و تکریم کا اعلان اور عظمت و احترام کا اظہار ہوتا ہو۔ اور وہ معزز القاب یہ ہیں کہ انھیں یارسول اللہ۔ یاحبیب اللہ۔ یاامام المرسلین کہہ کر پکارا جائے۔ اور ہرگز ہرگز ان کا نام لے کر، یا کوئی رشتہ جوڑ کر یا کسی ایسے لفظ سے انھیں نہ پکارا جائے جس سے عظمت کا اظہار نہ ہوتا ہو۔ چنانچہ صحابہ کرام کی پوری تاریخ زندگی کا مطالعہ کرو۔ صحابہ کرام میں رسول کے طرح طرح کے رشتہ دار موجود تھے۔ حضرت عباس و حضرت حمزہ چچا تھے حضرت علی چچازاد بھائی تھے۔ حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم خسر تھے۔ حضرت عثمان غنی داماد تھے۔ مگر خدا کی قسم! اس آیت کے نازل ہونے کے بعد اس کی کوئی مثال نہیں مل سکتی کہ کبھی حضرت عباس یا حضرت حمزہ نے رسول کو اے بھتیجے کہہ کر پکارا ہو۔ یا حضرت علی نے اے بھائی! کہہ کر پکارا ہو۔ یا حضرت صدیق اکبر اور فاروق اعظم نے اے داماد کہہ کر پکارا۔ اسی طرح ان میں سے کسی نے بھی کبھی نہ یا محمد کہہ کر پکارا۔ بلکہ ہر ایک نے جب بھی پکارا تو یارسول اللہ اور یانبی اللہ ہی کہہ کر پکارا۔ نہ یاابا القاسم۔ نہ یاابن عبداللہ کہہ کر پکارا۔ ہاں البتہ اس آیت کے نزول سے پہلے بعض صحابہ کبھی یا محمد اور یاابا القاسم کہہ کر پکارتے تھے۔ مگر اس آیت کے اترنے کے بعد کسی نے بھی کبھی آپ کو نام لے کر نہیں پکارا۔

رسول کو رشتوں سے پکارنا: برادران ملت: رسول کے رشتہ داروں کے لیے بھی یہ جائز نہیں تھا کہ وہ رسول کو اپنا رشتہ جوڑ کر پکاریں۔ ایسا کیوں ہے؟ اس کو سمجھنے اور

marfat.com

سمجھانے کے لیے میں ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ ذرا غور سے سنئے:

جس وقت کوئی امام امامت کے لیے مصلے پر کھڑا ہوتا ہے تو اس کے پیچھے مقتدیوں میں امام کا باپ، امام کا دادا، امام کا بھائی، امام کا بیٹا بھی ہوتا ہے۔ مگر مسئلہ یہ ہے کہ ہر مقتدی نیت باندھتے وقت یہی کہے گا کہ "اِقْتَدَیْتُ بِھٰذَا الْاِمَامِ" یا اردو میں کہے گا "پیچھے اس امام کے، یہ کہے کہ "پیچھے اپنے بیٹے کے"۔ دادا کہے "پیچھے اپنے پوتے کے" بھائی کہے کہ "پیچھے اپنے بھائی کے" بیٹا کہے کہ "پیچھے اپنے باپ کے" تو کیا اس طرح کہنے سے اقتداء کی نیت درست ہو جائے گی؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ اقتداء کی نیت اسی وقت درست ہو گی؟ جب امام کا باپ اس کا دادا۔ اس کا بھائی۔ اس کا بیٹا سب یہی کہیں کہ "پیچھے اس امام کے" کیوں؟ اس لیے کہ امام جب امامت کے مصلے پر کھڑا ہو گیا۔ تو اب اس کو کسی رشتہ سے یاد کرنا ہی جائز نہیں ہے۔ بلکہ ہر شخص کے لیے خواہ اس کا کتنا ہی قریبی رشتہ دار کیوں نہ ہو اس کو امام ہی کہنا لازم ہے تو اسی طرح جب خدا نے اپنے حبیب کو سارے عالم کا امام بنا کر رسالت کے مصلے پر کھڑا کر دیا تو سارے عالم کو اگرچہ وہ رسول کے کتنے ہی قریبی رشتہ دار کیوں نہ ہوں۔ اب انہیں رسول ہی کہنا پڑے گا۔ اور یا رسول اللہ کہہ کر ہی انہیں پکارنا ضروری ہو گا۔

یا یوں سمجھ لو کہ ہائی کورٹ کا جج یقیناً کسی کا باپ، کسی کا بیٹا، کسی کا پوتا ہے مگر جب وہ ہائی کورٹ میں کرسی عدالت پر بیٹھ گیا تو ہر شخص اس کو جج صاحب ہی کہہ کر پکارے گا۔ اگر عدالت میں اس کا باپ، دادا یا بیٹا کوئی مقدمہ لے کر جائے گا تو ان سب کو بھی ازروئے قانون "جج صاحب" ہی کہہ کر پکارنا پڑے گا۔ اگر جج کے باپ نے جج کو عدالت میں بیٹا کہہ کر پکارا یا دادا نے "پوتا کہہ کر پکارا یا بیٹے نے "ابا" کہہ کر پکارا۔ تو ان سب پر توہین عدالت کا مقدمہ

marfat.com

چل جائے گا۔ اور یہ لوگ سزایاب ہو جائیں گے۔ اس طرح جب احکم الحاکمین نے اپنے محبوب کو رسالت کی اعلیٰ مسند پر رونق افروز فرمایا۔ اور ان کو رسول کے معزز عہدہ سے سرفراز فرمادیا۔ تو اب رسول کے رشتہ دار ہوں، یا غیر رشتہ دار ہر ایک پر فرض ہے کہ انہیں رسول ہی کہے۔ اور انہیں یارسول اللہ کہہ کر ہی پکارے۔ اگر کوئی انہیں بھائی، یا چچا کہہ کر پکارے گا تو یقیناً احکم الحاکمین کی عدالت اس کو مجرموں کے کٹہرے میں کھڑا کر دے گی۔ اور سزا دے گی۔

نعرہ رسالت :برادران ملت : قرآن کی اس آیت اور علامہ صاوی کی تفسیر سے ثابت ہو گیا ہے ہم اہل سنت کا نعرہ رسالت "یارسول اللہ" قرآن نے ثابت اور قرآن کے مطابق ہے۔ کیونکہ اس آیت میں خداوند عالم کا یہی ارشاد ہے کہ تم لوگ رسول کو ان کی ظاہری حیات میں بھی اور وفات کے بعد بھی پکارو۔ مگر جب بھی پکارو تو انتہائی تعظیم کے ساتھ انہیں یارسول اللہ۔ یانبی اللہ یا دوسرے عظمت والے القاب سے پکارو۔

بہر کیف یارسول اللہ کا نعرہ یقیناً ایک ایمانی و اسلامی نعرہ ہے جو بلا شبہ "شعائر اسلام" کہلانے کا مستحق ہے اور یہ اتنا قدیمی نعرہ ہے کہ دور صحابہ میں بھی اس کا چرچا تھا۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک بلکہ قیامت کے دن بھی یہ نعرہ فضائے عالم میں گونجتا ہی رہے گا۔ اور اہل ایمان اس نعرہ پر مچلتے اور بے ایمان اس سے جلتے رہیں گے۔ اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز نے کیا خوب فرمایا ہے کہ ؎

غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل
یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے

marfat.com

برادران ملت: صحابہ کرام نے بھی انتہائی جذبہ عقیدت اور جوش محبت میں "یارسول اللہ" کا نعرہ لگایا ہے۔ چنانچہ مسلم شریف جلد دوم باب حدیث الہجرۃ میں حضرت براء بن عاذب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضور اقدس ﷺ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے۔

فَصَعِدَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ فَوْقَ الْبُيُوْتِ وَتَفَرَّقَ الْغِلْمَانُ وَالْخُدَّامُ فِی الطُّرُقِ يُنَادُوْنَ يَا مُحَمَّدُ يَارَسُوْلَ اللهِ يَامُحَمَّدُ يَارَسُوْلَ اللهِ

یعنی مرد اور عورتیں چھتوں پر چڑھ کر اور بچے اور غلام گلی کوچوں میں متفرق ہو کر یہ نعرہ لگاتے تھے کہ یا محمد یارسول اللہ، یا محمد یارسول اللہ۔

نبی یا ولی کو پکارنا: عزیزان ملت: بعض لوگ اس دور میں یہ کہا کرتے ہیں کہ کسی نبی یا ولی کو دور سے یہ سمجھ کر پکارنا کہ وہ ہماری آواز کو سن لیتے ہیں۔ یہ شرک ہے۔ کیوں کہ دور کی آواز سننا خدا ہی کی صفت ہے۔

مسلمانو: خدا گواہ ہے کہ مجھے ان لوگوں کی اس بے تکی بات پر غصہ بھی آتا ہے۔ اور پھر ان پڑھے لکھے جاہلوں کی جہالت کو سوچ سوچ کر ہنسی بھی آجاتی ہے۔ مسلمانو: میں کہتا ہوں کہ اولاً تو یہی کہنا غلط ہے کہ دور سے کسی آواز کو سننا یہ خدا ہی کی صفت ہے۔ میں کہتا ہوں اور باآواز بلند کہتا ہوں اور زندگی کی آخری سانس تک کہتا رہوں گا کہ دور سے سننا ہرگز خدا کی صفت نہیں ہے۔ کیونکہ دور سے آواز تو وہ سنے گا جو پکارنے والے سے دور ہو گا۔ اور خداوند تعالیٰ کا تو یہ ارشاد ہے کہ

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ

marfat.com

یعنی ہم تو بندوں کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

وَاِذَا سَئَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ

یعنی اے محبوب جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں یہ پوچھیں کہ میں دور ہوں یا قریب؟ تو آپ ان سے فرمادیں کہ میں قریب ہوں۔

مسلمانو: سوچو کہ خداوند کریم ہر شخص سے قریب ہے تو ہر شخص کی آواز اس سے قریب ہوگی یا دور؟ جب ہر شخص کی آواز اس سے قریب ہی ہے تو پھر ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہر آواز کو قریب سے سنتا ہے۔ اور اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ دور کی آواز سننا بھی خدا کی صفت ہے تو قریب کی آواز سننا بھی تو خدا کی صفت ہے۔ تو پھر چاہیے کہ قریب والے کو بھی سننے والا سمجھ کر نہ پکارو۔ ورنہ شرک ہو جائے گا۔ تو پھر نہ کسی قریب والے کو پکارو، نہ کسی دور والے کو پکارو۔ اور سب کو بہرا سمجھ لو اور خود گونگے بنے بیٹھے رہو۔

مسلمانو: ذرا سوچو تو سہی کہیں ٹھکانہ ہے اس ہمالیہ سے بڑی جہالت کا؟ ہم ہزاروں میل دور بیٹھنے والے شخص سے یہ سمجھ کر ٹیلیفون پر گفتگو کرتے اور اس کو پکارتے ہیں کہ وہ ہماری آواز سن رہا ہے۔ تو کیا ایسا سمجھنے سے ہم مشرک ہو جاتے ہیں؟ اگر بجلی کی طاقت سے ہزاروں میل دور والا ٹیلیفون کے ذریعے ہماری پکار کو سن سکتا ہے۔ تو کیا نبی اپنی نبوت اور ولی اپنی ولایت کی خداداد طاقت سے دور کی آواز نہیں سن سکتا؟ کیا بجلی اور ٹیلیفون کی طاقت، نبوت اور ولایت کی طاقت سے بڑھ کر ہے۔ (معاذاللہ)

نماز میں نبی کو سلام: مسلمانو: پھر غور کیجئے کہ کون مسلمان نہیں جانتا؟ کہ نماز میں التحیات پڑھنا واجب ہے۔ بتائیے؟ کہ التحیات میں السلام علیک ایھا النبی ہے یا نہیں؟

marfat.com

قیامت تک ہر نمازی خواہ وہ مشرق میں ہو۔ یا مغرب میں۔ شمال میں ہو یا جنوب میں، رسول سے ہزاروں میل دور ہو یا رسول سے بالکل قریب ہو، اس پر واجب ہے کہ وہ رسول کو پکار کر سلام عرض کرے اور یوں کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِىُّ یعنی اے نبی آپ پر میرا سلام ہو۔

پھر حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی مشہور کتاب احیاء العلوم جلد اول باب چہارم فصل سوم نماز کی باطنی شرطوں میں بیان فرمایا ہے کہ

وَاحْضِرْ فِىْ قَلْبِكَ النَّبِىَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَشَخْصَهُ الْكَرِيْمَ وَقُلْ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِىُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

یعنی نماز میں اپنے دل کے اندر نبی علیہ السلام کو اور آپ کی بزرگ ذات کو حاضر جانو۔ اور کہو کہ السلام علیک ایہا النبی ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔

مسلمانو: بتاؤ۔ کیا یہ دور سے پکارنا نہیں ہے؟ پھر یہ کیسا شرک ہے؟ کہ بغیر اس کے نماز ہی نہیں ہوتی۔

بھائیو: میں تو حیران ہوں کہ آخر ان لوگوں کی نماز کیسے اور کس طرح ہوتی ہے؟ ان کا عقیدہ تو یہ ہے کہ نبی کو دور سے پکارنا شرک ہے۔ اور نماز میں السلام علیك ايها النبی پڑھ کر نبی کو پکارنا واجب ہے۔ تو دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو یہ لوگ نماز میں التحیات پڑھیں گے یا نہیں۔ اگر التحیات پڑھیں گے تو مشرک ہو جائیں گے۔ اور اگر نہیں پڑھیں گے تو نماز ہی نہیں ہوگی۔ افسوس۔ بالکل سچ کہا کسی حقیقت شناس شاعر نے کہ۔

خشت اول چوں نہد معمار کج
تاثریا می رود دیوار کج

marfat.com

یعنی معمار جب پہلی اینٹ ہی ٹیڑھی رکھ دے تو ثریا تک دیوار ٹیڑھی ہی جائے گی۔

ان لوگوں کی یہی اینٹ ٹیڑھی ہو گئی ہے کہ نبی یا ولی کو پکارنا شرک ہے۔ اس لیے اس اینٹ پر جتنی دیوار بھی یہ لوگ بنائیں گے وہ ٹیڑھی ہوتی چلی جائیں گی۔

مسلمانو: سیدھی اینٹ تو یہ ہے کہ نبی کو دور یا نزدیک سے پکارنا ہرگز ہرگز شرک نہیں۔ بلکہ یہ اللہ و رسول کا فرمان ہے کہ تم نبی کو دور و نزدیک ہر جگہ سے پکارو۔

ایک عجیب دعا: چنانچہ ابن ماجہ شریف جو صحاح ستہ میں داخل ہے اور سنی و دیوبندی تمام مدارس میں پڑھائی جاتی ہے۔ اس کتاب کے باب "صلوۃ الحاجۃ" میں عثمان بن حنیف سے روایت ہے کہ ایک نابینا آدمی دربار رسالت میں حاضر ہوئے اور دعا کے خواستگار ہوئے۔ تو حضور سید عالم ﷺ نے انہیں یہ دعا تعلیم فرمائی کہ

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِمُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ قَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ لِتُقْضٰی اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ قَالَ اَبُوْ اِسْحَاقَ ھٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ"

یعنی اے اللہ: میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف نبی رحمت حضرت محمد کے وسیلے سے متوجہ ہوتا ہوں۔ اے محمد ﷺ میں نے آپ کے ذریعے اپنے رب کی طرف اس حاجت میں توجہ کی میری یہ حاجت پوری ہو جائے۔ اے اللہ: میرے لیے حضور کی شفاعت کو قبول فرما۔

مسلمانو! حضور اقدس ﷺ نے قیامت تک کے لیے یہ دعا مسلمانوں کو سکھائی ہے اس میں حضور کو پکارنا بھی ہے۔ اور حضور سے مدد مانگنی بھی ہے۔ یہ دعا مسلمان دور سے

marfat.com

نزدیک سے حضور کی ظاہری حیات میں، اور ان کی وفات کے بعد، قیامت تک مانگتے رہیں گے اور نبی کو پکارتے اور ان سے مدد طلب کرتے رہیں گے۔

مسلمانو! خدا کے لیے مجھے بتاؤ؟ کیا نبی آخر الزمان نے اپنی امت کو شرک کی تعلیم دی ہے؟ توبہ نعوذ باللہ! نبی تو دنیا میں شرک کو مٹانے کے لیے بھیجے گئے ہیں، نہ کہ شرک پھیلانے کے لیے۔ مگر افسوس! کہ ان نادانوں نے اس طرح شرک کا کیچڑ اچھالا۔ کہ نہ صرف صالحین امت پر شرک کا دھبہ لگایا بلکہ نبی کے دامن عصمت کو بھی داغدار کر ڈالا۔ اور ملت اسلامیہ کے پرچم وحدت کو تار تار کر ڈالا۔

حضرات گرامی: فتاویٰ عالمگیری جلد اور کتاب الحج زیارت قبر نبوی کے آداب اور فقہ کی دوسری کتابوں میں صاف صاف یہ حکم شریعت لکھا ہوا ہے کہ روضہ منورہ کے حضور میں السلام علیك یا رسول الله اور حضرت صدیق اکبر کی قبر انور کے سامنے السلام علیك یا خیفة رسول الله اور حضرت فاروق اعظم کی قبر معظم کے روبرو السلام علیك یا امیر المؤمنین کہہ کر سلام عرض کرنا چاہیے۔

مسلمانو! بتاؤ؟ کیا یہ نبی اور ولیوں کو پکارنا نہیں ہے؟ اگر نبی یا ولی کو پکارنا شرک ہوتا یہ فقہائے امت کس طرح اس کا حکم دے سکتے تھے۔

مسلمانو! اس موقعہ پر بھی منکرین کی ایک لمبی چوڑی جہالت سنئے: یہ لوگ ان عبارتوں کو سن کر کہہ دیا کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں السلام علیك یا رسول الله کہنا جائز و درست ہے۔ کیوں کہ نبی سلام کرنے والے کے قریب ہیں مگر مدینہ سے دور ہندوستان پاکستان وغیرہ میں یہ کہنا شرک ہے۔ کیوں کہ نبی ہندوپاکستان سے بہت دور ہیں

marfat.com

مسلمانو! دیکھا آپ نے؟ کیا اس پاگل پن کا بھی کوئی علاج ہے؟ کہ ایک چیز مدینے میں تو شرک نہ ہو۔ اور ہندوستان میں شرک ہو۔ کیا دنیا میں اس کی کوئی اور مثال ہے؟ کہ کوئی عمل ایک شہر میں تو شرک ہو اور دوسرے شہر میں جائز ہو۔ اے بھائیو۔ جو چیز شرک ہوگی وہ تو زمین و آسمان میں ہر جگہ شرک ہی ہوگی۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ کہ ایک ہی چیز ایک شہر میں تو شرک ہو۔ اور دوسرے شہر میں جائز ہو۔ مگر بھائی کمال ہے ان مولویوں کے اندھے مقلدین کا کہ ان کے مولوی جو کچھ ان لوگوں کو سمجھا دیتے ہیں۔ بس یہ لوگ آنکھ بند کر کے اس کو تسلیم کر لیتے ہیں۔ درحقیقت ان لوگوں کی مثال بالکل اس چالاک عورت اور اس کے بدھو شوہر کی ہے۔ جو اپنی چرب زبانی سے شوہر کا منہ بند کئے ہوئے تھی۔

دلچسپ لطیفہ : غالباً آپ لوگوں نے سنا ہوگا کہ ایک بدھو میاں نے کسی عورت سے نکاح کیا۔ اور نکاح کے دن سے ٹھیک تین مہینے پر اس عورت کے بچہ پیدا ہو گیا۔ جب شہر میں اس کا غوغا ہوا۔ اور لوگوں نے بدھو میاں سے کہا کہ : اجی : یہ تین ہی مہینے میں تمہارا اپنا کیسے پیدا ہو گیا؟ تو بدھو میاں کے کان بھی کھڑے ہوئے۔ اور بیوی سے کہا کہ بیگم : یہ تو بتاؤ : کہ تین ہی مہینے میں تمہارے لڑکا کیسے پیدا ہو گیا؟ چالاک عورت نے تڑپ کر کہا کہ تم بڑے بے وقوف ہو۔ کون کہتا ہے کہ تین مہینے میں لڑکا پیدا ہوا ہے؟ لڑکا تو پورے نو مہینے میں پیدا ہوا ہے۔ بدھو میاں نے کہا کہ وہ کیسے؟ بیگم نے کہا کہ افسوس۔ تم کو حساب تو بالکل آتا ہی نہیں۔ اچھا تم یہ بتاؤ؟ کہ تمہارے نکاح کو کتنے دن ہوئے؟ بدھو میاں نے کہا کہ تین مہینے۔ پھر بیگم نے کہا اور میرے نکاح کو کتنے دن ہوئے؟ بدھو میاں نے جواب دیا کہ تین

marfat.com

مہینے۔ پھر ڈگم نے کہا کہ اور لڑکا کتنے مہینے میں پیدا ہوا؟ بدھو میاں نے جواب دیا کہ تین مہینے میں۔ پھر ڈگم نے کہا کہ اب حساب جوڑ لو۔ تین مہینے تمہارے نکاح کو ہوئے۔ اور تین مہینے میرے نکاح کو ہوئے۔ چھ مہینے ہو گئے اور تین مہینے میں لڑکا پیدا ہوا۔ اب کہو پورے نو مہینے ہو گئے یا نہیں؟ یہ حساب کا ہیر اسن کر بدھو میاں ریشہ خطمی بن گئے۔ اور کہنے لگے کہ ہاں اب میں سمجھ گیا۔ تین کو تین میں ضرب دینے سے پورے نو ہو جاتے ہیں۔ بس اس کے بعد اب جو بھی بدھو میاں سے کہتا کہ تین مہینے میں لڑکا کیسے ہو گیا۔ تو بدھو میاں لڑنے کو تیار ہو جاتے اور یہی کہتے کہ تم کو حساب تو آتا نہیں۔ اور آگئے اعتراض کرنے۔ میں نے حساب سمجھ لیا ہے کہ لڑکا پورے نو مہینے میں پیدا ہوا ہے۔ دنیا کہتے کہتے تھک گئی مگر بدھو میاں یہی کہتے رہے کہ میں نے حساب سمجھ لیا ہے۔ لڑکا نو مہینے میں پیدا ہوا ہے۔

مسلمانو: بس یہی حال ان اندھے مقلدین کا ہے کہ ان کے مولویوں نے ان کو ایسا اوندھا حساب سمجھا دیا ہے کہ یہ "ابجد ہوز" قسم کے بدھو لاکھ ان کو سمجھاتے رہو کہ نبی یا ولی کو پکارنا شرک نہیں ہے۔ مگر یہ لوگ یہی کہتے رہیں گے کہ صاحب: ہمارے مولوی جی نے ہم کو یہ سمجھا دیا ہے کہ "غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے"۔ اس لیے اب ہم کسی عالم کی کوئی بات سننے اور ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔

بزرگان دین کا عمل : بہر کیف مسلمانو! نبی یا ولی کو دور سے پکارنا ہرگز ہرگز شرک نہیں۔ بلکہ ان اللہ والوں کو دور سے پکارنا دور صحابہ سے آج تک بزرگان دین کا معمول رہا ہے۔ اور انشاء اللہ تعالے قیامت تک بلکہ قیامت میں بھی یہ عمل خیر جاری رہے گا۔

مسلمانو! اگر میں اس مجلس میں یہ سنانا شروع کروں کہ کن کن بزرگوں نے مدینہ

marfat.com

سے دور ہوتے ہوئے رسول کو پکارا ہے۔ اور مدد طلب کی ہے۔ تو سارا وقت اسی میں خرچ ہو جائیگا۔ مگر پھر بھی بات آگئی ہے تو بطور نمونہ چند اشعار سن ہی لیجئے۔

اہل بیت نبوت کے روشن چراغ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کربلا سے واپسی پر اپنے ایک قصیدہ میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے استمداد کرتے ہوئے عرض فرماتے ہیں کہ ۔

یَا رَحْمَةً لِلْعَالَمِیْنَ اَدْرِکْ لِزَیْنِ الْعَابِدِیْنَ

مَحْبُوْسٍ اَیْدِی الظَّالِمِیْنَ فِیْ مَوْکِبٍ وَّ الْمُزْدَحَمْ

یعنی اے رحمۃ للعالمین: زین العابدین کی مدد کیجئے۔ جو سواروں کے ہجوم کے اندر ظالموں کے ہاتھوں میں قید ہے۔

اسی طرح حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ جُن کے ہم اور آپ ہی نہیں بلکہ تین چوتھائی دنیا جن کی مقلد ہے۔ اپنے ایک قصیدہ میں عرض کرتے ہیں کہ ۔

یَا سَیِّدَ السَّادَاتِ جِئْتُكَ قَاصِدًا

اَرْجُوْا رِضَاكَ وَاَحْتَمِیْ بِحِمَاكَ

یعنی اے سرداروں کے سردار: میں دلی قصد کے ساتھ آپ کے حضور آیا ہوں۔ اور اپنے آپ کو آپ کی پناہ میں دیتا ہوں۔

اسی طرح قصیدہ بردہ شریف میں حضرت علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شعر ہے کہ ۔

marfat.com

يَا اَكْرَمَ الْخَلْقِ مَالِیْ مَنْ اَلُوْذُ بِہٖ

سِوَاكَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ

یعنی اے تمام مخلوق میں سب سے زیادہ بزرگ :آپ کے سوا میرا کوئی نہیں ہے کہ میں مصیبت عامہ کے وقت جس کی پناہ لوں۔

حضرت مولانا جامی علیہ الرحمہ جن کے عاشق رسول اور ولی ہونے میں کوئی شبہ نہیں :ان کا بھی ایک کیف آور شعر سن لیجیے۔

زمہجوری بر آمد جان عالم

ترحم یا نبی اللہ : ترحم

آپ کی جدائی میں عالم کی جان نکل رہی ہے۔اے اللہ کے نبی رحم فرمایئے۔رحم فرمایئے۔

حضرت شمس تبریزی رحمتہ اللہ علیہ کی کرامتوں اور ان کی ولایت کو کون نہیں جانتا؟وہ کس طرح حضور اقدس ﷺ کو پکارتے ہیں۔ذرا یہ بھی سن لیجے۔

یا رسول اللہ حبیب خالق یکتا توئی

برگزیدہ ذوالجلال پاک بے ہمتا توئی

سبحان اللہ۔ مسلمانو! دیکھ لو۔ ان سب بزرگوں نے اپنے اپنے اشعار میں حضور جان عالم ﷺ کو ان کی وفات کے بعد دور دور سے پکارا بھی ہے اور مدد بھی طلب کی ہے۔

اب کہیے ؟کیا ہے کسی میں ہمت ؟جو ان دینداری اور ایمان کے پہاڑوں پر شرک کا فتویٰ لگا دے۔کون ہے جو ان بزرگان دین کو مشرک کہہ سکتا ہے؟توبہ نعوذباللہ منہ۔

اور سنئے : مدرسہ دیوبند کے بانی اول مولوی قاسم نانوتوی صاحب دربار رسالت میں کیا

marfat.com

عرض کرتے ہیں؟ ۔

کرم کرائے کرم احمدی: کہ تیرے سوا
نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار

اور سنئے : سنی و دیوبندی دونوں جماعتوں کے پیر جناب حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ نے کس طرح سرکار مدینہ ﷺ کے دربار میں رسول کو پکار کر استمداد و استغاثہ کیا ہے۔

جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں
تم اب چاہو ڈباؤ، یا تراؤ "یا رسول اللہ!"

مسلمانو! کہاں ہیں وہ لوگ؟ جو ہم غریب سنی مسلمانوں کو "یارسول اللہ" کا نعرہ لگانے پر مشرک کہا کرتے ہیں۔ ذرا اپنے گھر کی خبر لیں کہ ان کے تیروں سے کون کون؟ اور کیسے کیسے لوگ زخمی ہو رہے ہیں۔ ہم تو ان اناڑیوں سے اس کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں؟ کہ ۔

یوں چلے آؤ نہ برچھی تان کر
اپنا بے گانہ ذرا پہچان کر

دور سے پکارنا شرک نہیں : حضرات گرامی! اب میں چاہتا ہوں کہ اس مسئلہ پر کچھ اور بھی روشنی ڈال دوں کہ کسی نبی یا ولی کو دور سے پکارنا۔ اور یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ تعالیٰ میری آواز انہیں سنا دے گا۔ ہر گز ہر گز یہ شرک نہیں ہو سکتا۔ قرآن مجید میں ہے کہ جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوۃ والسلام خانہ کعبہ کی تعمیر سے فارغ ہو چکے تو خداوند عالم

marfat.com

نے ان کو یہ حکم دیا کہ :

وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰی كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ ۙ (حج)

یعنی اے ابراہیم! آپ تمام لوگوں میں حج کی ندا کر دیجئے۔ لوگ آپ کے پاس آئیں گے پیادہ اور ہر لاغر اونٹنی پر کہ وہ ہر دور کی راہ سے آتی ہیں۔ چنانچہ تفسیر جلالین شریف میں اسی آیت کے تحت لکھا ہوا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کوہ ابو قبیس پر چڑھ گئے۔ اور اس طرح پکارا کہ :

یا ایُّھا النَّاسُ اِنَّ رَبَّكُمْ بَنٰی بَیْتًا وَّ اَوْجَبَ عَلَیْكُمُ الْحَجَّ فَاَجِیْبُوْا رَبَّكُمْ

یعنی اے انسانو: تمہارے رب نے ایک گھر بنوایا ہے۔ اور تو لوگوں پر حج فرض کیا ہے لہٰذا تم لوگ اپنے رب کی پکار کو قبول کرو۔ آپ نے اتر، دکھن، پورب پچھم چاروں طرف منہ کر کے یہ ندا فرمائی۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس پکار کو تمام عالم میں پہنچا دیا۔ اور سب نے سن کر جواب بھی دیا۔ چنانچہ صاحب جلالین فرماتے ہیں کہ :

فَاَجَابَهٗ كُلُّ مَنْ كُتِبَ لَهٗ اَنْ یَّحُجَّ مِنْ اَصْلَابِ الرِّجَالِ وَاَرْحَامِ الْاُمَّهَاتِ لَبَّیْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ (جلالین)

یعنی ہر وہ شخص جس کی تقدیر میں حج لکھا تھا۔ یہاں تک کہ جو لوگ ابھی مردوں کی پیٹھوں اور عورتوں کی بچہ دانیوں میں تھے سب نے اس پکار کے جواب میں لبیک اللھم لبیک کہا۔

برادران ملت: غور فرمائیے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوۃ والسلام نے مکہ مکرمہ کے پہاڑ پر کھڑے ہو کر تمام عالم کے انسانوں کو دور سے پکارا اور تمام انسانوں تک

marfat.com

خدا نے ان کی اس پکار کو پہنچا دیا۔ اور قیامت تک پیدا ہونے والے تمام حجاج نے اس پکار کا جواب بھی دیا۔ اب آپ ہی بتائیے؟ کہ اگر دور سے کسی کو پکارنا شرک ہوتا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خداوند عالم کس طرح اس کا حکم دیتا؟ اور کس طرح بھلا خدا کے ایک اولوالعزم پیغمبر ایک شرک کے مرتکب ہوتے؟

برادران ملت! اس سے پتہ چلتا ہے کہ نہ تو کسی کو دور سے پکارنا شرک ہے۔ نہ یہ عقیدہ رکھنا شرک ہے کہ اللہ تعالیٰ میری پکار دور والوں کو سنا دے گا۔ مسلمانو! بھلا کسی کو دور سے پکارنا کیوں کر شرک ہو سکتا ہے؟

غیر اللہ سے استعانت : جب کہ خود حضور اکرم ﷺ نے اپنی امت کو حکم دیا ہے کہ تم لوگوں کو اگر کہیں مدد طلب کرنے کی ضرورت پیش آجائے۔ تو اللہ کے بندوں کو پکار کر ان سے امداد طلب کرو۔ چنانچہ حصن حصین شریف صفحہ ۲۰۲ پر ایک حدیث ہے کہ :

اذا اراد عونا فلیقل یاعباد اللّٰہ اعینونی یاعباد اللّٰہ اعینونی یاعباد اللّٰہ اعینونی

یعنی اگر کوئی مسلمان کسی بیابان میں مدد طلب کرنا چاہے تو اس کو چاہیے کہ دو تین مرتبہ باآواز بلند اس طرح پکارے کہ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ تو اللہ کے بندے فرشتے یا جن یا رجال الغیب اس کی امداد کریں گے۔ حضرات! ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح "الحرز الثمین" میں فرماتے ہیں کہ

هٰذا حدیثٌ "حَسَنٌ" "یَحْتَاجُ اِلَیْهِ الْمُسَافِرُوْنَ وَاَنَّهٗ عَمَلٌ" "مُجَرَّبٌ"

یعنی یہ حدیث حسن ہے۔ اور مسافروں کو اس کی ضرورت ہے اور یہ یقیناً ایک مجرب عمل ہے۔

marfat.com

مسلمانو! غور کرو کہ اس حدیث میں حضور اکرم نے سنسان بیابان میں مشکل کے وقت رجال الغیب کو پکارنے اور ان سے مدد مانگنے کا حکم فرمایا ہے۔ اب کون ہے؟ جو اس فرمان رسول کو شرک قرار دے کر منع کر سکتا ہے۔

ایک عجیب عمل: حضرات! اس موقع پر مجھے ایک اور عمل بھی یاد آگیا جو در مختار جلد سوم کے باب اللقطہ میں لکھا ہوا ہے۔ یہ عمل سننے اور یاد رکھنے کے قابل ہے۔ صاحب در مختار لکھتے ہیں کہ جس شخص کی کوئی چیز گم ہو جائے اس کو چاہیے کہ وہ کسی بلند جگہ پر قبلہ رو کھڑا ہو۔ اور سورہ فاتحہ پڑھ کر اس کا ثواب حضور اکرم ﷺ کے دربار میں ہدیہ کرے۔ اور سیدی احمد بن علوان کی روح کو بھی ایصال ثواب کرے پھر یہ کہے کہ:

یَا سَیِّدِیْ اَحْمَدَ بْنَ عَلْوَانَ اِنْ لَّمْ تَرُدَّ عَلَیَّ ضَالَّتِیْ وَ اِلَّا نَزَعْتُكَ مِنْ دِیْوَانِ الْاَوْلِیَاءِ

یعنی اے میرے آقا احمد بن علوان: اگر آپ نے میری گم شدہ چیز واپس نہیں لوٹا دی تو میں آپ کو اولیاء کے دفتر سے نکال دوں گا۔ صاحب در مختار فرماتے ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس عمل کی برکت سے گم شدہ چیز مل جائے گی

مسلمانو! دیکھ لو۔ اس عمل میں سیدی احمد بن علوان کو ان کی وفات کے بعد دور سے پکارنا بھی ہے اور ان سے مدد مانگنا بھی ہے۔ مسلمانو! یہ کسی گانجہ پینے والے چھیدی، بقر عیدی بابا کا بتایا ہوا عمل نہیں ہے بلکہ در مختار کے مصنف کا بتایا ہوا عمل ہے۔ جن کی کتاب پر متقیان احناف کے فتاویٰ کا دارومدار ہے۔ مسلمانو! اب کس کی مجال ہے کہ حنفیوں کے اس فقیہ اعظم کو مشرک کہے گا؟

marfat.com

مردوں کو پکارنا شرک نہیں : حضرات! اب ایک مسئلہ اور رہ جاتا ہے کہ مردوں کو پکارنا شرک ہے یا نہیں؟ تو صاحبو! ہم اہل سنت وجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ نہ زندوں کو پکارنا شرک ہے نہ مردوں کو پکارنا شرک ہے۔ بلکہ مردوں کو پکارنے اور ان کو سلام کرنے کا تو شریعت میں حکم دیا گیا ہے۔ کون نہیں جانتا؟ کہ قبرستان میں جاکر السلام علیکم یا اھل القبور کہہ کر قبرستان کے مردوں کو پکارنا اور ان کو سلام کرنا حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی سنت اور ان کا حکم ہے۔

برادران ملت! مسلمان مردوں اور حضرات انبیاء واولیاء کو پکارنا تو کیا شرک ہوگا؟ قرآن مجید میں تو یہاں تک لکھا ہوا ہے کہ مردہ پرندوں کو پکارنا بھی شرک نہیں۔ چنانچہ قرآن عظیم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مشہور واقعہ ہے کہ آپ نے ایک مرتبہ جناب باری میں یہ عرض کیا۔ الہ العالمین! تو مجھے دکھلادے کہ تو مردہ کس طرح زندہ فرمائے گا؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہا کہ اے میرے خلیل! تم چار پرندوں کو پالو! اور انہیں کھلا پلا کر ہلاؤ ملاؤ۔ جب وہ تم سے اچھی طرح ہل مل جائیں۔ تو تم انہیں ذبح کر کے ان کا قیمہ بناؤ۔ اور چند پہاڑوں پر تھوڑا تھوڑا قیمہ رکھ دو۔ ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِينَكَ سَعْيًا : پھر تم ان پرندوں کو پکارو۔ تو وہ دوڑتے ہوئے تمہارے پاس چلے آئیں گے۔

چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک مرغ ایک کبوتر، ایک مور ایک گدھ چار پرندوں کو پالا۔ پھر ان سب کو ذبح کر کے ان کا قیمہ بنایا۔ اور چند پہاڑوں پر رکھ کر ان چاروں پرندوں کو پکارا۔ تو وہ سب زندہ ہو کر دوڑتے ہوئے آپ کے سامنے آگئے۔ اور آپ نے مردہ زندہ ہوتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ (سورہ بقر۔ تفسیر بیضاوی وغیرہ)

marfat.com

محترم حاضرین کرام: غور فرمائیے کہ خداوند عالم نے ثُمَّ ادْعُهُنَّ فرما کر اپنے خلیل جلیل کو مردہ چڑیوں کے پکارنے کا حکم فرمایا۔ اور حضرت خلیل اللہ نے ان مردہ پرندوں کو پکارا۔ مسلمانو! اب تم فیصلہ کرو کہ جب مردہ چڑیوں کو پکارنا شرک نہیں ہوا۔ تو پھر انبیاء واولیاء اور شہداء کو پکارنا کس طرح اور کیوں کر شرک ہو سکتا ہے۔

مگر افسوس کہ منکرین قرآن ان آیتوں کو پڑھتے، پڑھاتے اور خوب جانتے ہیں۔ لیکن ہائے افسوس کہ جانتے تو ہیں مگر مانتے نہیں۔ اور بڑی مشکل یہ ہے کہ نہ جاننے والوں کو تو سمجھانا آسان ہے مگر جاننے والوں کو سمجھانا بڑا ہی مشکل ہے۔ مثل مشہور ہے کہ سوتے کو جگانا آسان ہے۔ مگر جاگتے کو جگانا بہت مشکل ہے۔

منکرین کی دلیل کا رد: برادران ملت: بہر کیف یہ مسئلہ اب سورج کی روشنی کی طرح چمکتا ہوا آپ کے سامنے آ چکا کہ کسی کو دور سے پکارنا یا کسی کو وفات کے بعد پکارنا ہر گز ہر گز شرک نہیں ہے۔ اب اس سلسلے کی ایک آخری کڑی یہ رہ جاتی ہے کہ "نعرہ رسالت" یا "نعرہ غوثیت" کے منکرین اکثر قرآن مجید کی یہ دو آیتیں پڑھ پڑھ کر انبیاء اولیاء کو پکارنے کو حرام یا شرک کہا کرتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اس پر بھی کچھ روشنی ڈال دوں۔ اچھا سنئے پہلی آیت تو یہ ہے کہ:

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ (یونس)

اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں کہ اللہ کے سوا ان کو مت پکارو جو تم کو نفع و نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

marfat.com

اور دوسری آیت یہ ہے کہ

قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَالَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا (انعام)

اور اس کا ترجمہ یہ کرتے ہیں کہ تم فرمادو۔ کیا ہم اللہ کے سوا ان چیزوں کو پکاریں جو نہ ہم کو نفع پہنچا سکتے ہیں۔ نہ نقصان دے سکتے ہیں۔

مسلمانو! خدا کی قسم منکرین ان آیتوں کے ترجموں میں بڑی زبردست خیانت کرتے ہیں۔ کیوں کہ تفسیر جلالین پڑھنے والا طالب علم بھی جانتا ہے کہ اس طرح کی تمام آیتوں میں "یدعون" کا ترجمہ پکارنا نہیں ہے۔ بلکہ "یعبدون" "پوجنا" ہے اور ان آیتوں کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو "مت پوجو" ورنہ پھر وہ آیات اور احادیث جن میں خدا کے غیر کو پکارا گیا ہے۔

سب میں شرک ہی شرک ہو جائیگا۔ آپ ہی بتایئے کہ اگر خدا کے سوا کسی دوسرے کو پکارنا شرک ہو جائے۔ تو پھر زندہ کو پکارو۔ یا مردہ کو پکارو۔ نزدیک والے کو پکارو یا دور والے کو پکارو۔ باپ کو پکارو یا ماں کو پکارو، بھائی کو پکارو یا بہن کو پکارو، سب شرک ہی شرک ہو جائے گا۔ پھر تو دنیا بھر میں شرک سے کوئی بچ ہی نہیں سکتا۔

مسلمانو! ان نادانوں کو اتنا بھی نہیں معلوم کہ شرک کس کو کہتے ہیں؟ اور ارے بھائیو! شرک کے معنی یہ ہیں کہ خدا کے غیر کو خدا کی ذات یا صفات میں شریک کرنا۔ للہ بتاؤ تو! کہ کسی کو پکارنا کیا اس کو خدا کی ذات یا صفات میں شریک کرنا ہے؟ اگر ایسا نہیں ہے۔ اور یقیناً نہیں ہے تو پھر یہ کس طرح شرک ہو سکتا ہے؟

بہر کیف برادران ملت: مجھے آپ لوگوں سے یہ عرض کرنا ہے کہ یہ دور بڑے

marfat.com

فتنوں کا دور ہے۔ نئے نئے مذہب اور نئی نئی جماعتیں قدم قدم پر آپ کو نظر آئیں گی۔ در حقیقت مجھے تو ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ وہ دور پر فتن آگیا جس کے بارے میں حضور رحمت عالم ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ سمندر کی موجوں کی طرح فتنہ موجیں مارتا ہوا آئے گا۔ اور ان فتنوں کا یہ اثر ہوگا کہ آدمی صبح کو مسلمان رہے گا اور شام کو کافر ہو جائے گا۔ اور شام کو مسلمان رہے گا اور صبح کو کافر ہو جائے گا۔ لہٰذا میں آپ لوگوں سے دست بستہ عرض کرتا ہوں کہ آپ لوگ اپنے پرانے مذہب یعنی مذہب اہل سنت وجماعت پر پہاڑ کی طرح مضبوطی سے قائم رہیں اور اپنے ایمان کے نشان نعرہ تکبیر اور نعرہ رسالت کا پرچم عظمت بلند کرتے رہیں۔ اور ان نعروں کے منکرین کو دشمن رسول سمجھ کر ان سے بچتے رہیں۔ اسی میں دین کی حفاظت اور تمہاری فلاح دارین کا راز ہے۔

اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ ؎

دشمن احمد پہ شدت کیجئے — ملحدوں کی کیا مروت کیجئے
ذکر ان کا چھیڑیئے ہر بات میں — چھیڑنا شیطان کا عادت کیجئے
مثل فارس زلزلے ہوں نجد میں — ذکر آیات ولادت کیجئے
کیجئے چرچا انہیں کا صبح و شام — جان کافر پر قیامت کیجئے
شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب — اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے
بیٹھتے اٹھتے حضور پاک سے — التجا و استعانت کیجئے
نعرہ کیجئے یا رسول اللہ کا — مفلسو! سامان دولت کیجئے

غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل
یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے

marfat.com

پڑھئے درود شریف :

اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد وعلی الہ وصحبہ وبارک وسلم

برادران ملت : بہر کیف میں نے آپ کا بہت کافی وقت لے لیا۔ اب میں چاہتا ہوں کہ پوری آیت کریمہ کا ایک مرتبہ ترجمہ کر کے آپ سے رخصت ہو جاؤں۔ لہذا غور سے سنئے۔ رب تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ :

لَا تَجْعَلُوْا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا

یعنی اے ایمان والو : تم لوگ رسول کے پکارنے کو ایسانہ ٹھہرالو۔ جیسا کہ آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ط

بے شک اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جانتا ہے جو تم میں سے چپکے سے نکل جاتے ہیں۔ کسی چیز کی آڑ لے کر۔

فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○

لہذا وہ لوگ ڈریں جو رسول کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں کہ انہیں کوئی فتنہ پہنچے یا ان پر دردناک عذاب پڑے۔

برادران ملت : آیت مبارکہ کا آخری حصہ ان منافقین کے بارے میں نازل ہوا ہے۔ جن پر جمعہ کے دن مسجد نبوی میں حاضر ہو کر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا خطبہ سننا گراں گزرتا تھا۔ اور وہ بدبخت لوگ صحابہ کرام یا مسجد نبوی کے ستونوں کی آڑ لے کر سرکتے

marfat.com

سرکتے مسجد سے نکل جاتے تھے تو اللہ عزوجل نے ان منافقوں کے حق میں یہ تہدید فرمائی۔
کہ جو لوگ کسی چیز کی آڑ لے کر چپکے سے کھسک جاتے ہیں۔ اور رسول بر حق کے ارشاد گرامی
کو سننے سے کتراتے ہیں وہ یہ نہ سمجھیں کہ خدا انہیں نہیں جانتا۔ بلکہ وہ سن لیں کہ خدا انہیں
خوب جانتا ہے۔ لہٰذا وہ اپنی ان منافقانہ حرکتوں سے باز آجائیں اور رسول کی مخالفت چھوڑ
دیں۔ ورنہ یاد رکھیں کہ وہ دنیا میں قتل یا زلزلے یا ہولناک حوادث کے فتنوں کی لپیٹ میں
آجائیں گے یا آخرت میں جہنم کی دہکتی ہوئی آگ اور قسم قسم کے دردناک عذابوں میں مبتلا کر
دیے جائیں گے۔

مسلمانو: ذرا غضب الٰہی کا تیور دیکھو اور اس کے قہر و جلال کی ہیبت کا نظارا کرو کہ
رسول کی مخالفت کرنے والوں کے لیے اس کا کتنا قاہرانہ اعلان اور کس قدر لرزہ خیز فرمان
ہے۔ اس کا قہر و جلال رسول کے مخالفوں کو کبھی ہرگز ہرگز معاف نہیں فرمائے گا۔ بلکہ
انہیں دنیا یا آخرت میں ضرور ضرور قسم قسم کے فتنوں اور عذابوں میں مبتلا فرما کر انہیں
ہلاک و برباد اور تہس نہس فرما دے گا۔ اللہ اکبر۔ کیوں نہ ہو؟ کہ رسول کی مخالفت، خدا کی
مخالفت ہے اس لیے رسول کے ہر مخالف کے لیے خدا کی طرف سے اعلان جنگ ہے۔
توبہ۔ نعوذ باللہ۔ خدا کی پناہ۔ لہٰذا اے مسلمان بھائیو: خبردار خبردار۔ ہمیشہ یہ دھیان رکھو کہ
زندگی کے کسی لمحہ حیات میں کبھی دن یا رات میں کسی بھی حرکات و سکنات میں تم سے ہرگز
ہرگز ایک بال کے کروڑویں حصہ کے برابر بھی رسول کی مخالفت نہ ہو۔ ورنہ سمجھ لو کہ
قہر خداوندی کی جہاں سوز بجلیاں تمہارے خرمن وجود کو جلا کر غارت و برباد کر ڈالیں گی۔
بلکہ تم ان لوگوں سے بھی دور رہو۔ جو رسول کی مخالفت کرتے ہوئے نظر آئیں۔ ورنہ جب

marfat.com

ان مخالفین رسول پر خدا کے قہر و غضب کی آگ برسے گی۔ تو تم بھی اس کی لپیٹ میں آجاؤ گے کیوں کہ جو تنور کے پاس بیٹھے گا اسے گرمی ضرور پہنچے گی۔

مسلمانو! بس اب میں اس کے سوا اور آپ سے کیا کہوں کہ ؟ ۔

من آنچہ شرط بلاغ است باتومی گویم

تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال

وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد و الہ و اصحابہ اجمعین

marfat.com

چھٹا وعظ

بشریت مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم

جب سے دیکھا ہے لباسِ بشری میں تم کو
ہر فرشتے کی تمنا ہے کہ انساں ہو جائے

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلحَمدُللّٰہِ العَلِیِّ الاَکبَرہ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَکرَامِ الخَلقِ وَسَیِّدِ البَشَرِہ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصحَابِہِ السُّرُجِ الغُرَرِہ وَعَلٰی مَن اَتبَعَھُم اِلٰی یَومِ المَحشَرِہ اَمَّا بَعدُ فَقَد قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی کِتَابِہِ العَظِیمِ وَخِطَابِہِ القَدِیمِ

اعوذ باللہ من الشیطان الرحیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قُل اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ" مِّثلُکُم یُوحٰی اِلَیَّ اَنَّمَا اِلٰھُکُم اِلٰہٌ وَّاحِدٌ" فَمَن کَانَ یَرجُوا لِقَاءَ رَبِّہٖ فَلیَعمَل عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا یُشرِک بِعِبَادَۃِ رَبِّہٖ اَحَدًا (کہف)

حضرات: باآواز بلند ایک بار مدنی تاجدار ﷺ کے دربار میں نذرانہ درود و سلام پیش کیجئے۔

اللھم صل علیٰ سیدنا ومولانا محمد وعلیٰ ال سیدنا مولانا محمد واصحابہ وبارک وسلم قدرحسنہ وجمالہ بعدد کل معلوم لك

بزرگو اور بھائیو: تقریر سے پہلے میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی ایک نعت شریف کا بارگاہ رسالت میں نذرانہ عقیدت پیش کرتا ہوں۔ آپ لوگ بغور سماعت فرمائیں۔

زہے عزت و اعتلائے محمد

کہ ہے عرش حق زیر پائے محمد

marfat.com

مکاں عرش ان کا فلک فرش ان کا
ملک خادمان سرائے محمد
عصائے کلیم اژدہائے غضب تھا
گروں کا سہارا عصائے محمد
خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد
خدا ان کو کس پیار سے دیکھتا ہے
جو آنکھیں ہیں محو لقائے محمد
کرامت کا سہرا، عنایت کا جوڑا
دلہن بن کے نکلی دعائے محمد
رضا پل سے اب وجد کرتے گزریئے
کہ ہے "رب سلم" صدائے محمد ﷺ

محترم حاضرین: میں نے خطبہ کے بعد سورہ کہف کی آخری آیت تلاوت کی ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ" مِثْلُکُمْ یعنی اے محبوب: آپ لوگوں سے یہ فرما دیجئے کہ ظاہری صورت بشری میں تو میں تمہارے جیسا ہوں۔

حضرات: یہی وہ آیت ہے جس کو بارگاہ رسالت کے بعض گستاخ اکثر پڑھ پڑھ کر رسول کے ساتھ اپنی برابری کا دعوی کرتے ہیں۔ اور امت مسلمہ کے قلوب سے عظمت مصطفےٰ کا جنازہ نکالتے رہتے ہیں۔ اور عام طور پر یہ کہتے پھرتے ہیں کہ دیکھ لو: قرآن میں

marfat.com

انما انا بشر مثلکم آیا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول تو ہمارے ہی جیسے ایک بشر ہیں۔ اور بعض تو یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ رسول بھی بشر ہیں اور ہم بھی بشر ہیں۔ لہٰذا رسول ہمارے بھائی کے برابر ہیں۔ توبہ نعوذباللہ۔

مسلمانو! یہ بارگاہ رسالت میں اتنی بڑی بے ادب و گستاخی ہے کہ واللہ اس جہنمی آگ کے خوفناک شعلوں سے خرمن ایمان کا جل کر راکھ ہو جانا اتنا یقینی ہے۔ جتنا کہ سورج کے طلوع ہو جانے سے دن کا موجود ہونا یقینی ہوا کرتا ہے۔

اس آیت کا مطلب : حضرات : بہر حال قل انما انا بشر مثلکم بلاشبہ قرآن کی آیت ہے۔ جس پر یقیناً ہمارا اور آپ کا ایمان ہے۔ اس لیے انتہائی ضروری ہے کہ ہم ایمانی عقل اور اسلامی فہم کی روشنی میں اس آیت کا مطلب سمجھنے کی کوشش کریں۔ چنانچہ اسی مقصد کے لیے میں نے آج کی مجلس میں اس آیت کی تلاوت کی ہے کہ میں اس آیت کا صحیح ترجمہ اور ٹھیک ٹھیک مطلب آپ کے سامنے نہایت وضاحت کے ساتھ بیان کر دوں۔

حضرات : سب سے پہلے قابل غور یہ بات ہے کہ آخر رسول کس بات میں ہمارے مثل ہیں؟ اور رسول کے ساتھ ہماری مماثلت اور مساوات کا معیار کیا ہے؟ کیا اس آیت کا یہ مطلب ہے؟ کہ رسول کے اعضائے بدن آنکھ، ناک، کان وغیرہ کے افعال و خواص ہمارے اعضاء کے افعال و خواص کے مثل ہیں۔ اگر بشر مثلکم کا یہ مطلب لیا جائے تو ظاہر ہے کہ یہ بالکل ہی غلط ہے۔ کیوں کہ حضور کے اعضائے مبارک کے افعال و خواص ہرگز ہرگز ہمارے اعضائے بدن کے مثل نہیں ہیں۔ کون نہیں جانتا؟ کہ حضور کے جسم منور کا سایہ نہیں پڑتا تھا۔ اور ہمارے بدن کا سایہ پڑتا ہے۔ رسول کے جسم اطہر پر کبھی مکھی نہیں

marfat.com

پیشبختی تھی اور ہمارے بدنوں پر ہزاروں مکھیوں کی برات بیٹھا کرتی ہے۔ رسول کریم کا پسینہ مشک وعنبر اور گلاب سے زیادہ خوشبودار تھا۔ اور ہمارے پسینوں میں بدبو ہوا کرتی ہے۔ رسول کی آنکھیں سوتی تھیں دل بیدار رہتا تھا۔ ہماری آنکھیں بھی محو خواب رہتی ہیں اور دل بھی خواب غفلت میں پڑا سوتا رہتا ہے۔ رسول جس گلی میں قدم رکھ دیتے وہ گلیاں خوشبوئے محمدی سے مہکنے لگتی تھیں۔ ہم میں کوئی بھی ایسا نہیں جس کے بدن سے خوشبو آتی ہو۔ غرض حضور انور ﷺ کے اعضائے مبارکہ کے افعال وخواص میں سارے جہان کا کوئی انسان بھی نہ مثل ومساوی ہے نہ قیامت تک ہوگا۔ لہٰذا انما انا بشر مثلکم کا یہ مطلب ہو کہ رسول کے کان، آنکھ، ہاتھ، پاؤں، ہمارے کان، آنکھ، ہاتھ، پاؤں، کے مثل ہیں۔ یہ مطلب تو درست ہو سکتا ہی نہیں۔

تو پھر آیت کا کیا مطلب ہے؟ کیا یہ مطلب ہے؟ کہ رسول احکام شریعت میں ہمارے مثل ہیں؟ تو حقیقت یہ ہے کہ یہ مطلب بھی صحیح نہیں ہو سکتا کیوں کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام پر تہجد کی نماز فرض تھی۔ ہم پر نماز تہجد فرض نہیں۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام پر زکوۃ فرض نہیں تھی۔ ہم مال داروں پر زکوۃ فرض ہے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے لیے چار سے زیادہ بیویاں جائز تھیں۔ ہمارے لیے چار سے زائد حلال نہیں حضور اکرم کا وضو نیند سے نہیں ٹوٹتا ہمارا وضو سو جانے سے شکست ہو جاتا ہے۔ غرض بہت سے احکام شریعت ایسے ہیں جو حضور کے ساتھ خاص ہیں۔ لہٰذا کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ حضور احکام شریعت میں ہمارے مثل ہیں۔

بہر کیف جب جسمانی افعال وخواص یا احکام شریعت کسی بات میں بھی دنیا کا کوئی

marfat.com

انسان حضور اکرم ﷺ کے مثل نہیں ہے۔ تو پھر یہ قابل غور بات ہے کہ قرآن کی آیت انما انا بشر مثلکم کا کیا مطلب ہے؟ یعنی نبی اور عام انسانوں کے درمیان مماثلت و مساواۃ آخر کون سی بات میں ہے؟

پھر خصوصاً ایسی صورت میں جب کہ ان صحیح حدیثوں پر بھی ہم نظر رکھیں جن میں باربار حضور مدنی تاجدار ﷺ نے یہ فرمایا ہے اَیُّکُمْ مِثْلِیْ (مشکوٰۃ کتاب الصوم) یعنی تم میں سے کون ہے جو میرے مثل ہے؟ کہیں یوں ارشاد فرمایا ہے کہ لَسْتُ کَاَحَدٍ مِنْکُمْ یعنی میں تم میں سے کسی کے مثل نہیں۔

حضرات: اب ان دونوں حدیثوں کو دیکھتے ہوئے قرآن کی آیت انما انا بشر مثلکم کا کیا مطلب ہو سکتا ہے؟ یہ ہمیں دیکھنا ہے کہ قرآن تو یہ کہہ رہا ہے کہ رسول ہمارے مثل ہیں۔ اور حدیثیں یہ اعلان کر رہی ہیں کہ تمام دنیا میں کوئی انسان بھی رسول کے مثل نہیں ہے:

پھر یہ ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان تو ارفع و اعلیٰ ہے۔ ان کی شان بے مثالی کا تو کہنا ہی کیا ہے؟ خداوند قدوس نے تو نبی کی ازواج مطہرات کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ (احزاب) یعنی اے نبی کی بیویو! تم کسی عورت کے مثل نہیں ہو۔ سبحان اللہ: جب نبی کے بستر نبوت پر سونے والی ازواج مطہرات تمام دنیا کی عورتوں میں بے مثل و بے مثال ہیں۔ تو پھر بھلا نبی عام انسانوں کے مثل کیوں کر اور کس طرح ہو سکتا ہے؟

غرض ان تمام وجوہات کو ذہن میں رکھ کر ہمیں انما انا بشر مثلکم کے معنی پر

marfat.com

غور کرنا ہے۔ لہٰذا آیئے۔ اب ہم ان بزرگان ملت کی طرف رجوع کریں۔ جو حقیقت قرآن و حدیث کے معانی و تاویلات کے ماہر اور علوم قرآنیہ پر پورا پورا عبور رکھتے ہیں۔ کیوں کہ درحقیقت بغیر علمائے سلف کا دامن تھامے ہوئے ہم کو قرآن سے ہدایت کی روشنی مل ہی نہیں سکتی۔ کیونکہ قرآن کے بحر ذخار میں غوطہ لگا کر گوہر مقصود کو برآمد کر لینا اس دور کے لوگوں کا کام نہیں ہے۔ جو اردو میں قرآن کا ترجمہ پڑھ کر اس قدر اکڑتے پھرتے ہیں کہ گویا اپنے کو حضرت امام غزالی اور حضرت امام رازی سے بس جو بھر چھوٹا سمجھتے ہیں۔ جیسے چوہے کو ہلدی کی ایک گانٹھ مل گئی تو وہ یہ سمجھنے لگا کہ میں پنساری ہو گیا۔ قرآن کے معانی و مطالب کو صحیح صحیح سمجھ لینا یہ انھیں پاک نفس علماء حق کا کارنامہ ہے جو تمام علوم و فنون کے ماہر ہیں اور جن کے سینے علوم نبوت کے خزینے بن چکے ہیں۔ اور یہ وہی بزرگان دین ہیں جو مفسرین کہلاتے ہیں۔ چنانچہ اس مجلس میں اختصار کے طور میں چند مفسرین کرام کی تفسیریں پیش کرتا ہوں جن کی روشنی میں انشاء اللہ تعالیٰ انما انا بشر مثلکم کے معنی ظاہر ہو جائیں گے اور شکوک و شبہات کے تمام گرد و غبار ایک دم چھٹ جائیں گے۔

شیخ محقق کی تحقیق: حضرات ہندوستان میں کون ایسا عالم ہے جو حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نام نامی سے واقف نہیں؟ یہ وہ مسلم الثبوت جامع العلوم ہیں کہ ان کی تصنیفات امت مسلمہ کے لیے ہدایت کا آفتاب ہیں۔ سنئے کہ اس علم و عمل کے کوہ ہمالیہ نے انما انا بشر مثلکم کی آیت کے بارے میں کیا تحقیق فرمائی ہے؟ آپ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب "مدارج النبوۃ" کی جلد اول باب سوم فصل ازالہ شبہات میں تحریر فرمایا ہے کہ۔ "درحقیقت متشابہات اند" یعنی انما انا بشر مثلکم اور اس قسم کی دوسری آیتیں، یہ

marfat.com

سب متشابہات میں سے ہیں۔ یعنی اللہ و رسول کے علاوہ تمام عالم میں کسی کو ان آیتوں کے حقیقی معانی و مطالب کا علم ہی نہیں ہے۔ سبحان اللہ جب انما انا بشر مثلکم کی آیت متشابہات میں سے ہے۔ تو پھر جس طرح تمام آیت متشابہات کے ظاہری معنی مراد نہیں لیے جاسکتے۔ اسی طرح اس آیت کے بھی ظاہری معنی مراد لینا صحیح نہیں ہو سکتا۔ مثلاً جس طرح ید اللہ فوق اید یھم میں خدا کا ہاتھ ہونا اور فثم وجہ اللہ میں خدا کا چہرہ ہونا بیان کیا گیا ہے۔ مگر چونکہ یہ آیات متشابہات میں سے ہے اس لیے اس کے ظاہری معنی مراد لینا قطعاً غلط ہے بلکہ ان آیتوں کے بارے میں شریعت کا حکم یہی ہے کہ یوں کہا جائے کہ ید اللہ (خدا کا ہاتھ) اور وجہ اللہ (خدا کا چہرہ) سے جو خدا کی مراد ہے۔ وہ حق ہے۔ اور اس پر ہمارا ایمان ہے۔ لیکن اس سے خدا کی کیا مراد ہے؟ اس کو ہم نہیں جان سکتے اس کو اللہ و رسول ہی جانتے ہیں۔ اسی طرح انما انا بشر مثلکم کے بارے میں بھی یہی عقیدہ رکھنا چاہیے کہ اس سے جو کچھ بھی خدا کی مراد ہے وہ حق ہے۔ اور اس پر ہمارا ایمان ہے۔ لیکن خدا نے اس سے کیا مراد لیا ہے؟ اس کو ہم نہیں جان سکتے اس کا علم اللہ و رسول ہی کو ہے برادران ملت: سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔ حضرت شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ کی قبر انور کو خداوند کریم اپنی رحمت کے پھولوں سے بھر دے کہ انھوں نے اس آیت کو متشابہات سے قرار دے کر بارگاہ رسالت کے گستاخوں کی زبانوں پر قفل لگا دیا کہ خبردار انما انا بشر مثلکم کی آیت متشابہات میں سے ہے۔ اور آیات متشابہات سے کسی مسئلہ پر استدلال، اور دلیل پکڑنا جائز ہی نہیں ہے۔ کیوں کہ آیات متشابہات کے بارے میں خداوند قدوس کا فرمان ہے لا یعلم تاویلہ الا اللہ یعنی ان آیتوں کی مراد کو خدا کے سوا کوئی بھی نہیں جانتا۔ ہاں البتہ خدا کے بتانے سے رسول کو بھی ان کا علم

marfat.com

حاصل ہے۔ باقی اللہ و رسول کے سوا تمام عالم میں کوئی بھی آیات متشابہات کے معنی و مراد کو نہیں جان سکتا۔

امام رازی کی تفسیر: حضرات گرامی اس آیت کے بارے میں دنیائے اسلام کے ایک مایہ ناز محقق حضرت علامہ عبدالحق محدث دہلوی کی تحقیق تو آپ سن چکے۔ اب عالم اسلام کے ایک مسلم الثبوت مفسر حضرت امام فخر الدین رازی رحمتہ اللہ علیہ کی تفسیر بھی سن لیجئے۔ وہ اپنی مشہور عالم کتاب تفسیر کبیر میں اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:

اَمَرَ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَنْ يَّسْلُكَ طَرِيْقَةَ التَّوَاضُعِ

(تفسیر کبیر ج ۵ ص ۵۱۶)

یعنی اللہ عزوجل نے اس آیت میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو یہ حکم دیا ہے کہ آپ تواضع و انکساری کی راہ پر چلیں۔ اور اپنے بے شمار فضائل و کمالات کے باوجود اپنی امت سے بطور تواضع یہ فرمائیں کہ انما انا بشر مثلکم۔ یعنی میں تو تمہارے ہی جیسا ایک آدمی ہوں۔

سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔ حضرت امام ممدوح کی تفسیر نے بتا دیا کہ خداوند عالم کا اپنے حبیب سے یہ فرمانا۔ اور حبیب ﷺ کا اپنی امت سے یہ کہنا کہ میں تمہارے جیسا ایک آدمی ہوں۔ یہ انکسار اور تواضع کے طور پر تھا۔ اور

حضرات گرامی: اس بات کو دنیا میں کون نہیں جانتا کہ جو الفاظ و کلمات تواضع کے طور پر بولے جاتے ہیں۔ ان کے ظاہری معنی مراد نہیں ہوا کرتے اور تواضع کرنے والا جو الفاظ و کلمات بولا کرتا ہے دوسروں کے لیے ان الفاظ و کلمات کا بولنا درست نہیں ہو سکتا۔

marfat.com

بزرگوں کا طریقہ ہے کہ وہ تواضع کے طور پر اپنے بارے میں بہت سے کلمات بولتے رہتے ہیں۔ لیکن چھوٹوں کے لیے ہر گز ہر گز جائز نہیں ہو سکتا کہ اپنے بزرگوں کے لیے ان الفاظ کو استعمال کریں۔ دیکھئے ہر بادشاہ اور ہر وزیر اعظم اپنی رعایا اور اپنے عوام کے سامنے یہی کہا کرتا ہے کہ میں اپنی رعایا اور اپنے عوام کا ایک ادنیٰ خادم ہوں۔ اور بادشاہوں اور وزیروں کی زبان سے اپنے بارے میں یہ کلمات عوام کو بہت اچھے بھی لگتے ہیں مگر کیا کسی رعیت کی یہ مجال ہے ؟ کہ وہ بادشاہ کو یا وزیر اعظم کو اپنا خادم کہے اور اس کو اپنا خادم سمجھ کر اس سے اپنا سامان اٹھانے کی فرمائش کرے۔ اور دلیل یہ دے کہ بادشاہ نے تو خود اپنی زبان سے یہ کہا ہے کہ وہ اپنی عوام کا خادم ہے۔ چوں کہ میں بھی عوام میں سے ہیں۔ اس لیے وہ میرا بھی خادم ہے۔ تو آپ بتائیے ؟ کہ دنیا اس شخص کو اس کے سوا اور کیا کہے گی کہ یہ تمام دنیا کے احمقوں کا گرو گھنٹال ہے۔ یا حماقت و بے وقوفی کا درخت ہے۔ کیوں کہ ہر شخص یہی سمجھتا ہے کہ بادشاہ نے جو اپنے کو عوام کا ادنیٰ خادم کہا ہے۔ یہ اس کی شان تواضع ہے۔ ورنہ کہاں بادشاہ ؟ اور کہاں عوام کا خادم ؟

تو مسلمان بھائیو : یہاں بھی یہی معاملہ ہے کہ خدا نے اپنے رسول کو اس آیت میں انکسار و تواضع کی تعلیم دی ہے۔ اور ارشاد فرمایا کہ اے محبوب آپ لوگوں سے بطور تواضع یہ فرمائیں کہ میں تم لوگوں جیسا ایک بشر ہوں۔ اور حضور نے تعلیم خداوندی کے موجب اپنی امت سے ازراہ تواضع یہ فرمایا کہ اے لوگو : انما انا بشر مثلکم۔ مگر چوں کہ یہ انکسار و تواضع کے کلمات و الفاظ ہیں۔ اس لیے امت کے لیے یہ جائز نہیں ہو سکتا کہ وہ بھی یہ کہنے لگے کہ رسول تو ہمارے جیسے ایک بشر ہیں۔ اور یہ دلیل پیش کرے کہ خدا نے تو خود رسول کو بشر

marfat.com

مشکم کہنے کا حکم دیا ہے۔ اور خود رسول نے یہ کہا ہے۔ لہذا ہم بھی ان کو اپنے جیسا بشر کہیں گے۔ توبہ نعوذ باللہ۔

دستار بندی کی مثال: حضرات: اس موقعہ پر مجھے مدارس اسلامیہ کے فارغ التحصیل طلبہ کی دستار بندی کا ایک منظر یاد آگیا۔ مدارس میں جب فارغ التحصیل طلبہ کی دستار بندی ہوتی ہے تو یہ دستور ہے کہ علمائے کرام طلبہ کے سروں پر اپنے ہاتھوں سے دستار فضیلت باندھتے ہیں۔ اور ان کو جبہ بھی پہناتے ہیں۔ پھر عالم کی سند انہیں عطا فرماتے ہیں۔ اور ہزاروں کے مجمع میں یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ یہ طلب اب عالم ہو گئے ہیں۔ اور آج سے ہر شخص ان لوگوں کو عالم شمار کرے۔ اور ان لوگوں کو عالم کہے۔ اب آج سے کوئی ان لوگوں کو طالب علم نہ سمجھے۔ پھر آخر میں جب استاد ان فارغ التحصیل اور دستار بند نئے علماء کو نصیحت کرنے کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو یہ ضرور کہتا ہے کہ میرے عزیزو! اور بچو! تم میری چھاتی سے علم کا دودھ پی پی کر اس بلند منزل پر پہنچ گئے کہ طالب علم سے عالم بن گئے۔ لہٰذا اب تم اپنے قدم اور زبان و قلم کو بہت سنبھالے رہنا۔ کل تک تمہاری غلطیوں کو ایک طالب علم کی غلطی کہہ کر نظر انداز کر دیا جاتا تھا۔ مگر آج سے تمہاری کسی غلطی کو ایک عالم کی غلطی شمار کر کے اس پر مواخذہ کیا جائے گا۔ اس لیے تم لوگ اب بہت سنبھل کے رہنا۔ اس میں شک نہیں کہ تم لوگ عالم ہو چکے۔ مگر میں تم لوگوں کو یہ ایک خاص نصیحت کرتا ہوں۔ کہ خبردار۔ خبردار۔ تم لوگ کبھی بھی اپنے قلم سے اپنے کو عالم نہ لکھنا۔ بلکہ ہمیشہ تمام زندگی اپنے کو طالب علم ہی کہنا اور لکھنا۔

حضرات گرامی! یہ ہے وہ خاص و مخصوص نصیحت جو ہر "شیخ الحدیث" اپنے تلامذہ

marfat.com

کو بوقت رخصت سنایا کرتا ہے۔ اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ یہ دستار بندی کرانے والے تلامذہ عالم ہیں۔ یا طالب علم ؟ آپ یہی کہیں گے کہ یہ ضرور عالم ہیں۔ کیوں کہ ان کو عالم کی سند مل چکی۔ علماء نے ان کے عالم ہونے کا اعلان کر دیا۔ خود ان کے استاد شیخ الحدیث نے ان کو عالم کہہ دیا للذا یقیناً یہ سب عالم ہیں۔ ورنہ پھر ان کی دستار بندی کے کیا معنی ؟ پھر استاد کیوں منع کر رہا ہے کہ تم اپنے کو عالم نہ کہنا ؟ بلکہ طالب علم کہنا۔

تو برادران ملت! ہر شخص یہ سمجھتا ہے کہ یہ لوگ عالم تو ہو چکے ہیں۔ لیکن استاد جو یہ نصیحت کرتا ہے کہ تم اپنے کو عالم نہ کہنا۔ بلکہ طالب علم کہنا۔ یہ تواضع اور انکساری کی تعلیم دے رہا ہے۔ ورنہ حقیقت میں یہ لوگ طالب علم نہیں ہیں بلکہ عالم ہو چکے ہیں۔

تو برادران ملت : بلا تشبیہ و تمثیل یوں سمجھ لیجئے کہ خداوند قدوس نے اپنے حبیب علیہ الصلوۃ والسلام کو جب ہر فضل و کمال سے آراستہ فرما کر اس شان سے دنیا میں بھیجا کہ وعلمك ما لم تكن تعلم کی سند، خاتم النبیین کی مہر، سید المرسلین کا خطاب، شفیع المذنبین کا تاج کرامت عطا فرمایا۔ تو اپنے حبیب ﷺ کو تواضع اور انکساری کی تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اے محبوب تم یقیناً سید المرسلین بھی ہو اور خاتم النبیین بھی، تم شفیع المذنبین بھی ہو اور رحمۃ للعالمین بھی۔ تم محبوب رب العالمین بھی ہو اور طٰہٰ و یٰسین بھی۔ مگر اتنے کمالات و فضائل کے باوجود جب تم اپنی امت کے عوام سے خطاب فرمانا تو از راہ تواضع یہی فرمانا کہ "انما انا بشر مثلکم" یعنی اے لوگو : میں تمہارے ہی جیسا ایک بشر ہوں ۔ ہاں البتہ جب امت کے خواص اور مرتبہ شناسان نبوت کے جھرمٹ میں رہنا۔ تو نعمت خداوندی کے اظہار کے لیے کبھی کبھی یہ بھی اعلان فرما دینا کہ انا سیّدُ وُلدِ آدمَ ولا

marfat.com

فخرؐ یعنی میں تمام اولادِ آدم کا سردار ہوں۔ اور میں یہ فخر کے طور پر نہیں کہتا بلکہ شکر کے طور پر کہتا ہوں۔

بہر کیف عزیزو۔ اور دوستو! حضرت امام فخر الدین رازی کی تفسیر سے یہ مسئلہ روزِ روشن کی طرح ظاہر ہو گیا۔ کہ چوں کہ انما انا بشر مثلکم کی آیت رسول کی تواضع کا ایک نمونہ ہے۔ اس لیے ہمارے اور تمہارے لیے کبھی بھی ہرگز ہرگز یہ جائز نہیں ہو سکتا کہ یہ کہیں کہ رسول ہمارے جیسے ایک بشر ہیں۔ توبہ نعوذ باللہ: کہاں ہم؟ کہاں رسول؟

چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک

برادرانِ ملت: پھر بھلا سوچئے تو سہی؟ کہ اس آیت سے رسول کو اپنے جیسا بشر کہنا کیوں کر درست ہو سکتا ہے؟

ذار غور فرمائیے کہ اسی قرآن میں یہ آیت بھی تو ہے کہ:

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ یَّطِیْرُ بِجَنَاحَیْهِ اِلَّآ اُمَمٌ" اَمْثَالُكُمْ

یعنی زمین کا ہر جانور اور ہر پرندہ یہ تمہارے ہی جیسی امتیں ہیں۔ دیکھ لیجئے یہاں بھی "مثل" کا لفظ اور "ماوالا" کلمہ حصر موجود ہے جو "انما" کے معنی میں ہے۔ مگر کیا اس آیت سے دلیل پکڑ کر کوئی یہ کہہ سکتا ہے؟ ہر انسان بکرے اور کوے جیسا ہے۔ یا ہر بکرا اور کوا انسان جیسا ہے۔ اگر یہ نہیں کہا جا سکتا۔ تو سن لو۔ کہ انما انا بشر مثلکم سے بھی دلیل پکڑ کر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ رسول ہمارے جیسے بشر ہیں۔ یا ہم رسول جیسے بشر ہیں۔

برادرانِ ملت: پھر اس جگہ یہ نکتہ بھی فراموش نہیں کیا جا سکتا کہ اگر یہ آیت تواضع کے لیے نہ بھی ہو۔ تو اس کلام کا یہ مطلب نہیں کہ میں ہر ہر بات اور ہر ہر صفات میں

marfat.com

تمہارے مثل بشر ہوں۔ بلکہ انما انا بشر مثلکم کا صرف یہی اتنا مطلب ہے کہ جس طرح تم سب لوگ خدا نہیں ہو۔ خدا کے بیٹے نہیں ہو۔ جن نہیں ہو۔ فرشتے نہیں ہو۔ بلکہ تم سب لوگ بشر ہی ہو۔ اسی طرح میں بھی نہ خدا ہوں۔ نہ خدا کا بیٹا ہوں۔ نہ جن ہوں۔ نہ فرشتہ ہوں، بلکہ انما انا بشر مثلکم میں بھی تمہیں جیسا ایک بشر اور آدمی ہوں۔

اب بتائیے ؟ کہ اس کلام سے کہاں یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہر شخص یہ کہتا پھرے کہ رسول تو ہمارے جیسے ایک بشر ہیں : معاذ اللہ : کہاں ہم جیسے ننگ بشر کی بشرت اور کہاں افضل البشر اور سید البشر کی بشریت ؟ کسی نے کیا خوب فرمایا ہے کہ۔

مُحَمَّدٌ بَشَرٌ لَا کَالْبَشَرِ

بَلْ کَیَا قُوْتٍ بَیْنَ الْحَجَرِ

یعنی حضرت ﷺ بشر تو ہیں۔ لیکن بشر جیسے بشر نہیں۔ بلکہ ان کی بشریت ایسی ہی ہے جیسے پتھروں میں یاقوت بھی ایک پتھر ہے۔ کہنے کو تو سنگ مرمر بھی پتھر ہے۔ اور یاقوت بھی پتھر ہے۔ مگر کہاں سنگ مرمر ؟ اور کہاں یاقوت احمر ؟ یاقوت ایسا پتھر ہے جو شہنشاہوں کی عزت و آبرو بنا ہوا ہے اور سنگ مرمر ایسا پتھر ہے جو کہ سنڈاس میں لگا ہوا ہے ؟ کون کہہ سکتا ہے کہ دونوں پتھر برابر ہیں ؟ بیشک رسول بھی بشر ہیں اور ہم بھی بشر ہیں۔ مگر ہم ایسے بشر ہیں کہ سو جائیں تو دین و دنیا سے غافل اور جاگیں تو معرفت الہٰی سے جاہل۔ اور رسول ایسے بشر ہیں کہ۔

وہ سو جائیں تو معراج منامی

وہ جاگیں تو خدا سے ہم کلامی

marfat.com

ہم ایسے بشر ہیں کہ فرشتے من یفسد فیھا و یسفك الدماء کہہ کر ہمیں فسادی اور خوں ریز جیسے تحقیر آمیز الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔ اور رسول ایسے بشر ہیں کہ ملائکہ مقربین انھیں دیکھ کر زبان حال سے یوں پکارا کرتے ہیں کہ۔

اے ہزاراں جبرئیل اندر بشر
بہر حق سوئے غریباں یک نظر

سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔ کیوں نہ ہو؟ کیا خوب فرمایا ہے کسی نے کہ۔

ہزاروں جبرئیل الجھے ہوئے ہیں گرد منزل میں
نہ جانے کس قدر اونچا ہے کاشانہ محمد کا

برادران ملت: میرے رسول کی بشریت تو وہ عزت ماب ہے کہ آپ اسی لباس بشریت میں عرش الٰہی کو پامال کرتے ہوئے جب قرب الٰہی کی اعلیٰ ترین منزل پر پہنچے تو آپ کی اس عظمت بشریت کو دیکھنے والے فرشتوں کا یہ حال ہو گیا کہ۔

جب سے دیکھا ہے لباس بشری میں تم کو
ہر فرشتے کی تمنا ہے کہ انساں ہو جائے

رسول کو بشر کہنا بے ادبی ہے: مسلمانو: رسول کو اپنے جیسا بشر کہنا تو نہایت ہی گندی اور گھناؤنی قسم کی بے ادبی ہے۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ باوجودیکہ ہمارا ایمان ہے کہ رسول بلاشبہ جن نہیں ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ آدمی ہیں۔ لیکن پھر بھی آپ کے ان تمام ارفع و اعلیٰ خطابات و القاب کو چھوڑ کر جن کے سبب سے آپ تمام کائنات عالم میں افضل الخلائق ہیں۔ آپ کو صرف بشر اور آدمی کے لقب سے یاد کرنا یہ بھی حضور ﷺ کی

marfat.com

مقدس جناب میں ایک قسم کی بے ادبی ہی ہے۔ اس لیے کہ اس سے حضور اقدس ﷺ کے کمالات رفیعہ کا ایک طرح سے انکار لازم آتا ہے۔ لہٰذا سرور کائنات کو صرف بشر اور خالی آدمی کہہ کر یاد کرنا۔ اور انہیں بلا ضرورت بشر اور آدمی کہتے رہنا یقیناً حرام اور گناہ ہے۔

ایک سوال وجواب : اب رہا یہ سوال کہ جب ہمارا ایمان ہے۔ اور قرآن سے ثابت ہے کہ رسول جن یا فرشتہ نہیں ہیں۔ بلکہ انسان اور بشر ہی ہیں تو پھر رسول کو بشر کہنا کیوں بے ادبی اور حرام وگناہ ہے ؟ کیا ایک سچی بات کو کہنا بھی حرام وگناہ ہو سکتا ہے ؟

تو برادران ملت : اس کا جواب یہ ہے کہ ہاں۔ ہاں۔ بعض مرتبہ صحیح بات بول دینے سے بھی بے ادبی ہو جاتی ہے۔ اور ایسی بات پر جس پر ہمارا ایمان ہے اور وہ قرآن سے ثابت بھی ہے اس کا کہنا بھی بعض موقع پر بے ادبی شمار کیا جاتا ہے۔ اور اس سے توہین ہو جایا کرتی ہے۔

مثال کے طور پر ہائی کورٹ کا جج آخر ایک انسان اور بشر ہی تو ہے اور قرآن میں خدا کا فرمان ہے کہ :

اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ

یعنی بے شک ہم نے انسان کو عورت ومرد کے مخلوط نطفے سے پیدا کیا ہے۔

اسی طرح قرآن میں یہ بھی ہے کہ :

حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّ وَضَعَتْهُ كُرْهًا

یعنی ہر انسان کو اس کی ماں نے تکلیف اٹھا کر حمل میں اٹھایا۔ اور تکلیف اٹھا کر اس کو جنا۔

اب اگر ہائی کورٹ کا جج جب اپنی کرسی عدالت پر بیٹھا ہو۔ اور کوئی اس کو یہ کہہ کر پکارے

marfat.com

کہ اے عورت و مرد کے نطفے سے پیدا ہونے والے۔ یا اے اپنی ماں کے حمل میں رہنے والے۔ یا اے اپنی ماں کے جنے ہوئے تو آپ ایمان سے بتایئے؟ کہ ان الفاظ سے جج کی توہین ہو گی یا نہیں اور جج کو اس طرح کے لفظوں سے یاد کرنے والے پر توہین عدالت کا مقدمہ چلے گا یا نہیں؟ آپ اس کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ یقیناً ان لفظوں سے باوجودے کہ یہ سچی حقیقت کا اظہار ہے۔ ضرور جج کی توہین ہو جائے گی۔ اور یقیناً اس شخص پر توہین عدالت کا مقدمہ چلایا جائے گا۔ اور اس کو سزا ملے گی۔ کیوں کہ جب جج اپنی کرسی عدالت پر بیٹھ گیا تو اس کو سوائے جج کے کسی دوسرے لفظ سے یاد کرنا جرم قرار دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ اس کو اے انسان: اے بشر! کہنا بھی جرم ہو گا۔ یہاں تک کہ اس کا نام لے کر بھی اس کو مخاطب کرنا عدالت کی توہین قرار پائے گا۔ بلا تشبیہ اسی طرح سمجھ لیجئے کہ جب احکم الحاکمین نے اپنے حبیب کو سید المرسلین کی کرسی صدارت پر رونق افروز فرمادیا۔ اور خاتم النبیین کا معزز عہدہ عطا فرمادیا۔ اور ان کو پکارنے اور یاد کرنے کے لیے رسول اللہ کا معظم خطاب معین فرما دیا۔ تو اب ان تمام باعظمت القاب کو چھوڑ کر ان کو بشر اور آدمی جیسے عامیانہ الفاظ سے یاد کرنے والے دربار رسالت اور سرکار جلالت کے مجرم ٹھہریں گے۔ اور انہیں قہر قہار کی عدالت سے ضرور سزا ملے گی۔

کفار کی بولی : حضرات! رسول کو ہر سانس میں "بشر" کہنے والے کان کھول کر سن لیں کہ خدا کے رسولوں کو "بشر" کہنا ہر گز ہر گز یہ ایمان والوں کی بولی نہیں ہے بلکہ یہ کفار کی بولی ہے۔

مسلمانو! میں ڈنکے کی چوٹ پر اعلان کرتا ہوں کہ تم پورا قرآن پڑھ ڈالو تمہیں

marfat.com

کہیں نظر نہیں آئے گا کہ کسی نبی کی امت کے ایمان والوں نے نبی کو بشر کہا ہو۔ بلکہ قرآن کے مطالعہ سے تو یہ پتہ چلتا ہے کہ سب سے پہلے جس نے خدا کے نبی کو بشر کہا وہ شیطان تھا۔ چنانچہ قرآن کا بیان ہے کہ جب خداوند قدوس نے فرشتوں کو حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ کا حکم فرمایا۔ تو تمام فرشتے فوراً ہی سربسجود ہو گئے۔ لیکن شیطان اکڑ گیا۔ اور اس نے سجدہ نہیں کیا۔ اور جب خداوند تعالیٰ نے اس سے پرسش فرمائی کہ تو نے کیوں نہیں سجدہ کیا؟ تو شیطان نے کیا جواب دیا؟ ذرا غور سے سنئے:

قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝

شیطان نے کہا مجھے زیبا نہیں ہے کہ ایک "بشر" کو سجدوں کروں۔ جس کو تو نے بجتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا۔ جو سیاہ بودار گارے میں سے تھی (سورہ حجر) مسلمانو! سن لیا آپ لوگوں نے؟ دیکھ لو سب سے پہلا گستاخ و بد نصیب جس نے اللہ کے ایک نبی حضرت آدم علیہ السلام کو "بشر" کہا وہ "ابلیس" تھا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو بشر کہنا یہ شیطان کی بولی ہے یا کفار کی بولی۔ چنانچہ شیطان کی بولی تو آپ سن چکے۔ اب ذرا کفار کی بولی بھی سن لیجئے حضرت نوح علیہ السلام نے جب اپنی قوم کو عذاب خداوندی سے ڈرایا۔ تو ان کی قوم کے کافروں نے کیا جواب دیا؟ اس کو قرآن کی زبان سے سنئے۔

فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا (ہود)

یعنی ان کی قوم کے سردار جو کہ کافر تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہم تو تمہیں اپنا ہی جیسا بشر دیکھتے ہیں۔

اس طرح سورہ ابراہیم میں ہے کہ قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود کے کافروں نے

marfat.com

سب نے اپنے اپنے پیغمبروں سے یہی کہا کہ :

اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ آبَاءُنَا فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ط

یعنی تم لوگ تو ہمارے ہی جیسے بشر ہو۔ تم لوگ چاہتے ہو کہ ہمارے باپ دادا کے معبودوں سے ہمیں باز رکھو۔ تو تم کوئی روشن دلیل ہمارے پاس لاؤ۔

اسی طرح جب حضرت شعیب علیہ السلام اپنی قوم کے پاس ہدایت کا پیغام لائے تو کفار نے ان سے یہ کہا کہ :

مَا اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَاِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكَاذِبِيْنَ o (شعراء)

یعنی تم تو ہمارے ہی جیسے ایک بشر ہو۔ اور یقیناً ہمارا خیال ہے کہ تم جھوٹے ہو۔

اسی طرح انطاکیہ شہر کے کفار نے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کی زبانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پیغام ہدایت سنا۔ تو ان ظالموں نے برجستہ یہی کہا کہ :

مَا اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَمَا اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ o (یٰسین)

یعنی تم لوگ تو ہمارے ہی جیسے بشر ہو۔ اور رحمٰن نے تو کچھ نازل کیا ہی نہیں ہے۔ تم لوگ نرے جھوٹے ہو۔

یہاں تک کہ سورہ تغابن میں خداوند عالم نے ارشاد فرمایا کہ تمام کافروں کا یہی دستور رہا ہے کہ جب کبھی بھی انبیاء علیہم السلام ان لوگوں کے پاس خدا کا پیغام لے کر آئے تو ان کفار نے یہی کہا کہ ابشر یھدو ننا ۔ کیا ایک بشر ہمیں ہدایت کرے گا؟۔

الغرض برادران ملت : خدا کے نبیوں کو بشر کہنا یہ کافروں ہی کی بولی ہے۔ یہ اہل

marfat.com

ایمان کی بولی نہیں ہے۔ کیوں کہ ہرگز ہرگز کسی مومن نے کسی نبی کو اس طرح حقارت کے ساتھ بشر نہیں کہا۔ اور اگر کبھی کسی مومن نے حضور کو بشر کہا ہے تو یہی بتانے کے لیے کہ حضور خدا نہیں تھے' فرشتہ نہیں تھے بلکہ بشر یعنی انسان اور آدمی تھے۔

لہٰذا برادران ملت: خوب اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ حضور اکرم ﷺ کو ہر سانس میں بشر کہنے والے یہ شیطان اور کفار کی بولی بول رہے ہیں۔

(توبہ نعوذ للہ منہ) چنانچہ مولانائے روم نے فرمایا۔

کافراں گفتند احمد را بشر!

ایں نمی دیدند، ازو، شق القمر!

یعنی کافروں نے حضور احمد مجتبیٰ ﷺ کو بشر کہا۔ اور یہ نہیں دیکھا کہ ان کے اشارے سے چاند شق ہو گیا۔

اسی طرح حضرت مولانا علیہ الرحمہ نے ایک دوسرے موقع پر اس طرح ارشاد فرمایا کہ۔

گفت انیک ما بشر ایشاں بشر

ما، و، ایشاں بستہء خوابیم و خور

یعنی کافروں نے یوں کہا کہ ہم بھی بشر ہیں، اور انبیاء بھی بشر ہیں۔ ہم بھی سوتے اور کھاتے پیتے ہیں اور انبیاء بھی سوتے کھاتے پیتے ہیں۔

ایں ندا نستند ایشاں از عمی

ہست فرقے درمیاں بے انتہا

marfat.com

یعنی ان لوگوں نے اپنے اندھے پن سے اتنا بھی نہیں جانا کہ ہم میں اور خدا کے نبیوں میں بے انتہا فرق ہے۔

سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔ زمین وآسمان میں بڑا فرق ہے۔ مگر پھر بھی اس فرق کی ایک حد اور انتہا ہے۔ مگر حضرت مولانا رومی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ نبی اور غیر نبی میں اتنا عظیم الشان فرق ہے کہ اس کی کوئی حد اور انتہا نہیں۔

حضرات: بہر کیف میری تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ جہاں جہاں پروردگار عالم نے اپنے نبیوں کو یہ حکم دیا ہے کہ تم لوگ اپنے کو بشر کہو۔ یا تو یہ آیات متشابہات میں سے ہیں۔ یا ان آیتوں میں حضرت حق جل مجدہ نے اپنے مقدس انبیاء کو تواضع کی تعلیم دی ہے۔ اور جہاں جہاں انبیاء علیہم السلام نے اپنے کو بشر کہا ہے۔ یا تو تواضع کے طور پر کہا ہے۔ یا یہ ظاہر کرنے کے لیے فرمایا ہے کہ میں خدا یا خدا کا بیٹا نہیں ہوں۔ جن نہیں ہوں۔ بلکہ ایک بشر یعنی انسان اور آدمی ہوں۔ اور جہاں جہاں کفار نے انبیاء کو بشر کہا ہے۔ وہ حقارت و توہین ہی کے طور پر کہا ہے۔ لہٰذا اس دور میں بھی جو حضور اکرم ﷺ کے تمام عظمت اور وقار والے خطاب و القاب چھوڑ کر انہیں بشر کہا کرتے ہیں۔ در حقیقت توہین و بے ادبی کے سوا اس کا کوئی مفہوم نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا رسول کو بشر کہنا جائز نہیں۔ اور جو بد نصیب حضور علیہ الصلوۃ و السلام کو اپنے جیسا بشر کہتے ہیں۔ وہ تو رسول کی اتنی زبردست توہین و بے ادبی کرتے ہیں کہ زمین وآسمان کی تمام کائنات اس کے تصور سے لرزہ براندام ہونے لگتی ہے (توبہ نعوذ باللہ)

لہٰذا میرے بزرگو اور بھائیو: خبردار۔ خبردار۔ ہر دم اور ہر قدم پر ہوشیار رہو کہ تم سے کبھی بارگاہ نبوت کی ایک ذرہ کے کروڑویں حصہ کے برابر بھی بے ادبی نہ ہونے پائے۔

marfat.com

ورنہ یاد رکھو۔ کہ بارگاہ رسالت میں ایک ذرا سی غلطی اور بے ادبی بھی دولت ایمان کو غارت و برباد کر دیتی ہے۔ اور میری یہ بات یاد رکھو کہ رسول کو بشر کہنا شیطان یا کفار کی بولی ہے۔ اور یہ بولی سن کر یہ پہچان ہو جاتی ہے کہ بولنے والا کون ہے؟ جس طرح کتے، گدھے، کوے کی بولیوں سے تم پہچان لیتے ہو کہ یہ کتا، گدھا اور کوا ہے۔ اسی طرح کفار کی بولی سن کر پہچان لیا کرو۔ کہ یہ کسی لباس میں بھی ہوں ان کا ظاہر کتنا ہی اچھا کیوں نہ ہو۔ مگر ان کے دلوں میں کفر کی گندگی بھری ہے لہٰذا ایسے لوگوں سے دور رہو۔ اور حضرت مولانائے روم علیہ الرحمہ کا ارشاد پیش نظر رہے کہ۔

او بظاہر واعظ احکام بود

در حقیقت آں صفیر دام بود

یعنی بہت سے ایسے مولوی ہوں گے جو بظاہر تو بڑے متقی و پرہیزگار نظر آئیں گے اور احکام الٰہی کی تبلیغ کرنے والے نظر آئیں گے۔ مگر در حقیقت ان کی مثال ایسی ہو گی کہ جب شکاری بھولے بھالے پرندوں کو شکار کرنے کے لیے جال لگاتا ہے تو خود چھپ کر پرندوں کی بولی بولتا ہے۔ غریب پرندے اپنی بولی سن کر دوڑ پڑتے ہیں۔ اور جال میں پھنس جاتے ہیں۔ اسی طرح یہ مولوی مسلمانوں کی صورت بنا کر اور مسلمانوں کی بولی بول کر لوگوں کو اپنے کفر کے جال میں پھنسایا کرتے ہیں۔ مولانا فرماتے ہیں کہ ایسے لوگ جب تمہارے پاس آئیں تو ان کے ساتھ یہ برتاؤ کرو کہ۔

دشمن دیں را ذلیل و خوار دار

بہر آں منبر منہ بردار دار

marfat.com

یعنی ان دین کے دشمنوں کو ہمیشہ ذلیل وخوار کرو۔ ان کے لیے منبر مت رکھو بلکہ ان کو سولی پر چڑھا دو۔

برادران ملت: درحقیقت یہ اس حدیث کا ترجمہ ہے کہ ایَّاكُمْ وَاِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّوْنَكُمْ وَلَا يَفْتِنُوْنَكُمْ یعنی ان کو اپنے سے اور اپنے کو ان گمراہوں سے بچائے رکھو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ تمہیں گمراہ کردیں۔ اور تمہیں فتنے میں ڈال دیں۔

برادران ملت: ایک بار باآواز بلند درود شریف پڑھ لیجیے

اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی الہ واصحابہ وبارك وسلم ابدا ابداً

خاتمہ: حضرات اب آخر میں پھر ایک بار میں آیت مبارکہ کا ترجمہ کر کے اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔ بغور سنئے اور عمل کی کوشش کیجیے۔

ارشاد ربانی ہے کہ قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الھکم الہ واحدٌ اے محبوب آپ فرمادیجیے کہ ظاہر صورت بشری میں تو میں تمہیں جیسا ایک آدمی ہوں۔ مجھ پر یہ وحی ہوتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ۞ تو جسے اپنے رب سے ملنے کی امید ہو اسے چاہیے کہ نیک کام کرے۔ اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے۔

حضرات گرامی: آیت کے آخری حصہ میں پروردگار عالم جل جلالہ نے دو چیزوں کا خاص طور پر ذکر فرمایا ہے۔ ایک یہ کہ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا جو شخص خداوند قدوس کے دیدار کا امیدوار ہو اس پر لازم ہے کہ وہ اعمال صالحہ کا ذخیرہ جمع کرے۔ اور دوسری چیز یہ ہے کہ وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ

marfat.com

کرے۔ یعنی شرک سے بچتا رہے۔ کیوں کہ شرک وہ گناہ عظیم ہے جس کے بارے میں خداوند قدوس جل جلالہ نے صاف صاف اعلان فرمایا ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَادُوْنَ ذَالِكَ لِمَنْ یَّشَاءُ یعنی بے شک اللہ تعالیٰ شرک کو نہیں بخشے گا۔ اور شرک سے کمتر دوسرے تمام گناہوں کو جس کے لیے چاہے گا معاف فرمادے گا۔

مگر برادران اسلام اتنا اور بھی سن لیجئے کہ شرک کے کیا معنی ہیں؟ اور شرک کس کو کہتے ہیں؟ ورنہ آج کل کے فاضلین دیوبند نے شرک کی فہرست اتنی لمبی بنا ڈالی ہے کہ شاید ہی دنیا میں کوئی ایسا مسلمان ہوگا جو شرک سے بچا ہوگا۔ اس لیے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ آپ کو شرک کے معنی بتادوں اس کو غور سے سنئے اور یاد رکھئے:

"علم العقائد" کی مشہور کتاب شرح عقائد نسفیہ کے ص ۶۱ پر لکھا ہوا ہے کہ

اَلشِّرْكُ هُوَ اِثْبَاتُ الشَّرِيْكِ فِى الْاُلُوْهِيَّةِ بِمَعْنٰى وُجُوْبِ الْوُجُوْدِ كَمَا لِلْمَجُوْسِ اَوْ بِمَعْنٰى اِسْتِحْقَاقِ الْعِبَادَةِ كَمَا لِعَبَدَةِ الْاَصْنَامِ یعنی شرک کے معنی یہ ہیں کہ خدا کی الوہیت میں کوئی شریک ثابت کرنا یا تو اس طرح کہ خدا کے سوا کسی کو واجب الوجود مان لینا۔ جیسا کہ مجوسی کہتے ہیں۔ یا اس طرح کہ خدا کے سوا کسی کو عبادت کا حق دار مان لینا۔ جیسا کہ بت پرستوں کا عقیدہ ہے۔

برادران اسلام: دیکھ لیجئے حضرت علامہ تفتازانی علیہ الرحمہ نے کتنی صفائی کے ساتھ بیان فرمادیا ہے کہ شرک کی صرف دو ہی صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ خدا کے سوا کسی کو واجب الوجود مان لینا۔ دوسری یہ کہ خدا کے سوا کسی دوسرے کو عبادت کے لائق سمجھ لیا جائے۔

مسلمانو: اب اس عبارت کی روشنی میں ہر مسلمان یہ سمجھ سکتا ہے کہ علماء دیوبند

marfat.com

نے جو قبروں کی زیارت، قبروں پر غلاف و چادر ڈالنے، قبروں پر پھول چڑھانے یا رسول اللہ کا نعرہ لگانے اور دوسری ہزاروں جائز باتوں کو شرک قرار دے دیا ہے۔ یہ کہاں تک درست ہو سکتا ہے؟ کیا کوئی مسلمان بھی انبیاء اور اولیاء کو واجب الوجود یا لائق عبادت سمجھتا ہے؟ ہر گز نہیں۔ تو پھر یہ سب امور شرک کیسے ہو سکتے ہیں؟

بہر کیف شرک کو آپ نے سمجھ لیا۔ خداوند عالم نے ہم کو اسی شرک سے منع فرمایا ہے۔ جس سے بچنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔ خداوند کریم ہر مسلمان کو شرک کی لعنت سے محفوظ رکھے۔ اور اعمال صالحہ کی توفیق خیر رفیق بخشے۔ (آمین)

وصلی اللہ تعالٰی علی خیر خلقه محمد و اله و صحبه اجمعین برحمته و هوارحم الراحمین

marfat.com

ساتواں وعظ

اسلامی زندگی

ہائے اسلام! ترے چاہنے والے نہ رہے
جن کا تو چاند ہے، افسوس وہ ہالے نہ رہے

marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ القادر القوی العزیز الغفار ۞ غافر الذنب وقابل التوبۃ الکریم الستار ۞ واکرم الصلوۃ والسلام علی النبی المختار سیدنا محمد صاحب العز والوقار وعلی الہ لاطہار واصحابہ الاخیار وعلی من سلک مسالکھم الی یوم القرار اما بعد

فاعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم۔

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم۔

یا ایھا الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافۃ ولا تتبعوا خطوات الشیطن انہ لکم عدو مبین۔ (بقرہ)

حضرات سرکار نامدار، مدنی تاجدار، احمد مختار ﷺ کے دربار پر انوار میں درود وسلام کے گوہر آبدار نثار کیجئے۔ اور باآواز بلند پڑھئے:

اللھم صل وسلم علی النبی المختار وعلی الہ الاطھار واصحابہ الاخیار وبارک علیہ الی یوم القرار برحمتک یا عزیز یاغفار ۞

محترم حاضرین: میں حضرت جمیل قادری بریلوی علیہ الرحمہ کے نعتیہ کلام میں سے چند اشعار سناتا ہوں۔ انتہائی جذبہ عقیدت کے ساتھ سماعت فرمائیے۔

marfat.com

نعت شریف

سلطان جہاں، محبوب خدا، تری شان و شوکت کیا کہنا
ہر شے پہ لکھا ہے نام ترا، ترے ذکر کی رفعت کیا کہنا
معراج ہوئی تا عرش گئے، حق تم سے ملا تم حق سے ملے
سب راز "فاوحی" دل پہ کھلے، یہ عزت و حشمت کیا کہنا
ہر ذرہ ترا دیوانہ ہے، ہر دل میں ترا کاشانہ ہیں
ہر شمع تری پروانہ ہے، اے شمع ہدایت کیا کہنا
آنکھوں سے کیا دریا جاری، اور لب پہ دعا پیاری پیاری
رو رو کے گزاری شب ساری، اے حامی امت کیا کہنا
عالم کی بھریں ہر دم جھولی خود کھائیں تو بس جو کی روٹی
وہ شان عطا و سخاوت کی یہ زہد و قناعت کیا کہنا
وہ پھول بتولی گلشن کے اک سبز ہوئے اک سرخ ہوئے
بغداد و عرب جن سے مہکے ان پھولوں کی نکہت کیا کہنا

حضرات! سورہ بقرہ کی ایک آیت شریفہ میں نے خطبہ کے بعد آپ کے سامنے تلاوت کی ہے اس آیت میں خداوند عالم جل جلالہ، نے اپنے ایمان والے بندوں کو ایک بہت ہی اہم اور عظیم الشان فرمان سے سرفراز فرمایا ہے جو در حقیقت ایک صاحب ایمان مسلمان کی زندگی کے لیے بڑا ہی انمول دستور حیات اور نہایت ہی مکمل نظام حیات ہے۔

اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوا فِی السِّلْمِ کَافَّةً اے

marfat.com

ایمان والو۔ تم اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اور شیطان کے قدموں کی پیروی مت کرو۔ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

برادران اسلام! اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ یہ ایک بہت ہی جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ یہ اسلام لانے سے پہلے یہودیوں کے ایک بہت ہی مقتدر پیشوا۔ اور توریت وانجیل کے بہت متبحر عالم تھے۔ جس وقت حضور اکرم ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے۔ تو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اپنے کھجوروں کے باغ میں کام کر رہے تھے۔ جب انہوں نے حضور اقدس ﷺ کی تشریف آوری اور آمد آمد کا چرچا سنا تو دوڑ کر رحمت عالم کے دیدار کے لیے بارگاہ نبوت میں حاضر ہو گئے خدا کی شان کہ جس وقت یہ مجلس میں پہنچے تو ہادی اکرم ﷺ وعظ بیان فرما رہے تھے۔ اور آپ کی زبان فیض ترجمان پہ یہ کلمات جاری تھے۔ یَا اَیُّهَا النَّاسُ اَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَاَفْشُوا السَّلَامَ وَقُوْمُوْا بِاللَّیْلِ وَالنَّاسُ نِیَامٌ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ یعنی اے لوگو! بھوکوں کو کھانا کھلاؤ۔ اور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ سلام کا چرچا کرو۔ اور جب تمام لوگ راتوں کو سکھ اور چین کی نیند سو رہے ہوں تو اس وقت تم لوگ اٹھ کر خدا کی بارگاہ میں عبادت کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔ تو تم لوگ سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

حضرات! رسول مقبول ﷺ کے یہ پیارے پیارے کلمات حضرت عبداللہ بن سلام کے کان میں پڑے۔ اور انہوں نے ایک نگاہ بھر کر جمال محمدی کا نظارا کیا۔ تو انہیں رسول کے جمال نبوت میں حقانیت وصداقت کا ایک ایسا آفتاب عالم تاب نظر آگیا۔ جس

marfat.com

سے ایک دم ان کی دنیائے دل میں ہدایت کا اجالا ہو گیا۔ اور اسلام کی حقانیت اور بانی اسلام کی صداقت کا نور ان کے دل و دماغ پر ہدایت کی روشنی بن کر اس طرح جگمگانے لگا کہ یہ کلمہ پڑھ کر صدق دل سے مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ اور ان کے چند ساتھی بھی مسلمان ہو گئے۔

برادران ملت : اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ لوگ صادق الایمان مسلمان تھے لیکن چوں کہ ایک زمانہ دراز تک یہ لوگ یہودی دھرم کے پابند رہ چکے تھے۔ اس لیے اسلام لانے کے بعد بھی یہ لوگ یہودی دھرم کے بعض احکام پر عمل کرتے رہے۔ چنانچہ یہ لوگ سنیچر کے دن کی تعظیم کرتے تھے اور اونٹ کا گوشت کھانے اور دودھ پینے سے پرہیز کرتے تھے۔ اور یہ خیال کرتے تھے کہ یہ چیزیں اسلام میں مباح ہیں۔ نہ ان کا کرنا ضروری ہے نہ چھوڑنا ضروری ہے اور توراۃ میں ان چیزوں سے بچنا ضروری ہے۔ لہٰذا ان چیزوں کو چھوڑ دینے میں اسلام کی کوئی مخالفت نہیں ہو گی اور موسوی شریعت پر بھی عمل ہو تا رہے گا۔ اس طرح ہم قرآن اور توراۃ دونوں پر عمل کرتے رہیں گے۔ لیکن ان لوگوں کا یہ طرز عمل خداوند قدوس جل جلالہ، کو پسند نہیں آیا۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی اور پروردگار عالم نے فرمادیا کہ :

اے ایمان والو : جب تم مسلمان ہوئے ہو۔ تو پورے طور پر اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ اور صرف اسلام ہی کے احکام کی پوری پوری اطاعت و پابندی کرو۔ توراۃ و انجیل اور دوسری تمام کتابوں کو قرآن نے منسوخ کر دیا ہے۔ اس لیے اب قرآن کے سوا دوسری کتابوں کے احکام پر چلنا تمہارے لیے جائز نہیں۔

(صاوی، خازن وغیرہ)

marfat.com

مطلب یہ ہے کہ مسلمان بنے ہو تو آدھے تیتر آدھے بٹیر کی طرح ادھورے مسلمان نہ بنو۔ بلکہ پورے پورے مسلمان بن جاؤ۔ آدھے یہودی اور آدھے مسلمان بننے کا خیال درحقیقت شیطانی وسوسوں کا ایک پر فریب جال ہے اس لیے تم لوگ شیطان کے نقوش قدم کی اطاعت اور پیروی نہ کرو۔ کیوں کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔ اور دشمن کے بتائے ہوئے راستوں پر چلنا انتہائی خطرناک اور اس کا انجام بہت ہی افسوسناک ہوا کرتا ہے۔

توراۃ وانجیل کی حیثیت: برادران اسلام! اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ توراۃ وانجیل اور دوسری مقدس آسمانی کتابیں یقیناً خدا ہی کی فرستادہ کتابیں ہیں۔ اور بلا شبہ ان کتابوں کی تعلیمات اپنے اپنے دور میں ہدایت کے چمکتے ہوئے ستارے اور حق کی شاہراہ کے لیے رہنمائی کا نور ہیں۔ اور ان کتابوں کی حقانیت وصداقت پر ہم مسلمانوں کا ایمان ہے۔ لیکن حضور خاتم النبیین ﷺ کی تشریف آوری، اور خدا کی آخری کتاب کریم یعنی قرآن عظیم کے نزول کے بعد توراۃ وانجیل وغیرہ تمام آسمانی کتابوں کی تعلیمات کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ کیوں کہ یہ کتابیں اس وقت نازل ہوئی تھیں جب انسانیت کی حیات کا نظام عمل بہت ہی کوتاہ، اور انسانی ترقیات کی منزل بہت ہی محدود تھی۔ لیکن اب جبکہ انسانیت کے دستور حیات کا دفتر بہت طویل ہو چکا، اور انسان اپنے مدارج ترقیات کی بلند ترین منزل پر قدم رکھ چکا، تو قرآن کریم کی وسیع اور اعلی تعلیمات کے سوا حوائج انسانیت کی تکمیل اور انسانی نظام حیات کے تقاضوں کی تسکین، کسی دوسری کتاب کی تعلیمات سے ہو ہی نہیں سکتی، اس لیے قرآن کے آفتاب ہدایت کے سامنے دوسری تمام آسمانی کتابوں کی ہدایت کے ستارے اپنی اپنی چمک دمک سے دست بردار ہو کر ہمیشہ کے لیے غروب ہو گئے۔ اور یہ سب کتابیں

marfat.com

منسوخ ہو گئیں۔

چراغ اور سورج کی مثال : حضرات : اس کی مثال یوں سمجھ لیجئے۔ کہ جب تک رات کا اندھیرا رہتا ہے۔ اس وقت تک چراغ کی روشنی، ٹارچ کی چمک بھی مسافر کی رہنمائی کرتی ہے۔ ستارے اور چاند بھی اپنا اپنا نور بکھیر کر راہ چلنے والوں کو راستہ دکھاتے رہتے ہیں۔ مگر جب صبح کا آفتاب اپنی نورانی آب و تاب کے ساتھ طلوع ہو جاتا ہے تو چراغ اور ٹارچ کی روشنی بالکل بے کار اور چاند تاروں کی برات اپنی اپنی نورانی چادروں کو سمیٹ کر رخصت ہو جاتی ہے۔ اسی طرح جب تک قرآن نازل نہیں ہوا تھا۔ تو انجیل و توراۃ اور زبور وغیرہ تمام آسمانی کتب و صحائف سے انسانیت کو ہدایت کی روشنی ملتی رہی۔ لیکن جب قرآنی تعلیمات کا آفتاب طلوع ہو گیا۔ تو اس کے نور مبین کے سامنے تمام کتابوں کی روشنیاں روپوش ہو گئیں ظاہر ہے کہ دن کے اجالے میں چراغ سے روشنی حاصل کرنے والا بلاشبہ لغویت کا مجسمہ ہی کہلائے گا۔ اسی طرح قرآن کے ہوتے ہوئے توراۃ و انجیل سے ہدایت طلب کرنے والا در حقیقت ہدایت کو منہ چڑانے والا شمار کیا جائیگا۔

برادران ملت : اسی مضمون کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے خداوند قدوس نے اپنے حبیب نبی آخر الزماں ﷺ کے اوصاف جمیلہ کا بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یا ایھا النبی انا ارسلنک شاھدا و مبشرا و نذیرا و داعیا الی اللہ باذنہ و سراجا منیرا ۝ یعنی اے نبی ہم نے آپ کو اس شان کے ساتھ بھیجا ہے کہ آپ تمام انبیاء اور امتوں کے گواہ ہیں اور خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے۔ اور خدا کی طرف بلانے والے اور ''روشن آفتاب'' ہیں۔

marfat.com

حضرات: خداوند حق جل مجدہ نے اس آیت میں اپنے پیارے حبیب ﷺ کو شاہد، مبشر، نذیر، داعی کے خطابات سے سرفراز فرماتے ہوئے آخر میں "سراج منیر" یعنی روشن آفتاب کے لقب سے ممتاز فرما کر اسی حقیقت کی نقاب کشائی فرمائی ہے۔ کہ اب تک جتنے انبیاء اور رسل تشریف لائے وہ سب آسمان نبوت میں چاند اور ستارے بن کر چمکتے رہے۔ مگر نبی آخر الزمان "سراج منیر" یعنی روشن آفتاب بن کر نمودار ہوئے۔ چنانچہ آفتاب نبوت کے طلوع ہوتے ہی نبوت کے سب چاند اور ستارے روپوش ہو گئے۔ اور آخر الزمان بنی کی قرآنی تعلیمات کے جگمگاتے ہوئے انوار ہدایت کے سامنے انبیاء سابقین کی تعلیمات کی تجلیات ایسے محسوس ہونے لگیں۔ جس طرح آفتاب نصف النہار کے انوار کے سامنے چند ٹمٹماتے ہوئے چراغ۔

برادران اسلام: اسی لیے خداوند عالم نے صاف صاف اعلان فرما دیا کہ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ یعنی جو شخص اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کو طلب کرے گا۔ وہ ہرگز ہرگز بارگاہ خداوندی میں مقبول نہیں ہو سکے گا اور اسی لیے حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھیوں نے جب قرآن کے ہوتے ہوئے توراۃ کی تعلیمات کی طرف ذرا رخ کیا۔ تو عتاب خداوندی نے انہیں جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ کہ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً یعنی اے ایمان والو: تم اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ط اور تم لوگ شیطان کے نقش قدم کی پیروی مت کرو۔ کیونکہ وہ تم لوگوں کا کھلا ہوا دشمن ہے۔

برادران ملت: غور فرمائیے۔ کہ اس آیت نے ہمیں چونکا دیا۔ کہ ایک مسلمان اسی

marfat.com

وقت کامل الایمان اور حقیقی مسلمان کہلانے کا مستحق ہو سکتا ہے۔ جب کہ وہ اسلام کے ہر چھوٹے بڑے مسائل واحکام پر صدق دل اور یقین کامل کے ساتھ ایمان لائے۔ اور اسلام کے سوا کسی دین یا دھرم کی تعلیمات کو ہر گز ہر گز اپنے گوشہ اعتقاد میں جگہ نہ دے۔ ظاہر ہے کہ اونٹ کا گوشت کھانا اسلام میں نہ فرض ہے نہ واجب۔ اگر کوئی عمر بھر نہ کھائے تو اس کے اسلام کے دامن پر کوئی دھبہ نہیں لگ سکتا۔ لیکن جب یہودی شریعت کی اطاعت کے جذبے سے کوئی شخص اونٹ کا گوشت ترک کرے گا۔ تو یقیناً وہ اسلامی شریعت کے دائرے سے بھٹکنے والا شمار کیا جائے گا۔ اور اس کے اسلام کا سفید و شفاف دامن ضرور کچھ نہ کچھ داغدار ہو جائے گا۔

عزیزان ملت: اب میں صاف صاف کہتا ہوں کہ آج کل بہت سے وہ مسلمان جو شریعت اسلام اور اسلامی شعار سے منہ موڑ کر یہود و نصاریٰ اور مشرکین کے دینی مراسم اور ان کے غیر اسلامی اعمال و افعال پر والہانہ ٹوٹے پڑتے ہیں۔ اور اسلامی معاشرہ میں اغیار کے کافرانہ رسوم و مراسم کو داخل کر کے اسلام کی مستحکم دیواروں کو ڈائنامیٹ سے اڑا رہے ہیں۔ انہیں ہوش میں آجانا چاہیے کہ قرآن حکیم کی اس آیت نے انہیں کتنی بھیانک اور خوفناک وعید سنائی ہے کہ ان کے اسلام کو ادھورا قرار دے کر انہیں پورا پورا اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ پھر انکے اس غیر اسلامی طرز عمل کو شیطان کے نقوش قدم کی پیروی ٹھہرا کر انہیں شیطان کا مطیع و متبع قرار دیا۔ (والعیاذ باللہ منہ)

داڑھی کی اہمیت: حضرات: مثال کے طور پر ایک داڑھی کے مسئلہ پر غور کر لیجئے۔ آج بر صغیر ہی میں نہیں بلکہ مشرق و مغرب اور شمال و جنوب کے مسلمانوں نے محض یورپ

marfat.com

ی اندھی تقلید میں اپنی داڑھی مونچھ کا صفایا کر ڈالا ہے۔ اور جب کبھی علماء حق ان لوگوں کو
ں شعار دین اور اسلامی نشان کی اہمیت بتاتے ہیں۔ تو بعض مسلمان انتہائی بے باکی اور بے
ینی بلکہ کمال بے حیائی کے ساتھ یہ کہہ دیتے ہیں کہ کیاداڑھی میں اسلام لٹکا ہوا ہے ؟ میں
ہتا ہوں کہ اے عزیزو! داڑھی میں تو اسلام نہیں ہے مگر اسلام میں تو داڑھی ہے۔ خدا کی
قسم حضور اکرم ﷺ کا فرمان، ہدایت کا نشان بن کر آج بھی احادیث کی کتابوں میں چمک رہا
ہے اور قیامت تک چمکتا رہے گا۔ کہ قصوا الشوارب واعفو اللحی وخالفوا
لمشرکین یعنی مونچھوں کو کاٹو۔ اور داڑھیوں کو بڑھاؤ۔ اور مشرکین کی مخالفت کرو۔ پھر
ون مسلمان نہیں جانتا؟ کہ تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء تشریف لائے اور ان میں
ے کسی نے بھی نہ داڑھی منڈوائی نہ کٹائی۔

میرے حضور خاتم النبیین ﷺ کے تقریباً ایک لاکھ سے زائد صحابہ میں سے کوئی
بھی داڑھی منڈانے والا نہیں تھا۔ پھر کروڑوں سلف صالحین، علماء کاملین اور اولیاء عارفین
میں سے بتایئے تو کون ایسا ہوا ہے جس نے داڑھی مونچھ کا صفایا کرایا ہو۔

مسلمانو' للہ مجھے بتاؤ؟ کہ کیا یہ سب کچھ جانتے ہوئے داڑھیاں منڈانا، یا بڑی بڑی
مونچھیں رکھنا۔ یا داڑھیوں کی ایسی درگت بنانا کہ کچھ کٹی ہوئی، کچھ منڈی ہوئی، کچھ نوچی
ہوئی نظر آنے لگے۔ یہ شعار اسلام اور فرمان مصطفےٰ علیہ الصلوۃ والسلام کی کھلی ہوئی مخالفت،
اور قانون شریعت سے بغاوت نہیں ہے؟ اور مراسم کفر کی طرف رغبت کی نشانی نہیں
ہے؟ افسوس صد ہزار افسوس! مسلمانو! تمہارے ان ہی کرتوتوں کا مرثیہ پڑھتے ہوئے
ڈاکٹر اقبال نے اپنی مشہور نظم "جواب شکوہ" میں بالکل سچ اور صحیح لکھا ہے کہ ۔

marfat.com

کون ہے تارک آئین رسول مختار؟ مصلحت وقت کی ہے کس کے عمل کا معیار
ہو گئی کس کی نظر طرز سلف سے بیزار؟ کس کی نظروں میں سمایا ہے شعار اغیار

قلب میں سوز نہیں روح میں احساس نہیں
کچھ بھی پیغام محمد ﷺ کا تمہیں پاس نہیں

اسلامی سلام : مسلمانو: اسلامی شعار کی بات آ گئی ہے۔ تو ایک بات اور بھی سن لو۔
مسلمانوں کے حضور پیغمبر اسلام ﷺ نے بوقت ملاقات سلام کا اسلامی طریقہ یہ بتایا ہے
تم لوگ "السلام علیکم" کہو۔ اور جواب دینے والا "وعلیکم السلام" کہے۔ مگر آج کل
مسلمان محض فرنگیوں کی تقلید میں اپنے اس طریقہ سلام کو بحر عرب میں غرق کر کے
"گڈ مورننگ" اور "گڈ نائٹ" کے نصرانی شعار کا پرچم بلند کر رہے ہیں۔ اور بعض مشرکین
کی تقلید میں "نمستے" یا کچھ نہیں سمجھتے کا راگ الاپ رہے ہیں۔

مسلمانو: ذرا سوچو تو سہی یہ سب کیا ہو رہا ہے؟ افسوس کہ تم غیر شعوری طور
اپنے اسلام کے مضبوط قلعہ پر بمباری کر رہے ہو۔ اور دین کے شعائر اور اسلامی نشانوں
برباد اور تہس نہس کر رہے ہو۔

مسلمانو: تمہیں کیا خبر؟ کہ اسلامی سلام "السلام علیکم" کی کیا اہمیت ہے؟ اور ا
لفظ میں کتنی بڑی بڑی عظمتوں اور حکمتوں کے خزانے پوشیدہ ہیں؟

ارے بھائیو: "گڈ مورننگ" کے یہی تو معنی ہیں کہ تو صبح کو اچھے رہو" اور
گڈ نائٹ" کے یہی معنی تو ہیں کہ "تم رات کو اچھے رہو" سبحان اللہ۔ ذرا سوچئے تو سہی کہ
کیسی ان کی دعا ہے کہ "گڈ مورننگ" "تم خالی صبح کو اچھے رہو"۔ چاہے دن بھر اور رات

marfat.com

بھاڑ ہی میں جلتے رہو۔ اور "گڈ نائٹ" رات کو تم اچھے رہو۔ چاہے دن کو تم جہنم ہی میں
ے جاؤ۔ "نمستے" کے کیا معنی ہیں۔ ذرا یہ بھی سن لو۔ "میں تمہارے آگے جھکتا ہوں۔ تو بہ
ذ باللہ۔ بھلا یہ بھی کوئی سلام ہے۔ مسلمانو: ذرا خیال تو کرو۔ کہ مسلمان کی وہ مقدس
شانی جو اس لیے پیدا کی گئی ہے کہ وہ صرف خالق کائنات کے آگے جھکے۔ اور ساری کائنات
پنے آگے جھکائے۔ وہ پیشانی ایک انسان کے آگے جھکے؟۔ اور ایک توحید کا پرستار "نمستے"
کر غیر اللہ کے آگے اپنی پیشانی جھکانے کا اعلان کرے؟ ارے یہ نمستے تو انہیں لوگوں کو
ب دیتا ہے، جو مٹی، پتھر، دریا اور درختوں کے آگے سر جھکاتے پھرتے ہیں۔ وہ لوگ اگر
ستے" کہہ کر کسی انسان کے سامنے پیشانی جھکائے کا اعلان کریں تو یہ ان کے لیے زیبا
۔ مگر ہائے مسلمانو: تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ کہ تم اتنا نہیں سمجھتے کہ یہ "نمستے" تمہارے
یدہ توحید کے سفینہ نجات میں کتنا خوفناک "تارپیڈو" ہے۔ تمہیں کچھ احساس بھی ہے؟
تم نے اس "نمستے" کا "تارپیڈو" مار کر کتنی مرتبہ اپنے اسلام کے جہاز کو غرق کرنے کی
شش کی ہے؟

مسلمانو: کیا تمہارے خون میں توحید اسلامی کی حرارت فنا ہو گئی؟ کیا تمہاری
لامی غیرت کی بھڑکتی ہوئی آگ بجھ کر بالکل ہی راکھ ہو چکی ہے؟ مسلمانو: خدا کے لیے اپنے
ر تم کرو۔ اپنے دین و ایمان کی خیر مناؤ۔ اور ان مشرکانہ مراسم اور غیر اسلامی شعاروں کو
وڑ دو۔ اور اپنے پیارے اسلامی طریقوں پر عمل کر کے اپنی دنیا و آخرت کی صلاح و فلاح کا
مان کر لو۔ اور اپنے اسلامی عقیدوں پر پہاڑ کی طرح قائم رہو۔ کیوں کہ بغیر عقائد کی پختگی
دین کے ساتھ والہانہ لگاؤ کے ہرگز ہرگز تمہاری اسلامی زندگی کامیاب نہیں ہو سکتی۔

marfat.com

اور ہرگز ہرگز تم ایک زندہ قوم کا کردار نہیں پیش کر سکتے۔ خوب کان کھول کر سن لو۔

حکمت مشرق و مغرب نے سکھایا ہے مجھے

ایک نکتہ، کہ غلاموں کے لیے ہے اکسیر

دین ہو، فلسفہ ہو، فقر ہو، سلطانی ہو

ہوتے ہیں پختہ عقائد کی بنا پر تعمیر

"حرف" اس قوم کا بے سوز، عمل زار و زبوں

ہو گیا پختہ عقائد سے نہیں جس کا ضمیر

بہر کیف مسلمانو: "گڈ مورننگ" "گڈ نائٹ" اور "نمستے" کے معانی تو آپ سن چکے۔ اور سمجھ چکے کہ یہ کتنے حماقت آمیز سلام کے طریقے ہیں؟ اب ذرا اسلامی سلام "السلام علیکم" کے معنی بھی سن لیجیے۔ اور اس کی حکیمانہ جامعیت کی داد دیجیے۔

السلام علیکم کے معنی: سنئے جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے ملاقات کرتا ہے تو کہتا ہے "السلام علیکم" یعنی تمہارے اوپر ہر قسم کی سلامتی ہو۔ یعنی جان کی سلامتی، مال کی، عزت و آبرو کی سلامتی، تندرستی کی سلامتی، صبح کی سلامتی، شام کی سلامتی، دن کی سلامتی، رات کی سلامتی، ہر چیز کی سلامتی، ہر بات کی سلامتی، پھر جواب میں دوسرا مسلمان کہتا ہے کہ "وعلیکم السلام" یعنی جن جن باتوں اور چیزوں کی سلامتی کی دعا تم نے میرے لیے کی ہے، انہیں سب چیزوں کی سلامتی کی دعا میں بھی تمہارے لیے کرتا ہوں۔ پھر اے مسلمان بھائیو! یہ "السلام علیکم" خالی دعا ہی نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک عہد اور اقرار نامہ بھی ہے کہ جب ایک مسلمان نے کسی دوسرے مسلمان سے "السلام علیکم" کہ

marfat.com

یا۔ تو گویا اس کے سامنے یہ عہد کر لیا کہ اب تم میری طرف سے بالکل بے خوف ہو جاؤ۔ ہوں کہ میری طرف سے تمہاری جان، مال، عزت، آبرو، مکان، دکان، سازوسامان ہر چیز ی سلامتی ہے۔ اور میں ہر گز ہر گز تمہیں کسی قسم کا کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ سبحان للہ۔ سبحان اللہ۔ مسلمانو! ذرا غور تو کرو کہ اگر مسلمان سچائی کے ساتھ سلام کرنا سیکھ لیں۔ پھر کسی مسلمان کو کسی مسلمان کی طرف سے نقصان و ضرر کا کوئی اندیشہ ہی نہیں ہو سکتا۔ للہ اکبر۔ مسلمانو! دیکھ لو۔ تمہارا "السلام علیکم" اور "وعلیکم السلام" کتنی عظمت اور کس قدر ہمیت و حکمت والا سلام ہے؟ مگر افسوس کہ تم نے اس کوہ نور جیسے ہیرے کو اپنی جیب سے کال کر پھینک دیا ہے۔ اور گڈ مورننگ، گڈ نائٹ اور نمستے جیسے شیشے کے ٹکروں پر جھپٹ ڑے۔ اور وہ بھی یہود و نصاریٰ اور مشرکین کی تقلید میں۔ ہائے افسوس کہ تم عظمت کے نچے مناروں سے ایسی پستی کے گڑھے میں گر پڑے جس کو "اسفل السافلین" کے سوا کچھ ھی نہیں کہا جا سکتا۔ ہائے افسوس تم کیا تھے؟ اور کیا ہو گئے۔

کبھی اے نوجواں مسلم تدبر بھی کیا تو نے
وہ کیا گردوں تھا؟ تو جس کا ہے اک ٹوٹا ہوا تارا
تجھے اس قوم نے پالا ہے آغوش محبت میں
کچل ڈالا تھا جس نے پاؤں سے تاج سردارا
تمدن آفریں، خلاق آئین جہاں داری
وہ صحرائے عرب یعنی شتر بانوں کا گھوارا
غرض میں کیا کہوں تجھ سے کہ وہ صحرا نشین کیا تھے

marfat.com

جہاں گیر و جہاں دار و جہاں بان و جہاں آرا

تجھے آباء سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی

کہ تو گفتار، وہ کردار، تو ثابت وہ سیارا

گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی

ثریا سے زمین پر آسمان نے ہم کو دے مارا

بہر کیف اے مسلمانو! خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہمیں اس آیت سے یہ سبق ملتا ہے کہ مسلمان کو اسلام کے سب فرائض وواجبات اور سنن و مستحبات سے والہانہ قلبی محبت اور عملی تعلق رکھنا یہ اسلامی منصب کا تقاضا ہے۔ اور ایک حقیقی اور پورا مسلمان بننے کے لیے ضروری ہے کہ نماز، روزہ اور حج وزکوۃ کے ساتھ ساتھ اسلامی معاشرہ میں بھی کوئی کانٹ چھانٹ اور کتر بیونت نہ کرے اور اسلامی رہن سہن، اسلامی چال چلن اسلامی تہذیب و تمدن، اسلامی رفتار و گفتار، اسلامی عمل و کردار ہر ہر چیز کی حفاظت کرے۔ اور اپنے ہر اسلامی شعار کو طریقہ اغیار کی مداخلت سے محفوظ رکھے۔ اور اپنے اس عقیدہ کو پہاڑ کی طرح مستحکم کرے۔ کہ ہر وہ طریقہ اور ہر وہ معاشرہ جو اسلامی تعلیمات کے خلاف ہو، یقیناً وہ شیطان کا وسوسہ اور اس کے نقش قدم کی پیروی ہے۔

مسلمانو! یہی اس آیت کا مطلب ہے کہ:

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوا فِى السِّلْمِ كَآفَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝

یعنی اے ایمان والو! تم پورے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ اور شیطان کے

marfat.com

نقوش قدم کی پیروی مت کرو۔ بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے برادران ملت! ایک ایک بار باآواز بلند درود شریف پڑھ لیجئے:

اللھم صل علی سیدنا محمد و علی ال سیدنا محمد و بارك وسلم

شیطان تمہارا دشمن ہے: برادران ملت! اب اس آیت کے آخر جملے کی بھی تھوڑی سی تشریح سن لیجئے۔ ارشاد ربانی ہے کہ انہ لکم عد و مبین یعنی شیطان تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔

مسلمانو! شیطان تمہارا وہ دشمن ہے جو خدا کے سامنے یہ اعلان کر کے جنت سے نکلا ہے کہ لَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِیْنَ۔ یعنی میں اے اللہ تیرے مخلصین بندوں کے سواسب کو ضرور ضرور گمراہ کروں گا۔ چنانچہ شیطان طرح طرح کے وسوسوں اور خیالات کے دام تزویر میں پھنسا کر مومن کو گمراہی کی ہلاکت میں ڈال دیتا ہے۔ اور اس کے پر فریب جال اور مہلک پھندوں سے چھٹنا بڑا ہی مشکل کام ہے۔ یہ عابدوں کو عابد بن کر، مولویوں کو مولوی بن کر، صوفیوں کو صوفی بن کر گمراہ کرتا ہے۔ حد ہو گئی ہے کہ کبھی عبادت سے روک کر مسلمان کو تباہ کرتا ہے اور کبھی عبادت کی تبلیغ کر کے بھی، اور عبادت کرا کر بھی، مسلمان کو تباہی کے غار میں گرانے کی کوشش کرتا ہے۔

حضرت امیر معاویہ اور ابلیس: چنانچہ مجھے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ایک حکایت یاد آگئی۔ جس کو مولانا روم نے مثنوی میں بڑی دھوم سے بیان فرمایا ہے وہ لکھتے ہیں کہ۔

در خبر آمد کہ خال مومناں

بود اندر قصر خود خفتہ شباں

یعنی حدیث میں آیا ہے کہ تمام مومنین کے ماموں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ

marfat.com

عنہ ایک رات اپنے محل میں سو رہے تھے۔

حضرات گرامی! چونکہ حضرت امیر معاویہ کی بہن ام حبیبہ رضی اللہ عنہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زوجہ مطہرہ اور تمام مسلمانوں کی ماں ہیں۔ اور ماں کا بھائی ماموں ہوتا ہے۔ اس لیے حضرت امیر معاویہ تمام مسلمانوں کے ماموں کہلاتے ہیں۔

ناگہاں مردے ورا بیدار کرد
چشم چو بکشا و پنہاں گشت مرد

اچانک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو کسی آدمی نے بیدار کر دیا۔ لیکن جب آپ نے آنکھ کھول کر دیکھا تو وہ آدمی چھپ گیا۔ اور آپ کو نظر نہیں آیا۔ اس وقت آپ نے فرمایا کہ۔

گفت ہی، تو کیستی ؟ نام تو چیست
گفت نام فاش! ابلیس شقی است

ارے تو کون ہے؟ اور تیرا نام کیا ہے؟ یہ سن کر شیطان نے کہا کہ اجی! مجھ بد نصیب کا نام "ابلیس" ہے جو بہت ہی مشہور ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حیران ہو کر اس سے فرمایا کہ ارے ابلیس کا کام تو مومن کو سلا کر اس کی نماز قضا کرا دینا ہے۔ تو اگر ابلیس ہے تو پھر تو نے مجھے نماز کے لیے کیوں جگایا؟ تیرا کام تو نماز چھڑانا ہے۔ نماز پڑھانا تو تیرا کام نہیں ہے۔ یہ سن کر ابلیس نے کیا کہا؟ سنئے اور عبرت سے سر دھنئے!

از بن دنداں بگفتش اے فلاں
کردمش بیدار من از بہر آں

marfat.com

شیطان نے دانت پیس کر کہا کہ اے فلاں! میں نے آپ کو اس لیے بیدار کر دیا کہ

گر نماز فوت می شد، ایں زماں

می زدی از در دل آہ و فغاں

اگر اس وقت آپ کی نماز فوت ہو جاتی تو آپ افسوس کرتے ہوئے اور درد دل سے روتے ہوئے آہ و فغاں کرتے۔

آں تاسف، واں فغان و آں نیاز

در گذشتے از دو صد رکعت نماز

تو نماز چھوٹنے کے غم میں آپ کا افسوس اور آپ کی بے قراری اور بارگاہ باری میں آپ کی گریہ وزاری ثواب میں دو سو رکعت نمازوں سے بھی بڑھ جاتی۔ تو میں نے اسی لیے آپ کو نماز کے لیے جگا دیا ہے تاکہ آپ کا ثواب بڑھنے نہ پائے کیوں کہ ۔

من حسو دم از حسد کر دم چنیں

من عدوم، کار من مکر است و کیں

یعنی میں تو مسلمانوں کا حاسد ہوں۔ اور اسی جذبہ حسد کی وجہ سے میں نے آپ کو نماز کے لیے جگا دیا۔ تاکہ آپ کو زیادہ ثواب نہ مل سکے۔ کیوں کہ مسلمانوں کا دشمن ہوں اور مکر و کینہ ہی میرا کام ہے۔

مسلمانو! دیکھا آپ نے؟ ما و شما تو کس شمار و قطار میں ہیں؟ ایک صحابی کے ساتھ بھی شیطان اپنی شیطانی حرکتوں سے باز نہیں رہتا۔ تو پھر ہم عوام کا کہاں ٹھکانا؟

ہر کیف شیطان کے مکر و کید اور اس کے پُرفریب جال اور دام تزویر سے بچنا ہو اہی

marfat.com

مشکل ہے۔ لیکن ہاں صرف ایک تدبیر ہے کہ جس کے ذریعے شیطان کی شیطنت سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ اور وہ وہی ترکیب ہے جس کے بارے میں خود شیطان نے یہ کہہ دیا ہے کہ اس تدبیر کے سامنے میرے شیطانی ہتھکنڈے بے کار ہو جاتے ہیں۔ اور وہ تدبیر یہ ہے کہ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ یعنی جو بندے اپنے رب کے ساتھ ہر عمل میں اخلاص اور للّٰہیت کا پیکر بنے ہوئے ہیں انہیں شیطان ہر گز ہر گز کوئی نقصان و ضرر نہیں پہنچا سکتا۔

عزیزو، اور دوستو! اب یہ بھی سن لیجئے کہ اخلاص کیا چیز ہے؟ سنئے اخلاص کے یہ معنی ہیں کہ بندہ ہر عمل میں اللہ تعالیٰ ہی کی رضا طلب کرے اور ہر گز ہر گز اپنے کسی عمل میں لذت نفس یا ریا کاری کا گزر نہ ہونے دے نہ اپنی کوئی ذاتی غرض یا فائدہ ملحوظ رکھے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ ؎

واعظ کمال ترک سے ملتی ہے یاں مراد
دنیا جو چھوڑ دی ہے تو عقبیٰ بھی چھوڑ دے
سوداگری نہیں یہ عبادت خدا کی ہے
اے بے خبر! جزا کی تمنا بھی چھوڑ دے

دو صاحب اخلاص بزرگ: حضرات! مجھے اس موقع پر ایک حکایت یاد آگئی۔ مشہور ہے کہ ایک بزرگ نے اپنے مرید کو کھانا دے کر حکم دیا کہ دریا کے اس پار ایک دوسرے بزرگ کے پاس پہنچا دے اور یہ فرمایا کہ دریا کے کنارے پر جا کر تم یہ کہہ دینا کہ اے دریا! تو مجھے اس کے حکم سے راستہ دیدے جس نے کبھی اپنے لیے اپنی بیوی سے صحبت نہیں کی ہے۔ چنانچہ مرید نے دریا کے کنارے پر جا کر یہ لفظ کہہ دیا۔ اور بہتے دریا کے اوپر

marfat.com

سے چلتا ہوا گزر گیا۔ اور ان بزرگ کے پاس کھانا پہنچا دیا۔ جب وہ بزرگ کھانا کھا چکے۔ تو فرمایا کہ تم چلے جاؤ۔ اور دریا کے کنارے کھڑے ہو کر دریا سے یہ کہہ دینا کہ تو مجھے اس کے حکم سے راستہ دے دے، جس نے اپنے لیے کبھی کھانا نہیں کھایا ہے۔

چنانچہ مرید نے دریا کے سامنے یہی لفظ کہا۔ اور دریا کے اوپر سے چلتا ہوا گزر گیا۔

مگر مرید کو سخت خلجان اور بے چینی رہی کہ میرے پیر صاحب کی ایک درجن اولاد ہے۔ پھر انہوں نے یہ کس طرح کہہ دیا کہ انہوں نے کبھی اپنے لیے اپنی بیوی سے صحبت نہیں کی ہے۔ اور دریا پار کے بزرگ نے میرے سامنے کھانا کھایا۔ پھر کس طرح یہ کہا کہ انہوں نے اپنے لیے کبھی کھانا نہیں کھایا۔

چنانچہ مرید برداشت نہ کر سکا۔ اور آخر پیر سے پوچھ ہی بیٹھا۔ کہ حضرت! آپ کا مقولہ اور دریا پار کے بزرگ کا مقولہ میری سمجھ میں بالکل نہیں آیا۔ ذرا اس کی کچھ تشریح فرما دیجیے۔ یہ سن کر پیر صاحب نے جو آج کل کے انگارا شاہ چنگارا شاہ قسم کے "مقام کھا کھوت" طے کرنے والے پیر نہیں تھے۔ بلکہ واقعی صاحب کمال بزرگ تھے۔ مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ کہ اے مرید! میرا مطلب یہ تھا کہ میں نے اپنے لیے اپنی بیوی سے کبھی صحبت نہیں کی ہے، سن میں نے جب بھی اور جتنی مرتبہ بھی اپنی بیوی سے صحبت کی، صرف خدا اور رسول کی رضا کے لیے کی ہے، میں نے صرف اس لیے صحبت کی ہے۔ تاکہ اللہ و رسول کے حکم کے مطابق اپنی بیوی کا شرعی حق ادا کروں۔ اپنے نفس کی خواہش اور لذت کے لیے میں نے کبھی بھی صحبت نہیں کی ہے اسی طرح دریا پار کے بزرگ نے بھی ہمیشہ کھانا صرف اسی لیے کھایا۔ تاکہ وہ کھانے سے طاقت حاصل کر کے خدا کے فرائض کو ادا کریں۔

marfat.com

اپنے نفس کی خواہش اور زبان کی لذت کے لیے کبھی ایک لقمہ بھی انھوں نے نہیں کھایا ہے۔ اور اے مرید! ہمارے اسی اخلاص ہی کی برکت اور اسی کی بدولت ہمیں یہ روحانی طاقت حاصل ہو گئی ہے۔ کہ دریا بھی ہمارے حکم کا تابع فرمان ہے اور شیطان بھی ہماری اس خداداد روحانی طاقت کے دبدبہ اور ہیبت سے لرزہ بر اندام ہو کر ہمیشہ ہم سے دور ہی رہتا ہے۔ کیوں کہ شیطان انتہائی طاقت ور ہونے کے باوجود یہ اعتراف کرتا ہے کہ الاعبادك منهم المخلصين ، یعنی صاحب اخلاص مسلمان کی روحانی طاقت کے سامنے شیطان کی طاقتوں کے بڑے بڑے پہاڑ بھی ریزہ ریزہ ہو کر بکھر جاتے ہیں۔ اور غبار بن کر اڑ جاتے ہیں۔

سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔ مسلمانو! اخلاص کی روحانی طاقت کی توانائیوں کا کیا کہنا؟ خدا کی قسم یہ وہ جہانگیری شہنشاہیت ہے جس کے آگے پہاڑوں کی سربلندیاں، دریاؤں کی روانی و طغیانی، سورج کی شعاعیں، ایٹمی توانائیوں کی ہمہمیت سب سربسجود ہو جاتی ہیں۔ اللہ اکبر۔ امت رسول کی وہ باکمال ہستیاں جن کے وجود کے ہر تار میں للٰہیت اور اخلاص کی برقی لہریں دوڑتی رہتی ہیں۔ ان کی روحانی طاقتوں کی توانائیوں کا کون اندازہ لگا سکتا ہے؟ ان باخدا بزرگوں کی تو یہ شان ہے کہ ۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی، ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا، لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں
جلا سکتی ہے شمع کشتہ کو موج نفس ان کی
الٰہی کیا چھپا ہوتا ہے اہل دل کے سینوں میں

marfat.com

برادران ملت! یہی وہ بزرگان دین کی روحانی طاقتوں کا سرچشمہ ہے جس کو ڈاکٹر اقبال نے "مستی کردار" کہا ہے۔ اور مسلمانوں میں اس قوت و طاقت والے باکمالوں کے نایاب ہو جانے پر آنسو بہاتے ہوئے کیا خوب کہا ہے کہ ؎

صوفی کی طریقت میں فقط مستی احوال — ملا کی شریعت میں فقط مستی گفتار
شاعر کی نوا مردہ و افسردہ و بے ذوق — افکار میں سرمست، نہ خوابیدہ نہ بیدار

وہ مرد مجاہد نظر آتا نہیں مجھ کو
ہو جس کے رگ و پے میں فقط "مستی کردار"

بہر کیف مسلمان بھائیو! میری ان گذارشوں کا خلاصہ اور حاصل کلام یہ ہے کہ ہم مسلمانوں کو لازم ہے کہ اپنی زندگی کی ہر سانس میں ہر دم، ہر قدم پر ہم اسلامی شریعت کی پوری پوری پابندی کرتے رہیں۔ اور نماز روزہ اور حج و زکوۃ اور حقوق اللہ حقوق العباد کی مکمل ادائیگی کے ساتھ ساتھ اپنی صورت و سیرت اپنے عمل و کردار، اپنی رفتار و گفتار، اپنی تہذیب و تمدن، رہن سہن چال چلن کو اسلامی معاشرہ کے مطابق رکھیں اور یہود و نصاریٰ اور مشرکین کے طریقوں سے اپنے اسلام کے دامن تقدس کو داغدار نہ کریں۔ اور پورے پورے مسلمان بن کر زندہ رہیں۔ اور پورے پورے مسلمان بن کر مریں۔

وما علینا الا البلٰغ واٰخر دعوانا ان الحمد
للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر
خلقہ محمد واٰلہ وصحبہ اجمعین

marfat.com

آٹھواں وعظ

تفسیر سورۂ تَبَّتْ یَدَا

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلحَمدُ للّٰہ کَمَا ھُوَ بَاَسمَائِہٖ وَصِفَاتِہٖ ۃ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلیٰ رَسُولِہٖ
المُصطَفےٰ بِصَلوٰتِہٖ ۃ وَاَشھَدُ اَن لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ القَاھِرُ عَلیٰ مَا فِی اَرضِہٖ وَسمٰوَاتِہٖ ہ
وَاَشھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبدُہٗ وَرَسُولُہُ المَبعُوثُ اِلیٰ جَمِیعِ مَخلُوقَاتِہٖ ۃ صَلَّی
اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیہِ وَعَلیٰ اٰلِہٖ وَاَصحَابِہٖ وَحمَاتِہٖ ہ اَمَّا بَعدُ فَقَد قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ فِی
القُراٰنِ المَجِیدِ وَالفُرقَانِ الحَمِیدِ ۃ

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرَّحیم

تَبَّت یَدَا اَبِی لَھَبٍ وَّتَبَّ ۃ مَا اَغنٰی عَنہُ مَالُہٗ وَمَا کَسَبَ ۃ سَیَصلٰی نَارًا
ذَاتَ لَھَبٍ ۃ وَّامرَاَتُہٗ حَمَّالَۃَ الحَطَبِ ۃ فِی جِیدِھَا حَبلٌ مِّن مَّسَدٍ ۃ

حضرات گرامی میں آج اپنی تقریر میں قرآن کریم کی ایک مختصر اور مشہور سورت یعنی سورۃ، تبت یدا، کی تفسیر بیان کرنا چاہتا ہوں۔

مگر آپ پہلے انتہائی عاشقانہ ادا اور والہانہ انداز میں ایک بار درود شریف کا ایمان افروز نعرہ بلند کیجئے۔ اور پڑھئے۔

الھم صل وسلم و بارک علی سیدنا محمد و علی الہ واصحابہ .

حضرات تقریر سے پہلے آپ مولانا جمیل قادری بریلوی علیہ الرحمہ کی لکھی ہوئی ایک نعت شریف بھی سماعت فرمالیجئے۔ جو بہت ہی کیف آور ہونے کے ساتھ ساتھ دورد شریف کا ورد بھی ہے۔

marfat.com

نعت

جا کے صبا تو کوئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
لا کے سنگھا خوشبوئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

چاک ہے ہجر سے اپنا سینہ، دل میں بسا ہے شہر مدینہ
چشم لگی ہے سوئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رنگ ہے انکا باغ جہاں میں انکی مہک ہے خلد وجناں میں
سب میں بسی خوشبوئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہو نہ کبھی تا حشر نمایاں، ایسا ہلال عید ہو قرباں
دیکھے اگر ابروئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

شمس وقمر میں ارض وفلک میں، جن وبشر میں حور وملک میں
عکس فگن ہے روئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

دین کے دشمن انکو ستائیں دیتے رہیں یہ سبکو دعائیں
سب سے نرالی خوئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تشنہ دہانو غم ہے تمہیں کیا؟ ابر کرم اب جھوم کے برسا
لو، وہ کھلے گیسوئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہو نہ جمیل قادری مضطر، ہاتھ اٹھا کر حق سے دعا کر
مجھ کو دکھادے کوئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

marfat.com

برادران ملت میں نے خطبہ کے بعد سورۃ، تبت یدا، کی تلاوت کی ہے اور آج اسی سورت کی تفسیر میری تقریر کا موضوع ہے۔

حضرات قرآن کریم کی یہ وہ پر جلال سورہ ہے۔ جس میں خداوند قادر و قیوم نے اپنے محبوب اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان کے ساتھ ساتھ آپ کے دو مشہور دشمنوں کی خوفناک ہلاکت و بربادی کی ہوشربا داستان اور دینا و آخرت میں ان دونوں کے ہولناک اور بھیانک انجام کا بیان فرمایا ہے۔ جو سارے جہان کے لیے قہر الٰہی کا بہت بڑا نشان اور تمام دنیا کے لیے بہت بری عبرت کا نشان ہے۔

حضرات یہ دونوں دشمن رسول کون تھے؟ پہلے ان دونوں کا حال سن لیجئے ایک کا نام، ابولہب، ہے اور ایک کا نام، ام جمیل، ہے۔ یہ اسی ابولہب کی بیوی ہے۔ یہ دونوں میاں بیوی بارگاہ رسالت کے بدترین دشمن تھے۔

ابولہب، کا اصلی نام، عبدالعزیٰ، ہے یہ عبدالمطلب، کا بیٹا۔ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی چچا تھا۔ بہت ہی مالدار، انتہائی خوب صورت نہایت ہی گورا سرخ و سفید رنگ کا آدمی تھا۔ چنانچہ اس کے چہرے کی خوب صورتی اور چمک دمک کی بنا پر لوگ اس کو، ابولہب، یعنی شعلہ کا باپ کہ کر پکارتے تھے۔ اور اس کی بیوی، ام جمیل، یہ مکہ کے مشہور رئیس اور سردار، حرب بن امیہ، کی بیٹی اور ابوسفیان، کی بہن تھی۔ مگر اس بدنصیب کے دل و دماغ میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغض و عناد کا ایسا جنون پر ور زہر بھرا ہوا تھا کہ یہ ایک رئیس کی بیٹی، ایک رئیس کی بیوی، ایک سردار کی بہن اور انتہائی مالدار ہونے کے باوجود اپنے سر پر کانٹوں کا گٹھا اٹھا کر لایا کرتی تھی اور جناب رسالت مآب صلی

marfat.com

اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رستوں میں ان کانٹوں کوڈال دیا کرتی تھی۔ تاکہ رحمت عالم کے پائے نازک میں یہ کانٹا چبھ جائے اور عرش مجید کی چوٹیوں کو سرفراز کرنے والی مقدس ایڑیاں خون کی دھار سے لہولہان ہو جائیں۔

الغرض! ابو لہب اور اس کی بیوی ام جمیل دونوں کے سروں پر بدنصیبی کا ایسا بھوت سوار تھا۔ کہ یہ دونوں رحمت عالم کی دشمنی اور ایذا رسانی کو اپنی زندگی کا نصب العین بنائے ہوئے تھے۔ اور دن رات، صبح و شام ان دونوں کا محبوب ترین مشغلہ یہی تھا کہ یہ دونوں طرح طرح سے خدا کے پیارے محبوب کو ایذائیں اور تکلیفیں پہنچایا کرتے تھے۔

برادران ملت انہی دونوں دشمنان رسول کی مذمت اور عبرت خیز ہلاکت کے بارے میں قرآن مجید کی یہ سورۃ نازل ہوئی جو قیامت تک کے لیے ان دونوں کی بدبختی وبدنصیبی اور ذلت و خواری کی ایسی سند مستند بن گئی۔ کہ روز محشر تک صفات قرآن میں اس کی تجلیاں نمودار رہ کر ان دونوں بدنصیبوں کی شقاوت اور کوربختی اس طرح اظہار کرتی رہیں گی۔ جس طرح آسمان میں ستارے چمک چمک کر اپنی نورانیت کا اعلان کرتے رہتے ہیں۔

شان نزول : حضرات گرامی احباب ذرا یہ بھی سن لیجیے۔ کہ اس سورۃ کا شان نزول کیا ہے؟ اور یہ سورۃ کب؟ کیوں اور کہاں؟ اور کس موقع پر نازل ہوئی۔

حضرات! مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ جب خداوند قدوس نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل فرمائی کہ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ۔ یعنی اے محبوب آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو عذاب الہی سے ڈرایئے۔ تو آپ نے یہ ارادہ فرمایا کہ پورے قبیلہ قریش کو جمع فرما کر انہیں اپنے وعظ و تذکیر سے ڈرائیں۔ لہٰذا مجمع اکٹھا کرنے کی ضرورت

marfat.com

محسوس ہوئی۔ اس زمانہ میں یہ دستور تھا کہ جب کوئی شخص تمام اہل مکہ کو جمع کر کے کوئی بہت ہی اہم اعلان کرنا چاہتا تھا۔ تو اس کا طریقہ یہ تھا کہ وہ علی الصباح کوہ صفا پر چڑھ کر زور زور سے یہ نعرہ لگاتا تھا کہ اَنَا النَّذِیْرُ الْعُرْیَانُ اَنَا النَّذِیْرُ الْعُرْیَانُ تو یہ آواز سنتے ہی تمام اہل مکہ دوڑ پڑتے تھے۔ اور نہایت گوش ہوش کے ساتھ اس کا اعلان سنتے تھے۔

چنانچہ اسی دستور کے مطابق حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی صبح کو صفا پہاڑی پر چڑھ کر جو یہ نعرہ مارا۔ اور مکہ والوں نے سنا۔ تو لاٹھی والا لاٹھی لے کر، نیزہ والا نیزہ لے کر تلوار، الا تلوار لے کر، تیر کمان والا تیر کمان لے کر غرض تمام اہل مکہ مور و ملخ کی طرح دوڑتے گرتے، پڑتے دم زدن میں کوہ صفا کے نیچے جمع ہو گئے۔

حضرات اس مجمع میں بہت سے سترے بہترے پرانے پرانے خرانٹ اور اسی اسی برس کے گرگ باراں دیدہ اور گھاگ بھی تھے۔ اور چالیس برس کے قوی ہیکل اور ہوشمند جوان بھی اور پندرہ پندرہ برس کے شوخ و چنچل چھوکرے بھی تھے۔ بڑے بڑے مالدار اور سرمایہ دار بھی تھے اور فاقہ مست مزدور و بھکاری بھی تھے۔ غرض یہ مجمع صنف انسانیت کے تمام طبقات کا نمائندہ اجتماع تھا۔ جب سارا مجمع اکٹھا ہو کر پر سکون ہو گیا۔ تو سرداران مکہ نے کہا کہ اے ابن عبد المطلب آپ نے کیوں ہم لوگوں کو جمع کیا ہے؟ آپ کو جو اعلان کرنا ہے وہ اعلان کیجئے۔ ہم سب آپ کی پکار سننے کے لیے گوش بر آواز ہیں۔ رحمت عالم نے اہل مکہ کا یہ تقاضا سن کر ارشاد فرمایا۔ کہ اہل مکہ میں نے اس وقت تمہیں اس لیے جمع کیا ہے کہ آج مجھے تم سے ایک نہایت اہم سوال کرنا ہے۔ لہٰذا تم لوگ خوب سوچ سمجھ کر میرے سوال کا جواب دو۔ میں تم لوگوں سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر میں تم سے یہ کہہ دوں کہ اس

marfat.com

پہاڑ کے پیچھے جنگی سواروں کا ایک بہت بڑا لشکر جمع ہے جو تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ تو کیا تم لوگ میری اس بات کو سچ مان لو گے ؟

حضرات رحمت عالم کا یہ سوال سن کر تمام اہل مکہ یک زبان ہو کر یہ کہنے لگے کہ اے عبدالمطلب کے فرزند ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ اس وقت پہاڑ کے پیچھے ہمیں کوئی چیونٹی بھی نظر نہیں آرہی ہے۔ لیکن آپ اگر یہ کہہ دیں گے کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک لشکر جمع ہے تو ہم ضرور مان لیں گے۔ اس لیے کہ ما جربنا علیك كذبا یعنی آپ کی چالیس برس کی زندگی کا ہم کو تجربہ ہے کہ بچپن نوجوانی اور جوانی کی عمر میں بھی آج تک کبھی بھی آپ کی زبان پر جھوٹ کا گزر نہیں ہوا۔ بلکہ ہمیشہ ہم نے آپ کو امانت کا پیکر اور سچائی کا مجسمہ پایا اور اسی وجہ ہے کہ آپ کو صادق اور امین کہہ کر پکارتے ہیں ۔

حضرات! جب مکے والوں نے اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور سچائی کا نعرہ بلند کیا۔ تو اس وقت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اہل مکہ جب تم لوگ مجھے اتنا سچا اور امین سمجھتے ہو تو جو شخص اتنا سچا ہو گا یقیناً، اس کی ہر بات سچی ہو گی۔ لہذا تم لوگ میری اس بات کو سچ مان لو کہ فَاِنِّیْ نَذِیْرٌ "لَّکُمْ بَیْنَ یَدَیْ عَذَابٍ شَدِیْدٍ" یعنی میں تم لوگوں کو عذاب شدید کا سامنا کرنے سے ڈراتا ہوں۔ اس لیے تم لوگ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لا کر عذاب شدید سے بچ جاؤ۔

برادران ملت رحمت عالم کا یہ فرمانا تھا کہ بقول اکبر الہ آبادی ۔

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانے میں
کہ اکبرؔ نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

marfat.com

ایک دم سارا مجمع غیظ و غضب میں جل بھن گیا۔ غصہ کی لہروں سے چہروں پر اتار چڑھاؤ ہونے لگا کہ ہر ایک کے چہرے کی جو حدی بدل گئی۔ اور سب کے سب سرکش او نٹوں اور شریر گدھوں کی طرح بدکتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور اول فول بکے اور بڑبڑاتے ہوئے ادھر ادھر بھاگنے لگے۔ یہاں تک کہ ابولہب نے دانت پیس کر بلند آواز سے انتہائی گستاخانہ لہجے میں ہاتھ اٹھا کر یہ کہہ دیا کہ تبًا لکَ الِھٰذا دعوتنا یعنی اے محمد تمہارے لیے ہلاکت و بربادی ہو۔ کیا تم نے اسی لیے ہم کو بلایا تھا؟

حضرات ابولہب کا گستاخانہ جملہ سن کر رحمۃ للعالمین نے تو برداشت فرمالیا۔ اور بالکل خاموش رہے۔ مگر خداوند قادر و قیوم کی قہاری و جباری نے اپنے محبوب کی شان میں اس گستاخی و بے ادبی کو برداشت نہیں فرمایا بلکہ سدرۃ المنتہیٰ کے مکیں جناب جبرئیل امین کو حکم فرمایا۔ کہ اے طائر سدرہ یہ تمہارے بیٹھنے کا وقت نہیں ہے تم ابھی ابھی فوراً اپنی ملکوتی طاقت سے پرواز کر کے میرے حبیب کی تسلی اور دشمنان رسول کی سرکوبی کے لیے میرا یہ قاہرانہ پیغام یعنی، سورۃ تبت یدا، لے کر میرے محبوب کی بارگاہ رسالت میں حاضر ہو جاؤ۔ اور میرے پیارے رسول کو یہ سنادو کہ اے محبوب!

تبت یدا ابی لھب وتب ہلاک ہو جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تو ہلاک ہو ہی گیا۔ ما اغنی عنہ مالہ وما کسب ۰ نہ اس کا مال اس کو بچا سکا نہ اس کی کمائی سیصلٰی نارًا ذات لھبٍ وامرأتہ حمالۃ الحطب فی جیدھا حبلٌ من مسد ۰ وہ عنقریب بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہو گا اور اس کی جورو بھی اس حال میں بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہو گی کہ وہ لکڑیوں کا گٹھا سر پر اٹھائی ہوئے ہو گی۔ اور اس کی گردن میں

marfat.com

مونجھ کی رسی ہوگی۔ (تفسیر صاوی وغیرہ)

حضرات جس وقت یہ سورت نازل ہوئی اور سرکار دو جہاں نے اس کو پڑھ کر مجمع عام میں سنایا تو ظاہر ہے کہ، ابولہب، اور اس کی بیوی، ام جمیل، برملا اپنی ذلت اور رسوائی اور ہلاکت و تباہی کی یہ وعید شدید سن کر شدت طیش میں آگ بگولہ ہو گئے۔ اور یہ دونوں جوش غضب میں بھنائے ہوئے اول فول بکنے لگے۔ لیکن ابولہب بہر کیف وہ اشراف قریش میں سے ایک ہوشمند مرد تھا۔ اس لیے وہ تو اتنا کہہ کر اپنے گھر میں بیٹھ رہا، کہ اگر میرے بھتیجے نے میری ہلاکت کی خبر دی ہے۔ تو مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ میں اپنی بے شمار دولت اور کمائی کے بل بوتے پر ہلاکت سے بچ جاؤں گا۔ مگر اس کی بیوی ام جمیل پر تو غصہ سے ایسا جنون طاری ہو گیا کہ وہ جوش اور طیش میں بھری ہوئی ایک بہت بڑا پتھر لے کر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مارنے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی یہ وہ وقت تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد حرام میں اپنے یار غار صدیق جاں نثار کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ ام جمیل ہاتھ میں پتھر لیے بڑبڑاتی ہوئی مسجد حرام میں پہنچ گئی۔ مگر خدا نے اس کی آنکھوں پر ایسا پردہ ڈال دیا کہ یہ خبیثہ پوری مسجد میں چکر لگاتی رہی۔ لیکن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو نظر ہی نہیں آئے۔ جب اس کی نظر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر پڑی تو دانت پیستے ہوئے چلا کر بولی کہ اے ابوبکر تمہارے ساتھی محمد نے ہماری ہجو کی ہے۔ میں لات و عزیٰ کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ اگر میں اس کو یہاں پا لیتی۔ تو میں اسی پتھر سے اس کا سر کچل دیتی۔ اور اے ابوبکر سن لو کہ ہمارا یہ نعرہ ہے کہ مُذَمَّمًا عَصَیْنَا وَاَمْرَہٗ اَبَیْنَا وَ دِیْنَہٗ قَلَیْنَا یعنی ہم نے مذمم کی نافرمانی کی۔ اور ہم اس کے حکم کے

marfat.com

منکر ہیں۔ اور ہم اس کے دین کے دشمن ہیں۔

معاذ اللہ : اس خبیثہ نے اپنی انتہائی کافرانہ خباثت سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام نامی، محمد، کو بگاڑ کر، مذمم، اور دین پاک مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انتہائی نفرت اور بیزاری ظاہر کرتے ہوئے اپنی دشمنی کا اعلان کیا۔

برادران ملت یہی وہ مضمون ہے جس کو حضرت علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قصیدہ ہمزیہ میں بڑے ہی والہانہ انداز میں اس طرح بیان فرمایا ہے کہ :-

وَاَعَدَّتْ حَمَّا لَهُ الْحَطَبِ الْفِهْرَ

وَجَاءَتْ كَاَنَّهَا الْوَرْقَاءُ

یعنی، حمالۃ الحطب، جس کا نام ام جمیل تھا وہ ایک پتھر لے کر فاختہ کی طرح تیزی کے ساتھ آئی۔

يَوْمَ جَاءَتْ غَضْبٰى تَقُوْلُ اَفِيْ

مِثْلِيْ مِنْ اَحْمَدَ يُقَالُ الْهِجَاءُ

جس دن کہ ام جمیل غصہ میں بھری ہوئی آئی اور کہنے لگی کہ کیا مجھ جیسی عورت کے بارے میں احمد کی طرف سے ہجو (بدگوئی) کہی گئی ہے

فَتَوَلَّتْ وَمَا رَاَتْهُ وَمِنْ اَيْنَ

تَرَ الشَّمْسَ مُقْلَةٌ عَمْيَاءُ

پھر وہ پیٹھ پھیر کر چلی گئی اور اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا ہی نہیں۔

اور کیوں نہ ہو کہ اندھی آنکھ بھلا سورج کو کس طرح دیکھ سکتی ہے ؟

marfat.com

ابو لہب کا انجام : مسلمانو! بہر کیف سورہ "تبت یدا" کے نزول کے بعد ابو لہب اور ام جمیل کی آتش غضب اور زیادہ بھڑک اٹھی۔ اور یہ دونوں اور زیادہ خدا کے محبوب کی دل آزاری کرنے لگے۔

مگر میرے عزیزو اور دوستو خداوند ذوالجلال کا قہاری حکم عذاب وارین بن کران دونوں کے سروں پر منڈلا رہا تھا۔ چنانچہ صرف چند ہی دن گزرے کہ خداوند عالم کا قہر و غضب اس طرح عذاب بن کران دونوں پر اتر پڑا کہ دونوں انتہائی ذلت اور رسوائی اور بے پناہ تکالیف میں مبتلا ہو کر موت کے گھاٹ اتر گئے۔ ابو لہب خطرناک اور زہریلی چیچک کی بیماری میں مبتلا ہو گیا۔ اور اس کا تمام جسم پھوڑا ہو گیا۔ جسم کی بدبو سے کسی کا اس کے پاس ٹھہر نا دشوار تھا۔ اس نے اپنے علاج پر پانی کی طرح روپیہ بہادیا۔ مگر خدا کا قہاری اعلان کہ ما اغنی عنه ماله وما کسب کب ٹلنے والا تھا۔ نہ اس کا مال اس کو بچا سکا۔ نہ اس کی کمائی اس کے کام آئی۔ اس کا سارا بدن سڑ گیا۔ اور وہ جنگ بدر کے ساتویں دن یعنی ۲۴ رمضان ۲ھ کو ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر گیا۔ اور خدا کا فرمان صداقت نشان ساری دنیا پر علی الاعلان ظاہر ہو گیا۔ کہ تَبَّتْ یَدَا اَبِی لَهَبٍ وَتَبَّ اور وہ تو ہلاک ہو ہی گیا۔

ام جمیل کو پھانسی : مسلمانو یہ تو ابو لہب کا انجام ہوا۔ اب ذرا اس کی بیوی ام جمیل کا بھی انجام سن لو۔ یہ خبیثہ کانٹوں کا گٹھا جو مونجھ کی رسی سے بندھا ہوا تھا۔ اور رسی کا کچھ حصہ اس کے گلے میں لپٹا ہوا تھا حسب عادت اپنے سر پر لئے چلی جا رہی تھی کہ ناگہاں تھک کر ایک پتھر کی چٹان پر بیٹھ گئی اتنے میں عذاب الٰہی کا ایک فرشتہ آیا۔ اور اس گٹھے کو اس کے سر سے گرا دیا۔ اور ایک دم رسی سے اس کے گلے میں ایسی پھانسی لگ گئی کہ اس کا دم نکل گیا۔

marfat.com

اور وہیں تڑپ تڑپ کر مر گئی۔ اللہ اکبر

مسلمانو! یہی تو یہ ہے کَذٰلِكَ الْعَذَابُ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ کا خوفناک منظر

ابو لہب اور ام جمیل دوزخ میں: حضرات گرامی یہ تو دنیاوی عذاب تھا جو قہر الٰہی کی جہان سوز تجلی بن کر ان دونوں دشمنان رسول کے سروں پر مسلط ہو گیا۔ اور دونوں کی خرمن زندگی اور متاع حیات کو انتہائی ذلت و خواری کے ساتھ سوخت کر کے ان دونوں کو ہلاک و برباد کر دیا گیا۔ اور ان دونوں کی پیشانیوں پر خلق اور خالق کی لعنتوں سے ایک ایسا بد نما داغ لگ گیا۔ جو دنیا بھر کے سمندروں سے بھی نہیں دھل سکتا۔ اور عالم اسلام کی تاریخ میں یہ دونوں اس قدر بدنام اور ذلیل و خوار ہو گئے۔ کہ دنیا کا کوئی مسلمان بھی یہ گوارہ نہیں کر سکتا کہ وہ اپنے بچے کا نام، ابو لہب، رکھے یا اپنی بچی کو حمالۃ الحطب کہہ کر پکارے۔

لطیفہ: حضرات اس موقع پر مجھے تاریخ اسلام کا ایک دلچسپ لطیفہ یاد آ گیا۔ ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت عقیل جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دربار میں تشریف لے گئے۔ اس وقت دربار میں ملک شام کے امراء اور روساء حاضر تھے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کا تعارف کراتے ہوئے تفریح و مزاح کے طور پر فرمایا کہ اے اہل شام یہ عقیل بن ابی طالب ہیں۔ ان کا چچا، ابو لہب، ہے۔ یہ سن کر اہل شام ہنس پڑے۔ حضرت عقیل بھی بڑے ہی حاضر جواب تھے۔ انہوں نے فوراً ہی برجستہ فرمایا کہ اے اہل شام یہ معاویہ بن ابو سفیان ہیں۔ ان کی پھوپھی، حمالۃ الحطب، ہے یہ سن کر اہل شام ہنستے ہنستے لوٹ پوٹ ہو گئے۔ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جھینپ کر خاموش ہو گئے۔

marfat.com

الغرض، ابو لہب، اور حمالۃ الحطب دونوں میاں بیوی دشمنی رسول کے وبال میں گرفتار ہو کر اس قدر بدنام اور رسوائے زمانہ ہو گئے کہ ان دونوں کے حقیقی بھتیجے ان کو اپنا چچا اور پھوپھی کہنے میں شرم و عار محسوس کرتے ہیں۔

بہرکیف یہ تو دنیا کا عذاب تھا لیکن آخرت میں خداوند قہار و جبار نے ان دونوں کے لیے جو عذاب نار مقرر فرمایا ہے۔ وہ اس سے کہیں زیادہ بڑا اور ہولناک عذاب ہے۔ چنانچہ خلاق عالم جل جلالہ کا اعلان عام ہے کہ سَیَصْلٰی نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ وَّامْرَاَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝ فِیْ جِیْدِهَا حَبْلٌ" مِّنْ مَّسَدٍ ۝ یعنی عنقریب ابو لہب جہنم کی شعلہ مارتی ہوئی آگ میں داخل ہو گا۔ اور اس کی بیوی ام جمیل بھی اس حالت میں داخل جہنم ہو گی کہ جس حالت میں اس کی موت ہوئی تھی۔ یعنی وہی لکڑیوں والا گٹھا اس کے سر پر اور مونجھ کی رسی اس کے گلے میں پھانسی بنی ہوئی ہو گی۔ اور یہ دونوں ابد الآباد تک قہر قہار و غضب جبار کے سزاوار بنے ہوئے عذاب نار میں گرفتار رہیں گے۔

مسلمانو ابو لہب اور اس کی بیوی، حمالۃ الحطب، یعنی ام جمیل کی داستان ذلت سن کر غور کرو۔ سوچو اور عبرت پکڑو۔ کہ ابو لہب جو شکل و صورت میں انتہائی حسین، مال و دولت میں مکے کا رئیس اعظم، خاندانی شرافت یعنی قریشی اور ہاشمی ہونے کے لحاظ سے شرفائے عرب میں ممتاز اور ام جمیل جو حرب بن امیہ جیسے سردار عرب کی بیٹی اور اہل مکہ کے سپہ سالار، ابو سفیان جیسے نامدار کی بہن یہ دونوں میاں بیوی درحقیقت اپنی عزت و وجاہت کے اعتبار سے افق مکہ پر آفتاب و ماہتاب بن کر چمک رہے تھے۔ لیکن رسول کی دشمنی اور بارگاہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی و بے ادبی نے ان دونوں کو ہلاکت و بربادی کے ساتھ

marfat.com

ذلت وخواری کے ایسے اسفل السافلین گڑھے میں گرادیا۔ کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دنیاوآخرت میں ان دونوں پر ایسی نار جحیم کا عذاب مسلط ہو گیا۔ اور ان کی ذلت و خواری کی داستان سارے جہان میں مشہور ہو گئی۔ اور ان دونوں کی عزت وشہرت کے چمکتے ہوئے چہروں پر روسیاہی کا ایسا دھبہ لگ گیا کہ دنیابھر کے دریاؤں کی روانی اور طغیانی بھی اس پاپ کے ناپاک دھبے کو نہیں دھوسکتی۔ سبحان اللہ۔ کیا خوب فرمایا مولانائے روم نے کہ ۔

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکاں کند

یعنی جب خدا کو کسی کے عیوب کی پردہ دری منظور ہوتی ہے۔ تو اس بندے کے دل کا یہ میلان ہو جاتا ہے کہ وہ اللہ کے پاک بندوں یعنی انبیاء اور اولیاء کی شان میں طعنہ زنی اور بدگوئی کرنے لگتا ہے۔

چنانچہ مسلمانو! تم نے دیکھ لیا کہ ابو لہب اور ام جمیل نے دربار رسالت میں بدگوئی اور بدزبانی کے باوجود رسول کی عزت وعظمت کا ایک حرف بھی نہ مٹا سکے۔ بلکہ آفتاب پر ڈالی ہوئی خاک خود ان کے منہ پر پڑی اور یہ خود ذلیل وخوار ہو گئے۔ اور رسول کی عزت وعظمت کا چراغ ہمیشہ روشن ہی رہا۔ اور قیامت تک بلکہ قیامت کے دن بھی تاجدار نبوت کی عزت و عظمت کا آفتاب اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ چمکتا اور جگمگاتا ہی رہے گا سبحان اللہ! مسلمانو! اعلیٰ حضرت قبلہ بریلوی قدس سرہ العزیز کی کلام کے جہانگیری دیکھو کیا خوب فرماتے ہیں کہ ۔

marfat.com

تو گھٹانے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے گا

جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے

یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا

مٹ گئے، مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے

نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔ برادران ملت! پڑھئے ایک ایک بار بآواز بلند درود شریف

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

میرے بزرگو اور بھائیو! سورہ "تبت یدا" کی شان نزول اور اس کا ترجمہ اور تفسیر تو ایک حد تک آپ سن چکے۔ اب اس سورہ مبارکہ سے جو چند مسائل حل ہو گئے۔ میں چاہتا ہوں کہ ان نکات کی طرف بھی آپ کی توجہ مبذول کرا دوں۔

پہلا نکتہ: میرے اسلامی بھائیو! سب سے پہلا نکتہ اس سورہ میں یہ ہے کہ ابولہب اور اس کی بیوی نے حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں بے ادبی اور گستاخی کی تھی۔ مگر اس کا جواب خود رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں دیا۔ بلکہ اس کا جواب رب العالمین جل جلالہ نے دیا۔ اس سے پتہ چلا کہ بارگاہ کبریا میں سرکار دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبیت کبریٰ کا یہ عالم ہے کہ بارگاہ مصطفےٰ کے بے ادبوں اور بدگوئی کرنے والوں کو جواب دینے کے لیے لب پاک مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جنبش ہو، یہ رب العالمین جل مجدہ، کو گوارا نہیں ہے۔ بلکہ حضرت حق جل جلالہ، اپنے حبیب کی بارگاہ

marfat.com

عظمت کے گستاخوں کو خود اپنے قاہرانہ لہجے میں دندان شکن جواب دیتا ہے کہ گستاخوں اور بے ادبوں کی شہ رگ کٹ جاتی ہے۔اور ان کی ہواس کا تمام تار و پود پارہ پارہ ہو کر فضائے آسمانی میں بکھر جاتا ہے اور ان کی عزت و شوکت کی رگ حیات کا ایک ایک تار کٹ پٹ کر فنائے دوام کے ایسے گہرے غار میں دفن ہو جاتا ہے کہ اسفل السافلین بھی اس کی گہرائی سے پناہ مانگتا ہے۔ سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔ کیا کہنا ہے عظمت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بلندی کا واللہ۔ یہ وہ آفتاب ہے کہ تمام دنیا کی روشنیاں اس کے آگے ماند ہیں۔

اللہ اکبر۔

کس کو یارا ہے کہ خورشید کے آگے چمکے
شمع گل ہوتی ہے سورج کی ضیا سے پہلے

دوسرا نکتہ : برادران اسلام! اس سورۃ کے مضمون نے ہمیں جھنجھوڑ کر اس حقیقت سے بھی آشنا کر دیا۔ کہ ایک مسلمان کا اسلامی مزاج ہوتا ہے کہ اپنا رشتہ دار تو کیا حقیقت رکھتا ہے؟ اپنے رسول کا رشتہ دار بھی اگر رسول کی محبت و عظمت کا علمبردار نہ ہو تو وہ بلاشبہ خالق و خلائق کی نگاہوں میں انتہائی ذلیل و خوار ہے۔اور خدا اور اس کی ساری خدائی اس سے متنفر و بیزار ہے۔ ذرا سوچیے تو سہی کہ ابولہب صرف رسول کا ہم وطن اور خاندانی ہی نہیں۔ بلکہ وہ رسول کا انتہائی قریبی رشتہ دار یعنی حقیقی چچا ہے۔ مگر ہم مسلمانوں کا اس کے بارے میں یہ عقیدہ اور اعتقاد ہے کہ وہ یقیناً قابل نفرت ہے۔اور ہم تمام مسلمان اس سے برگشتہ، ناراض اور بیزار ہیں۔ مگر بلال حبشی رضی اللہ عنہ باوجودے کہ انھیں رسول سے کسی قسم کی قرابت نسبت، اور رشتہ داری کا شرف حاصل نہیں۔ وہ رسول کے ہم وطن اور ہم زبان بھی نہیں مگر

marfat.com

ہر مسلمان ان کو انتہائی والہانہ عقیدت کے ساتھ اپنے کلیجے میں بٹھائے ہوئے ہے۔ اور ان کے قدموں پر اپنی متاع جان قربان کر دینے کو تیار ہے کیوں؟ اس لیے کہ بلال کا سینہ رسول کی محبت و عظمت کا مدینہ ہے۔ اور ابولہب کے دل و دماغ میں رسول کی دشمنی اور کینہ ہے۔

تو اے دوستو اور بزرگو۔ قرآن کی سورہ "تبت یدا" نے ہم مسلمانوں کو یہ مزاج عطا کیا ہے کہ ہمارا کوئی کتنا ہی قریبی رشتہ دار کیوں نہ ہو؟ اگر وہ رسول کی شان عظمت میں گستاخ و بے ادب ہو۔ یا وہ محبت رسول کی دولت سے تہی دست ہو تو یقیناً ہم اس سے متنفر و بیزار رہیں گے۔ اور کوئی ہم سے کتنا ہی بے گانہ کیوں نہ ہو، لیکن اگر اس کے دل و دماغ میں محبت رسول کا چراغ روشن ہو تو وہ یقیناً ہماری آنکھوں کا نور اور دل کا سرور ہے۔

مسلمانو! خدا کی قسم! یہ مقولہ ایمان کی جان ہے کہ "جو رسول کا ہے وہی ہمارا ہے اور جو رسول کا نہیں وہ ہمارا نہیں" مسلمانو! تم اس آفتاب سے زیادہ روشن حقیقت کو کبھی فراموش نہ کرو کہ۔

محمد کی محبت خون کے رشتوں سے بالا ہے
یہ رشتہ دنیوی قانون کے رشتوں سے اعلےٰ ہے

تیسرا نکتہ: حضرات! اسی طرح اس قرآنی سورہ سے ایک تیسرا نکتہ یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں اور ان کے دربار نبوت کے گستاخوں اور بے ادبوں کو برا سمجھنا اور برا کہنا، اور ان کو ہلاکت و بربادی کا پیغام سنانا، یہ خالق کائنات جل جلالہ کی سنت ہے۔ کیونکہ خداوند عالم نے دشمن رسول ابولہب کے بارے میں کھلم کھلا یہ فرمایا کہ تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ اور تمام مومنین و مومنات کو بار بار اس سورہ کی تلاوت کا

marfat.com

حکم فرمایا۔ تاکہ قیامت تک ابولہب کی ذلت و خواری کا چرچا خلق خدا کی زبانوں پر جاری رہے۔

حضرات! آج کل اکثر لوگ یہ کہا کرتے ہیں کہ میاں! کوئی کتنا ہی برے سے برا کیوں نہ ہو۔ مگر ہمیں اپنی زبان سے کسی کو برا نہیں کہنا چاہیے۔

مسلمانو! خدا کی قسم ایسے "صلح کلی" لوگوں کے لیے یہ سورہ "تبت یدا" بہت ہی بڑا تازیانہ عبرت ہے۔ وہ لوگ آنکھ کھول کر دیکھ لیں، اور کان کھول کر سن لیں کہ خداوند ذوالجلال نے کتنی شدومد کے ساتھ دشمن رسول ابولہب کی مذمت اور برائی بیان فرمائی ہے۔ میں ایسے لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ اگر بقول ان کے برے سے برے آدمی کو بھی کبھی برا نہیں کہنا چاہیے۔ تو یہ لوگ بتائیں کہ وہ تلاوت قرآن میں سورہ "تبت یدا" پڑھتے ہیں یا نہیں؟ اگر وہ پڑھتے ہیں تو پھر وہ کیوں ابولہب کی برائیوں کی داستان اپنی زبان پر لاتے ہیں؟ اور اگر وہ اس سورۃ کو نہیں پڑھتے تو پھر کیوں نہیں اس سورۃ کو نکال دیتے؟

مسلمانو! خدا کی قسم! یہ صلح کلی لوگوں کا ایک بہت بڑا فریب ہے کہ کسی برے کو بھی برا نہیں کہنا چاہیے۔ میں حلفاً کہتا ہوں کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ ان "صلح کلیوں" کے ماں باپ کو اگر کسی نے ذرا بھی برا کہہ دیا تو اسی وقت ان لوگوں کے مصنوعی اخلاق کا جنازہ نکل جاتا ہے اور یہ لوگ لاٹھیاں لے کر نکل پڑتے ہیں۔ اور ہزاروں مغلظ گالیوں سے اپنی اور اس کی گلی کو بھر دیتے ہیں۔ مگر جب علماء اہل سنت دشمنان رسول کے کفری اقوال سنا کر عامۃ المسلمین کو بارگاہ نبوت کے گستاخوں کا پتہ بتاتے ہیں۔ اور بھولے بھالے مسلمانوں کو ان کے پر فریب جال، اور دام تزویر سے بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو بس ایک دم ان صلح کلیوں کی رگ اخلاق پھڑک اٹھتی ہے اور وہ اپنے اس ایڈیشن کا بھاشن شروع کر دیتے ہیں۔ کہ

marfat.com

میاں! کوئی کتنا ہی برا کیوں نہ ہو؟ مگر برے کو بھی برا نہیں کہنا چاہیے۔ بلکہ بعض تو یہاں تک بک دیتے ہیں کہ میاں! کافر کو بھی کافر نہیں کہنا چاہیے۔ کوئی نہیں؟ جو ان مفت کے مفتیوں سے یہ پوچھے کہ اجی! برے کو برا اور کافر کو کافر نہ کہیں تو پھر کیا کہیں؟ کیا برے کو اچھا۔ اور کافر کو مسلمان کہیں؟ اور قرآن کی سورۃ "تبت یدا" اور قرآن کی آیت قُلْ یَا اَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ لَا اَعْبُدُ مَاتَعْبُدُوْنَ. غیرہ سینکڑوں آیتوں کو قرآن میں سے نوچ کر پھینک دیں۔

اجی! ہم کافر کو کافر، خبیث کو خبیث، ناپاک کو ناپاک، برے کو برا کیوں نہ کہیں؟ جب کہ قرآن کی یہ چمکتی ہوئی آیتیں ہمیں اس اعتقاد و عمل پر مجبور کر رہی ہیں کہ "برے کو برا کہنا، اس کو برا جاننا، اس کو برا سمجھنا اور اس سے بروں جیسا سلوک کرنا ہر مومن پر فرض ہے جہال کی ہڑ بونگ صلح کلیوں کے شور و غل اس نوشتہ قرآن کو ہرگز ہرگز نہیں مٹا سکتے۔ بلکہ انشاء اللہ تعالیٰ خدا کے اس فرمان کو مٹانے والے خود مٹ جائیں گے۔ قرآن گواہ ہے۔ وَلَنْ تَجِدَلِسُنَّةِ اللّٰہِ تَبْدِیْلًا۔ یعنی

ہزار فلسفیوں کی چناں چنیں بدلی
خدا کی بات بدلنی نہ تھی نہیں بدلی

چوتھا نکتہ: برادران ملت! ایک چوتھا نکتہ اور بھی ہے اور وہ یہ کہ سورہ تبت یدا کے واقعہ نزول نے ہمیں یہ بھی سبق دیا کہ جب محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابولہب کی اتنی بے ہودہ گستاخی اور بے ادبی کو صبر کر کے برداشت فرمایا۔ اور کوئی جواب نہیں دیا۔ تو اس سے ثابت ہوا کہ پیغمبری اخلاق کی یہی شان ہے دشمنان دین اور گستاخ جاہلوں کے طعن و تشنیع اور ان کی گالیوں کو سن کر صبر اور برداشت ہی کرنا چاہیے۔ اس لیے علماء دین کو جو پیغمبر اسلام صلی اللہ

marfat.com

علیہ وسلم کے نائب اور جانشین ہیں۔ انہیں چاہیے کہ دشمنان دین کی سخت کلامیوں اور ان کی گالیوں کو پیغمبری صبر کے ساتھ برداشت کریں۔ اور ہر گز ہر گز صاحب خلق عظیم یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کریمانہ کے خلاف بال برابر بھی قدم نہ اٹھائیں۔ کیوں کہ خداوند قدوس نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہی اخلاق سکھایا ہے کہ خُذِ العَفوَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الجَاهِلِينَ ؕ یعنی اے محبوب! لوگوں کے جرموں کو معاف کر دو۔ اور اچھی باتوں کا حکم دیتے رہو اور نادانوں سے درگزر کا برتاؤ کرتے رہو۔ کیوں اس لیے کہ کمینے لوگوں کا خدا کے نیک بندوں کو ایذ پہنچانا کوئی نئی اور انوکھی بات نہیں ہے بلکہ ہمیشہ اور ہر دور میں کمینوں نے خاصان خدا کو ستایا ہے۔ اور ہمیشہ اور ہر زمانے میں خاصان خدا نے ان ظالموں کی ایذاؤں پر صبر و تحمل کیا ہے۔ قرآن میں خداوند رب العزت کا فرمان ہے کہ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ یعنی اے پیغمبر آپ صبر کیجئے جیسا کہ تمام اولوالعزم رسولوں نے صبر کیا ہے۔ اسی طرح حضرت مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمہ نے سالکین راہ اور نائبین مصطفےٰ کو صوفیانہ نصیحت فرماتے ہوئے کیا خوب لکھا ہے۔

چوں بسازی باخسی ایں خساں
گردی اندر نور سنتہا رساں

یعنی جب تم ان کمینے لوگوں کے کمینہ پن کو اپنے صبر و حلم سے برداشت کر کے ان کے ساتھ زندگی بسر کر لو گے۔ تو تم سنتوں کی نورانی دنیا میں پہنچ جاؤ گے۔

کانبیاء رنج خساں بس دیدہ اند
از چنیں ماراں بسے پیچیدہ اند

marfat.com

نواں وعظ

تین محبوب خصائل

طریقِ مصطفےٰ کو چھوڑنا ہے وجہ بربادی
اسی سے قوم دنیا میں ہوئی بے اقتدار اپنی

marfat.com

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ العظیم العلیم الخبیر ؕ والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد ن البشیر النذیر ؕ وعلے اله وصحبه الفائزین بمغفرۃ واجر کبیر ؕ وحسبنا اللّٰہ ونعم الوکیل فنعم المولی ونعم النصیر ؕ وھو علی کل شیء قدیر ؕ

برادران ملت: سب سے پہلے دربار رسالت میں عاشقانہ درود و سلام کا نذرانہ عقیدت پیش کر کے اپنے لیے رحمت و مغفرت کا سامان کر لیجیے:

اللھم صل علی سیدنا محمد معدن الجود والکرم و علی اله الکرام واصحابه العظام و بارك وسلم صلوۃ وسلاماً علیك یا رسول اللّٰہ۔

حضرات گرامی: اب میں ایک نعت شریف کے چند اشعار عرض کرتا ہوں۔ امید ہے کہ آپ اس کو انتہائی والہانہ عقیدت کے ساتھ سماعت فرمائیں گے۔ اس کے بعد میں اپنی تقریر کا آغاز کروں گا۔

marfat.com

نعت شریف

دل نثار مصطفےٰ. جاں پائمال مصطفےٰ — یہ اویس مصطفےٰ ہے، وہ بلال مصطفےٰ
دونوں عالم میرے اک حرف دعا میں غرق تھے — جب خدا سے کر رہا تھا میں سوال مصطفےٰ
سب سمجھتے ہیں اسے شمع شبستان حرا — نور ہے کونین کا لیکن جمال مصطفےٰ
عالم ملکوت میں اور عالم لاہوت میں — کوندتی ہے ہر طرف برق جمال مصطفےٰ
دیکھئے کیا حال کر ڈالے شب یلدائے غم — جب تلک آئے نظر صبح جمال مصطفےٰ

ذرہ ذرہ عالم ہستی کا روشن ہو گیا
اللہ اللہ! شوکت و شان جمال مصطفےٰ

محترم حاضرین: عام طور پر یہ دستور ہے کہ علماء کرام اور واعظین خطبہ کے بعد کسی آیت کی تلاوت کرتے ہیں۔ اور پھر اسی آیت کا ترجمہ اور تفسیر بیان کرتے ہوئے اس کے مناسب متعلقات اور مالہ وماعلیہ کے بارے میں وعظ و تقریر فرمایا کرتے ہیں۔ اور میرا خود بھی یہی طریقہ ہے۔ مگر آج کی اس دینی و ایمانی محفل اور نورانی اجلاس میں میرا جی چاہتا ہے کہ کسی قرآنی آیت کو اپنی تقریر کا عنوان بنانے کے بجائے میں ایک طویل حدیث سنا دوں اور اس کا ترجمہ اور مختصر تشریح کرتے ہوئے اسی حدیث کے متعلقات اور اس کی ایمانی و نورانی تعلیمات کے چند جلوے آپ کو دکھا دوں۔ تاکہ ان تجلیات کی روشنی میں آپ کو شمع ہدایت کا وہ نور نظر آجائے جو اس شاہراہ کی طرف رہبری کرتا ہے۔ جس کو قرآن مجید نے "صراط مستقیم" کہا ہے۔ پھر انشاء اللہ تعالیٰ آپ اس سیدھے راستے پر چل کر اس عظیم الشان کامیابی سے ہم کنار ہو جائیں گے جس کو قرآن کی زبان میں "فوز عظیم" کہا گیا ہے۔ اور جس

marfat.com

کو ہم اور تم فلاح دارین کہا کرتے ہیں۔ اور جس کی تلاش و جستجو میں تمام عالم انسانیت ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہا ہے۔

برادران ملت: یہ طویل حدیث جو میں آج آپ کو سناؤں گا۔ اس کو عام طور پر لوگ "حدیث ثاث" کہتے ہیں۔ یہ بڑی جامع، نہایت ایمان افروز اور انتہائی نصیحت آموز و عبرت خیز حدیث ہے۔ جس کو حضرت علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "منبہات" میں نقل فرمایا ہے۔

آپ پہلے اس حدیث کی تلاوت اور اس کا سلیس ترجمہ سن لیجئے۔ پھر انشاءاللہ تعالیٰ اس کی تشریح اور اس حدیث سے سمجھے جانے والے احکام و مسائل بھی میں آپ کے سامنے ضرور عرض کروں گا۔

حضرات ایک دن حضور شہنشاہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے شمع نبوت کے پروانوں یعنی صحابہ کرام کے جھرمٹ میں رونق افروز تھے اور کلمات رشد و ہدایت کے متلاشی کان لب پاک مصطفی کی جنبش کے منتظر تھے کہ ناگہاں ہادی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَاکُمْ ثَلٰثٌ" اَلطِّیْبُ وَالنِّسَاءُ وَجُعِلَتْ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ۔

یعنی مجھے تمہاری دنیا میں سے تین چیزیں محبوب ہیں۔ ایک خوشبو، دوسری بیویاں، تیسری یہ کہ نماز میں میری آنکھ کی ٹھنڈک بنادی گئی ہے۔

فقال ابوبکر ن الصدیق رضی اللہ تعالی عنہ صدقت یا رسول اللہ

marfat.com

حُبِّبَ اِلیَّ مِن الدُّنْیا ثَلٰث'' ۔ اَلنَّظَرُ اِلٰی وَجْہِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ۔ وَاِنْفَاقُ مَالِی عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ وَ اَن یَکُوْنَ اِبْنَتِی تَحْتَ رَسُوْلِ اللّٰہِ۔

یعنی رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ نے جو کچھ فرمایا وہ سچ ہے۔ مجھے بھی دنیا کی تین ہی چیزیں محبوب ہیں، ایک رسول اللہ کے چہرے کا دیدار کرنا۔ دوسرے رسول اللہ پر اپنا مال نثار کرنا۔ تیسرے میری بیٹی عائشہ کا حضور کے نکاح میں رہنا۔

فَقَالَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ عنہ صَدَقْتَ یَا اَبَا بَکْرٍ وَحُبِّبَ اِلیَّ مِن الدُّنْیا ثلث'' ۔ اَلْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّھْیُ عَنِ الْمُنْکَرِ ۔ وَالثَّوْبُ الْخَلَقُ۔

یعنی حضرت ابوبکر صدیق کا کلام سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ عرض کیا کہ اے ابوبکر! تم نے سچ کہا ہے۔ مجھے بھی دنیا کی تین ہی چیزوں سے محبت ہے۔ ایک اچھی باتوں کا حکم دینا۔ دوسرے بری باتوں سے منع کرنا۔ تیسرے پھٹے پرانے کپڑے پہننا۔

فقال عثمان رضی اللّٰہ عنہ صدقت یا عُمرو حُبّب الی من الدنیا ثلث'' ۔ اشباعُ الجیعان ۔ وکسوۃُ العُریان ۔ وتلاوۃُ القرآن۔

کہ اے عمر! تم نے جو کہا سچ ہے۔ مجھے بھی دنیا کی تین ہی چیزیں پسند ہیں۔ پہلی چیز بھوکوں کو کھانا کھلانا۔ دوسری چیز ننگوں کو کپڑا پہنانا۔ تیسری چیز قرآن کی تلاوت کرنا۔

فَقَالَ علیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ صَدَقْتَ یَا عُثْمَانُ وَحُبِّبَ اِلیَّ مِن الدُّنْیا ثلث'' ۔ اَلْخِدْمَتُ لِلضَّیْفِ ۔ وَالصَّوْمُ فِی الصَّیْفِ وَالضَّرْبُ بِالسَّیْفِ۔

یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بیان سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ کہا

marfat.com

کہ اے عثمان! تمہاری بات سچ ہے۔ اجی! مجھے بھی دنیا کی تین ہی چیزیں پیاری ہیں۔ ایک تو مہمان کی خدمت۔ دوسری چیز گرمیوں کا روزہ۔ تیسری چیز میدان جہاد میں تلوار کی مار۔

فَبَیْنَاھُمْ کَذٰلِکَ اِذْ جَاءَ جِبْرَئِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَقَالَ اَرْسَلَنِیَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی لَمَّا سَمِعَ مَقَالَتَکُمْ وَاَمَرَ اَنْ تَسْئَلَنِیْ عَمَّا اُحِبُّ اِنْ کُنْتُ مِنْ اَھْلِ الدُّنْیَا

یعنی پھر اس درمیان میں یہ لوگ اسی حالت میں تھے۔ ناگہاں حضرت جبرائیل علیہ السلام آگئے اور کہنے لگے کہ یا رسول اللہ! اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ حضرات کی گفتگو سن کر مجھے بھیجا ہے اور آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ مجھ سے یہ سوال فرمائیں کہ اگر میں اس دنیا کا رہنے والا ہوتا تو میں اس دنیا کی کن کن چیزوں سے محبت کرتا؟

فَقَالَ مَا تُحِبُّ اِنْ کُنْتَ مِنْ اَھْلِ الدُّنْیَا

تو رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے جبرئیل آپ بتایئے؟ کہ اگر آپ اس دنیا والوں میں سے ہوتے تو کن کن چیزوں سے محبت کرتے؟

فَقَالَ اِرْشَادُ الضَّآلِّیْنَ ٥ وَمُوَانَسَۃُ الْغُرَبَاءِ الْقَانِتِیْنَ ٥ وَمُعَاوَنَۃُ اَھْلِ الْعِیَالِ الْمُعْسِرِیْنَ٥

توحضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ تین چیزوں سے۔ اول گمراہوں کی رہنمائی کرنا۔ دوئم ان مسافروں کی دل جوئی و غم خواری کرنا جو خدا کے فرماں بردار ہیں۔ سوئم بال بچوں والے تنگدستوں کی امداد کرنا۔

وَقَالَ جِبْرَئِیْلُ یُحِبُّ رَبُّ الْعِزَّتِ جَلَّ جَلَالُہٗ مِنْ عِبَادِہٖ ثَلٰثَ خِصَالٍ بَذْلُ الْاِسْتِطَاعَۃِ ٥ وَالْبُکَاءُ عِنْدَ النَّدَامَۃِ وَالصَّبْرُ عِنْدَ الْفَاقَۃِ٥

marfat.com

یعنی حضرت جبرئیل علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا کہ رب العزت جل جلالہ بھی اپنے بندوں کی تین خصلتوں سے محبت فرماتا ہے۔ اپنی طاقت بھر خدائی راہ میں خرچ کرنا اور گناہ پر نادم ہو کر رونا اور فاقہ کے وقت صبر کرنا۔

برادران ملت! آپ نے حدیث کی تلاوت اور اس کا ترجمہ سن کر خوب اچھی طرح جان لیا کہ رسول کریم کو۔ صدیق اکبر کو، فاروق اعظم کو، عثمان غنی کو، علی حیدر کو، جبرئیل امین کو، رب العالمین کو اس دنیا کی کون کون سی چیزیں پیاری ہیں؟

مسلمانو! کان لگا کر خوب دھیان سے سن لو کہ یہ سات پیار کرنے والے ہیں اور ہر ایک کو تین تین چیزیں پیاری ہیں اس طرح کل اکیس چیزیں ہیں کہ جو مومن ہوگا اس کو ان ساتوں پیار کرنے والوں یعنی رسول، صدیق، فاروق، عثمان، علی، جبرئیل اور رب العالمین سے ضرور ہی محبت و پیار ہوگا اور چونکہ محبوب کی محبوب چیزیں بھی محبّ کو یقیناً محبوب ہوا کرتی ہیں۔ لہٰذا اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ ہر وہ شخص جو دولت ایمان سے مالا مال ہوگا وہ ضرور ضرور ان اکیس چیزوں سے بھی محبت کرے گا۔

برادران اسلام! آپ ایک ایک بار بہ آواز بلند درود شریف کا نعرہ بلند کریں تو میں ان اکیس محبوب اشیاء اور پیاری خصلتوں کو ذرا اور بھی کچھ تفصیل کے ساتھ بیان کر دوں۔

اللھم صل علی سیدنا محمد و علی ال سیدنا محمد وبارک وسلم

رسول کی تین پیاری چیزیں: حضرات گرامی! سن لیجئے۔ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ اس دنیا کی مجھے صرف تین ہی چیزوں سے پیار و محبت ہے۔ ایک خوشبو، دوسری بیویاں، تیسری نماز، سبحان اللہ۔

marfat.com

برادران اسلام! حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ یہ دنیا جو طرح طرح کی بے شمار نعمتوں، لذتوں اور راحتوں سے بھری ہوئی ہے اور اس دنیا میں ہر انسان کو فطری طور پر نعمتوں اور لذتوں سے محبت ہوا کرتی ہے مگر مجھے دنیا کی ان تمام نعمتوں میں سے صرف تین ہی چیزیں پسند ہیں۔ جن سے میں محبت اور پیار کرتا ہوں اور وہ تین چیزیں خوشبو۔ بیویاں اور نماز ہیں۔

خوشبو : برادران ملت! سب سے پہلی چیز جس سے ہمارے پیارے نبی کو پیار و محبت ہے۔ وہ "خوشبو" ہے۔ اللہ اکبر۔ خدا کی قسم میرے پیارے رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود سراپا مجسم خوشبو تھے۔ آپ کے جسم اطہر سے مشک وعنبر سے بھی بہتر خوشبو نکلتی تھی۔ جس راہ سے گزر جاتے۔ گلیاں خوشبوئے محمدی سے مہک جاتی تھیں اور لوگ اسی خوشبو کو سونگھتے ہوئے حضور انور علیہ الصلاۃ والسلام کو تلاش کر کے پالیا کرتے تھے۔

اللہ اکبر۔ خوشبوئے محمدی کے بارے میں اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ نے کیا خوب فرمایا کہ ؎

کیا مہکتے ہیں مہکنے والے
بو پہ چلتے ہیں بھٹکنے والے

اور کہیں یوں ارشاد فرمایا کہ ؎

بھینی خوشبو سے مہک جاتی ہیں گلیاں واللہ
کیسے پھولوں میں بسائے ہیں تمہارے گیسو

حضرات گرامی! مشہور صحابی حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن

marfat.com

حضور اقدس ﷺ میرے گھر میں خواب استراحت میں تھے اور جسم اطہر سے پسینہ بہہ رہا تھا۔ میری والدہ حضرت بی بی ام سلیم نے یہ دیکھا تو وہ حضور کے مقدس پسینے کو پونچھ پونچھ کر ایک شیشی میں جمع کرنے لگیں۔ ناگہاں رحمت عالم ﷺ متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے ام سلیم! تم میرے اس پسینے کو کیا کرو گی؟ تو ام سلیم نے عرض کیا نَجْعَلُهٗ فِیْ طِیْبِنَا وَهُوَ اَطْیَبُ الطِّیْبِ یارسول اللہ! ہم اس کو اپنی خوشبو میں ملائیں گے اور یہ تو خود تمام خوشبوؤں سے زیادہ پاکیزہ اور بہترین خوشبو ہے۔ (بخاری مستطرف ج ۲ ص ۲۸)

حضرات! یہی وہ مضمون ہے جس کو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قبلہ نے ارشاد فرمایا کہ ۔

واللہ جو مل جائے مرے گل کا پسینہ
مانگے نہ کبھی عطر، نہ پھر چاہے دلہن پھول

چنانچہ حضرت انس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت فرمائی تھی کہ میرے مرنے کے بعد میرے بدن اور میرے کفن میں وہی خوشبو لگائی جائے جس میں اشرف الطیبین، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ ملا ہوا ہے۔

(بخاری ج ۲ ص ۹۷۵)

بہر کیف حضور اقدس صلی ﷺ خود بھی سراپا مجسم خوشبو تھے اور خوشبو کو بے حد پسند فرماتے تھے اور آپ خود بھی بکثرت خوشبو استعمال فرماتے تھے اور اپنی امت کو بھی اس کا حکم فرماتے تھے اور ایک حدیث میں تو یہ بھی فرمایا کہ

لَا تَرُدُّوا الطِّیْبَ فَاِنَّهٗ طَیِّبُ الرِّیْحِ خَفِیْفُ الْحَمْلِ (مستطرف ج ۲ ص ۹۲)

marfat.com

یعنی خوشبو کے تحفہ کو کبھی رد مت کرو۔ اس لئے کہ وہ پاکیزہ مہکنے والی اور ہلکے بوجھ والی چیز ہے۔

ازواج مطہرات: حضرات! اسی طرح حضور ﷺ کی تین محبوب چیزوں میں سے دوسری محبوبہ حضور کی مقدس بیویاں ہیں۔ حضور شہنشاہ مدینہ ﷺ اپنی ازواج مطہرات سے اس قدر محبت فرماتے تھے کہ بیک وقت نو امہات المومنین کاشانہ نبوت میں تھیں۔ مگر کبھی کسی کو بھی حضور کی طرف سے پیار و محبت اور حسن سلوک کی شکایت نہیں ہوئی اور اپنی امت کو بھی عورتوں کے ساتھ پیار و محبت اور حسن سلوک کی تاکید فرماتے ہوئے کبھی یوں ارشاد فرمایا کہ اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا یعنی تم لوگ عورتوں کے ساتھ پیار و محبت کے بارے میں میری وصیت قبول کرو اور کہیں یوں ہدایت فرمائی کہ خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِكُمْ یعنی تم میں بہترین آدمی وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لئے بہترین ہو۔

نماز: حضرات! حضور اکرم ﷺ کی تیسری محبوبہ نماز ہے۔ اللہ اکبر، نماز سے سرکار مدینہ ﷺ کو جو والہانہ عشق اور لگاؤ تھا اور نماز کی محبت جس طرح حضور کے رگ و پے میں رچی بسی تھی اس کو کون نہیں جانتا خود فرماتے ہیں کہ **جعلت قرہ عینی فی الصلوۃ** یعنی نماز میں میری آنکھ کی ٹھنڈک بنائی گئی ہے۔ فرائض پنجگانہ کے علاوہ نماز تہجد اور دن رات میں دوسرے نوافل بکثرت پڑھتے تھے۔ ازواج مطہرات اور صحابہ کرام کا بیان ہے کہ جب بھی حضور کو کوئی رنج و غم دامن گیر ہوتا یا کوئی اہم معاملہ درپیش ہو جاتا تو حضور نماز میں مشغول ہو جایا کرتے تھے۔

بہر کیف! خوشبو، عورت اور نماز، یہ تینوں محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

marfat.com

محبوب اور پسندیدہ چیزیں ہیں۔ لہٰذا اے عاشقان رسول! ہم کو، تم کو جو اپنے رسول ﷺ سے والہانہ عشق و محبت ہے تو اس کا تقاضا یہی ہے کہ ہم بھی اپنے رسول کی ان محبوب چیزوں سے محبت رکھیں۔ کیوں کہ محبوب کی ہر چیز محبوب ہوا کرتی ہے اور مسلمانو! یقین و ایمان رکھو کہ اگر ہم محبوب خدا کی محبوب چیزوں سے محبت کرتے ہوئے ان پر عمل پیرا ہو جائیں گے تو خداوند قدوس ہمیں اپنے فضل و کرم سے اپنا محبوب بنالے گا۔ اس کا وعدہ ہے کہ

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

یعنی اے محبوب! آپ فرما دیجئے کہ اے انسانو! اگر تم لوگ اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم لوگوں کو اپنا محبوب بنالے گا۔ سچ ہے۔

ہمیں کرنی ہے شاہنشاہ بطحا کی رضا جوئی

وہ اپنے ہو گئے تو رحمت پروردگار اپنی

محبوبات صدیق : حضرات گرامی! اسی طرح حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تین محبوب چیزیں بھی آپ سن چکے۔ نبی کے یار غار، صدیق جاں نثار فرماتے ہیں کہ ساری دنیا کی نعمتوں اور لذتوں میں بس مجھے صرف انہی تین چیزوں سے پیار و محبت ہے ایک رسول کے جمال نبوت کا دیدار کرنا دوسرے محبوب خدا پر اپنی دولت نثار کرنا۔ تیسرے حضرت عائشہ صدیقہ کا زوجیت سرکار میں برقرار رہنا۔

مسلمانو! اللہ اکبر۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ان محبوب تمناؤں اور عاشقانہ اداؤں کی بے مثل و بے مثال عظمت و فضیلت کا کیا کہنا؟

جمال نبوت کا نظارہ : برادران اسلام! جمال رسول کا نظارہ۔ خدا کی قسم یہ وہ عدیم

marfat.com

امثال فضیلت اور افضل عبادت ہے کہ بندوں کا کوئی عمل صالح اس سے زیادہ افضل و اعلیٰ اور بہتر و بالا ہو ہی نہیں سکتا۔

مسلمانو! کون اس مسئلہ کو نہیں جانتا کہ دنیا کا بڑے سے بڑا عبادت گزار، متقی و پرہیزگار، خواہ وہ کتنا ہی بلند درجہ ولی کیوں نہ ہو جائے، قطب الاقطاب ہو، مگر خدا کی قسم ہر گز ہرگز وہ صحابی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔

صحابی کس کو کہتے ہیں؟ سنئے۔ صحابی وہ صاحب ایمان ہے جس نے کم سے کم ایک مرتبہ جمال نبوت کا نظارا کر لیا اور پھر ایمان پر اس کا خاتمہ ہو گیا۔ سبحان اللہ اگر کسی مسلمان نے ایک مرتبہ کلمہ پڑھنے کے بعد حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے رخسار پر انوار کا دیدار کر لیا اور کوئی عمل صالح کئے بغیر دنیا سے سدھار گیا تو واللہ کوئی غوث اعظم اور قطب الاقطاب بھی جس نے سینکڑوں برس تک خدا کی عبادت کی اس کے رتبہ کا ہمسر و ہم پلہ نہیں ہو سکتا کیوں؟ اس لئے کہ جمال نبوت کے دیدار سے بڑھ کر نہ کوئی ایمانی فضیلت ہے نہ کوئی عبادت۔

مسلمانو! اللہ اکبر۔ ذرا سوچو تو سہی کہ حضرت صدیق اکبر کی یہ محبوب تمنا کتنی محبوب کتنی پسندیدہ اور کس قدر پیاری ہے؟ سبحان اللہ کیوں نہ ہو؟ کہ صدیق باوقار، رسول کے یار غار اور سچے جاں نثار ہیں، سراپا پروانہ شمع رسالت و عاشق جمال نبوت ہیں اور اسی عشق و محبت کی نسبت رابطہ کی بدولت آپ تمام صوری و معنوی کمالات کے جامع ہو کر اس قدر کامل و مکمل ہو گئے کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد تمام انسانوں سے افضل و اعلیٰ ہو گئے۔

سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔

marfat.com

مرتبہ حضرت صدیق کا یہ ہے سید
ہر فضیلت کے وہ جامع ہیں نبوت کے سوا

قدم رسول پر دولت کی نچھاور : حضرات گرامی! جناب صدیق اکبر کی دوسری محبوب چیز قدم رسول پر اپنی دولت کو قربان کرنا ہے چنانچہ تاریخ اسلام شاہد ہے کہ جس دن صدیق اکبر آغوش اسلام میں آئے۔ چالیس ہزار درہم کے مالک تھے اس میں سے پینتیس ہزار درہم تو مکہ مکرمہ میں رحمت عالم کی نصرت وحمایت میں خرچ کر ڈالا۔ باقی پانچ ہزار درہم کی رقم لے کر ہجرت کی اور یہ ساری رقم بھی احمد مختار ﷺ کے قدموں پر نثار کر دی!

لخت جگر نکاح رسول میں : برادران ملت! اب حضرت صدیق اکبر کی تیسری تمنا پر بھی ذرا غور کیجئے کہ یہ بھی کس قدر محبت رسول کے جذبات کی آئینہ دار ہے۔ فرماتے ہیں کہ میری نور نظر اور لخت جگر حضرت عائشہ ہمیشہ ہمیشہ رسول کی زوجیت سے سرفراز ہیں۔

سبحان اللہ! جاں نثار رسول کی ہر محبوب تمنا عشق رسول میں ڈوبی ہوئی ہے

برادران ملت! پیارے مصطفیٰ کے یار غار حضرت صدیق اکبرؓ سے محبت کرنا ہر مومن کے لئے جان ایمان ہے۔ لہٰذا حضرت صدیق کی ان تین محبوب تمناؤں کی محبت وآرزو ہر اس مسلمان کے دل میں ہونا لازمی ہے جس کا سینہ دولت ایمان کا خزینہ ہے۔

مسلمانو! پڑھو باآواز بلند درود شریف

اللھم صلی علیہ سیدنا محمد و علی ال سیدنا محمد و بارک وسلم

marfat.com

فاروق اعظم کی محبوب چیزیں: برادران ملت! اب فاروق اعظم کی تینوں محبوب چیزوں پر بھی ایک نگاہ عبرت ڈالئے اور ایمانی جذبات کی روشنی میں ان کے جمالستان ایمان کا نظارا فرمائیے۔

امر بالمعروف، نہی عن المنکر: حضرات! حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تمام عالم دنیا میں تین ہی چیزیں مجھ کو محبوب ہیں۔ ان میں سے دو تو یہ ہیں کہ میں اچھی باتوں کا حکم دیتا رہوں اور بری باتوں سے منع کرتا رہوں۔

سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔ مسلمانو! فاروق اعظم کی یہ دو محبوب اور پسندیدہ خصلتیں وہ عظمت نشان شعار اسلام ہیں جن کو حضرت حق جل مجدہ نے امت محمدیہ کے لئے ساری امتوں پر طغرائے امتیاز قرار دے کر اس آخری امت کے سر پر "خیر الامم" کا تاج کرامت رکھا ہے قرآن مجید پڑھ لیجئے۔

ارشاد ربانی ہے کہ

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

یعنی اے میرے حبیب کی امت۔ تم تمام امتوں میں بہترین امت ہو اور تمہارا منصب یہ ہے کہ تم خدا کے بندوں کو اچھی باتوں کا حکم دیتے رہو اور بری باتوں سے منع کرتے رہو۔

پرانا کپڑا: اسی طرح تیسری چیز جو حضرت فاروا عظم کو اس دنیا میں محبوب ہے وہ پرانا کپڑا ہے۔

برادران اسلام! اللہ اکبر۔ منقول ہے کہ حضرت فاروق اعظم کے پیراہن

marfat.com

مبارک میں سات سات پیوند لگے رہتے تھے خود تو آپ کے اپنے لباس کا یہ حال تھا مگر امت رسول کو روزانہ نیا نیا کپڑا پہنایا کرتے تھے اور کسی مسلمان کو ننگا یا بھوکا دیکھنا گوارا نہیں کر سکتے تھے خداوند قدوس نے انہی ایثار و قربانی کے مجسموں کی مدح و ثنا کا خطبہ پڑھتے ہوئے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ

وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ

یعنی رسول کی شمع نبوت کے پروانوں کا یہ بہت بڑا طرہ امتیاز ہے کہ خود فقیری اور محتاجی کی زندگی بسر کرتے ہوئے دوسروں کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے ہیں یعنی خود بھوکے رہتے ہیں اور دوسروں کو کھلا دیتے ہیں خود پھٹا پرانا کپڑے پہنتے ہیں اور دوسروں کو نیا کپڑا پہناتے ہیں۔

بہر کیف برادران اسلام! حضرت فاروق اعظم کی یہ تینوں محبوب چیزیں یعنی اچھی باتوں کا حکم دینا اور بری باتوں سے منع کرنا اور پرانا کپڑا خود پہننا اور نیا کپڑا دوسروں کو پہنانا یہ وہ خصائل محمودہ ہیں جو بلاشبہ شعار ایمان اور اسلامی نشان کہلانے کی مستحق ہیں۔

مسلمانو! اب بتایئے؟ بھلا وہ کون مسلمان ہو گا جس کے دل میں فاروق اعظم کی والہانہ محبت کا جذبہ نہ ہو؟ اور میں بار بار عرض کر چکا کہ محبوب کی ہر چیز محبوب ہوا کرتی ہے۔ پھر بھلا محبوب کی محبوب چیزیں کیوں نہ محبوب ہوں گی؟ لہٰذا برادران ملت! حضرت فاروق اعظم کی ان پسندیدہ اور محبوب اداؤں سے محبت کرتے ہوئے ہم کو لازم ہے کہ ہم بھی ہر دم ہر قدم پر امت مسلمہ کو نیکیوں کا راستہ بتاتے رہیں اور برائیوں سے روکتے رہیں اور خود پرانے کپڑے پہن کر تواضع کی زندگی اختیار کریں اور امت رسول کے غریبوں،

marfat.com

مفلسوں کو اچھا اچھا اور نیا نیا کپڑا پہنا کر حضرت فاروق اعظم کی سنت کو زندہ رکھیں۔

عثمان غنی کی محبوبات : حضرات گرامی! اسی طرح آپ نے سن لیا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی دنیا کی تین ہی چیزیں پسند ہیں۔ ایک بھوکوں کو کھانا کھلانا۔ دوسری ننگوں کو کپڑا پہنانا۔ تیسری قرآن کی تلاوت کرنا۔

برادران اسلام۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی یہ محبوب خصلتیں درحقیقت اسلام کے وہ اعمال صالحہ ہیں جو جنت کی کنجیاں ہیں۔

بھوکوں کو کھانا کھلانا : حضرات! کسی بھوکے کو کھانا کھلانا، یہ کتنے بڑے اجر عظیم کا کام ہے۔ اس کو قرآن مجید کی مقدس زبان سے سنئے۔ خداوند قدوس کے وہ مقرب بندے جن کو قرآن میں "ابرار" یعنی نیکوکار بندوں کے معزز لقب سے سرفراز فرمایا گیا ہے ان کی شان میں پروردگار عالم نے ارشاد فرمایا کہ

وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا

یعنی یہ لوگ باوجودے کہ خود ان کو کھانے کی حاجت ہے پھر بھی خود نہیں کھاتے بلکہ مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھلاتے ہیں۔

مسلمانو! تمہیں خبر ہے؟ کہ ان پیکر ایثار بندوں کے لئے پروردگار عالم جل جلالہ کا کیا وعدہ ہے؟

سنو! ان خوش نصیبوں کے لئے ارشاد ربانی ہے کہ

وَجَزَاهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا ۝ مُّتَّكِئِيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَائِكِ لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا ۝

marfat.com

یعنی اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو ان کے صبر کی وجہ سے جنت اور ریشمی کپڑے عطا فرمائے کہ یہ لوگ جنت میں تختوں کے اوپر تکیہ لگائے ہوئے شان و شوکت کے ساتھ بیٹھے ہوں گے۔ نہ جنت میں یہ لوگ دھوپ کی تپش دیکھیں گے نہ جاڑے کی شدت۔

ننگوں کو کپڑا پہنانا : برادران اسلام! اسی طرح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی دوسری محبوب چیز ننگوں کو کپڑا پہنانا ہے یہ بھی بھوکوں کو کھانا کھلانے کی طرح بہت بڑے ثواب اور اجر عظیم کا کام ہے۔ مشکوۃ شریف کی حدیث ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ :

اَیُّمَا مُسْلِمٍ کَسَا مُسْلِمًا ثَوْبًا عَلٰی عُرْیٍ کَسَاہُ اللّٰہُ مِنْ خُضْرِ الْجَنَّۃِ

(مشکوۃ شریف فضل الصدقۃ)

یعنی جو مسلمان کسی ننگے مسلمان کو کپڑا پہنائے گا تو اس کو اللہ تعالیٰ جنت کا سبز لباس پہنائے گا۔

تلاوت قرآن : احباب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی تیسری محبوب شے یعنی تلاوت قرآن مجید کا ثواب کیا پوچھتے ہو؟

حدیث شریف میں ہے۔

اَلْجَنَّۃُ تَشْتَاقُ اِلٰی اَرْبَعَۃِ نَفَرٍ تَالِی الْقُرْآنِ وَمُطْعِمِ الْجِیْعَانِ وَحَافِظِ اللِّسَانِ ۔ وَالصَّائِمِ فِیْ شَھْرِ رَمَضَانَ۔

یعنی سب لوگ جنت کے مشتاق ہیں مگر چار شخص ایسے خوش نصیب ہیں کہ خود جنت ان کی مشتاق ہے۔ پہلا قرآن کی تلاوت کرنے والا۔ دوسرا بھوکوں کو کھانا کھلانے والا۔

marfat.com

تیسرا اپنی زبان کی (لقمہ حرام اور بے ہودہ کلام) سے حفاظت کرنے والا۔ چوتھا ماہ رمضان کا روزہ رکھنے والا۔

بہر حال برادران ملت! جب ہم حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ماننے والے اور چاہنے والے ہیں تو ہم کو لازم ہے کہ ان کے محبوب اعمال سے بھی محبت رکھیں اور ان اعمال صالحہ کو اپنی زندگی کا شاہکار بنا کر خدا کے غفران ورضوان کا ذریعہ اور اپنی مغفرت کا سامان بنائیں۔

مولائے کائنات کی مرضیات: برادران ملت! حضرت مولائے کائنات شیر خدا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی تین محبوب چیزوں کا ذکر بھی میں آپ کو سنا چکا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے دنیا کی صرف تین ہی چیزیں محبوب ہیں ایک مہمان کی خدمت، دوسرے گرمیوں کا روزہ، تیسرے جہاد میں تلوار کی مار۔

مہمان کی خدمت: محترم سامعین! مہمان کی خدمت اور مہمان نوازی، یہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وہ مقدس سنت ہے جس کے لئے حدیث میں ارشاد ہے کہ۔

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ (مشکوۃ باب الضیافۃ)

یعنی جو شخص اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنے مہمان کا اکرام واحترام کرے۔ مطلب یہ ہے کہ مہمان نوازی ایمان کے خصائل میں سے ہے جو مومن ہوگا، وہ ضرور مہمان کی خدمت اور اس کا اکرام کرے گا۔

گرمیوں کا روزہ: برادران ملت! اسی طرح گرمیوں کا روزہ کتنا جلیل القدر عمل صالح

marfat.com

ہے اس کو ہر مسلمان سمجھ سکتا ہے کہ یوں تو ہر زمانے میں روزہ رکھنا بہت بڑا عمل صالح ہے پھر گرمیوں کی شدت میں روزہ رکھنا اور پیاس کی تپش پر خدا کی رضا کے لئے صبر کرنا۔ سبحان اللہ! سبحان اللہ اس کی فضیلت کا کیا کہنا۔

جہاد میں تلوار کی مار : عزیزان ملت! اسی طرح جہاد میں خدا کے دین کی سربلندی اور رضائے الٰہی کے لئے تلوار چلانا، اس عمل صالح کی عظمت و فضیلت کو کون نہیں جانتا، حدیث شریف میں تو یہاں تک وارد ہوا ہے کہ جو قدم جہاد میں غبار آلود ہو گیا، اس قدم پر جہنم کی آگ حرام ہے۔

اور ایک حدیث میں حضور سرور عالم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا کہ :

ان فی الجنة مائة درجة اعدها اللہ للمجاهدين فی سبیل اللہ مابین الدرجتين كما بين السماء والارض (مشکوۃ کتاب الجہاد)

یعنی بے شک جنت میں ایک سو درجے ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے خاص اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لئے تیار کر رکھا ہے ان سو درجوں میں ہر دو درجے کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا کہ زمین و آسمان کے درمیان۔

بہر حال برادران ملت! جہاد کے فضائل ہر مسلمان کو معلوم ہیں لہٰذا حضرت مولائے کائنات علی مرتضیٰؓ کی تینوں محبوب چیزیں بلاشبہ ایسے اعمال صالحہ ہیں جن کی جزاء جنت اور اس کی تمام نعمتیں ہیں۔ خداوند کریم ہر مسلمان کو ان جنتی اعمال کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

marfat.com

حضرت جبریل کی پسندیدہ چیزیں : حضرات گرامی! حضرت جبرائیل علیہ السلام کی تین پسندیدہ چیزیں بھی اتنی اہمیت والی ہیں جو کسی طرح بھی ایک مومن کے لئے فراموش کرنے کے قابل نہیں۔ اللہ اکبر! گمراہوں کی راہنمائی، اطاعت خداوندی کرنے والے مسافروں کی دل جوئی۔ تنگ دست عیال والوں کی امداد۔ یہ تینوں وہ ملکوتی صفات و خصائل ہیں جن پر اگر مسلمان عمل کرنے لگیں تو اسلامی معاشرہ کے حسن و جمال کا وہ سورج پھر اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ چمکنے لگے جس پر ایک مدت سے خود غرضی، بد اعمالی اور الحاد و بے دینی کی بدلیاں چھائی ہوئی ہیں اور مسلمانوں کی قومی معیشت کی بحالی اور خوش حالی کا مسئلہ دم زدن میں اس طرح حل ہو جائے کہ اقوام عالم حیران اور دنگ رہ جائیں۔

کون تین چیزیں خدا کو پسند ہیں : برادران ملت! اسی طرح حضرت حق جل جلالہ کو اپنے بندوں کی جو تین خصلتیں محبوب ہیں۔ وہ بھی مومن کی فلاح دارین اور سعادت کونین کا اتنا بڑا سامان عظیم ہیں کہ جس کی مثال نہیں مل سکتی۔ سبحان اللہ! خداوند عالم جل جلالہ اپنے بندوں کی جن خصلتوں سے پیار فرماتا ہے اگر بندہ ان خصلتوں پر عمل پیرا ہو جائے تو پھر سمجھ لیجئے کہ وہ بندہ خدا کے دربار میں کتنا عزیز اور کس قدر پیارا ہو جائے گا؟ وہ پیاری خصلتیں کون کون ہیں؟ مسلمان بھائیو ذرا غور سے سنو!

بذل استطاعت : پہلی چیز ہے "بذل استطاعت" یعنی اپنی طاقت کو خدا کی راہ میں خرچ کرنا مسلمانو! یہ ایک ایسی محبوب خصلت ہے کہ جو سینکڑوں محبوب خصائل کی جامع ہے ظاہر ہے کہ اس کا یہی مطلب ہے کہ بندے کو جتنی بھی اور جس قدر بھی طاقت و استطاعت

marfat.com

حاصل ہے۔ ان سب طاقتوں اور قوتوں کو خدا کی راہ میں خرچ کر دے۔ خواہ مالی طاقت ہو یا بدنی، علمی طاقت ہو یا عملی، ذہنی طاقت ہو یا جسمانی۔ مسلمانو! سن لو۔ بندہ خدا کی دی ہوئی بے شمار طاقتوں کا مجموعہ ہے اس کے جسم کی بوٹی، بوٹی اور بدن کے بال بال میں طاقتوں اور استطاعتوں کے خزانے بھرے ہوئے ہیں اور بندہ جب اپنی تمام طاقتوں اور قوتوں کو خدا کی راہ میں صرف کرے گا تو پھر یقیناً وہ قسم قسم کی عبادتوں اور طاعتوں کا ایک مقدس مجسمہ اور حسین گلدستہ بن جائے گا اور پھر یقیناً اس پر خدا کی رحمتوں، عنایتوں کی اتنی بے شمار بارش کرم ہوتی رہے گی کہ وہ بندہ دنیا و آخرت میں بندہ خدا ہوتے ہوئے محبوب خدا بھی ہو جائے گا۔

گریۂ ندامت: مسلمانو! بندوں کی دوسری خصلت جو خدا کو بہت زیادہ پسند ہے وہ "گریۂ ندامت" ہے۔ یعنی بندہ اگر کوئی گناہ کرے تو پھر اس گناہ پر شرمندہ ہو کر توبہ کرے اور بوقت توبہ اس پر جذبہ ندامت کا ایسا غلبہ ہو اور خوف و خشیت ربانی سے اس کے قلب پر ایسا اثر ہو کہ وہ آہ بکا کے ساتھ اس کے آنسو نکل پڑیں تو یہ گریہ وزاری دربار باری میں اس قدر پیاری ہے کہ اس اشک ندامت کا ایک ایک قطرہ دیکھنے میں تو آنسو کا ایک قطرہ ہے۔ مگر درحقیقت یہ رحمت خداوندی کا ایک ایسا سمندر ہے جو دم زدن میں گناہوں کے دفتر کو دھو کر پاک و صاف کر دیتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ذَکَرَ اللّٰهَ خَالِیًا فَفَاضَتْ عَیْنَاهُ یعنی جو شخص تنہائی میں خدا کو یاد کرے اور اس کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے تو ایسے خوش نصیب کو پروردگار عالم قیامت کی تپش اور سخت دھوپ میں اپنے عرش کے سایہ رحمت کے نیچے جگہ عطا فرمائے گا۔

marfat.com

فاقہ پر صبر : حضرات گرامی! بندوں کی تیسری خصلت جو حضرت حق جل جلالہ کو بہت زیادہ محبوب ہے۔ وہ فقر و فاقہ کی حالت میں صبر کرنا ہے۔ اللہ اکبر۔ صابرین کی بزرگی و عظمت کے لئے اس سے بڑھ کر اور کون سی بشارت عظمیٰ ہوگی؟ کہ رب العزت جل مجدہ نے بار بار قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا کہ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ یعنی بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے سبحان اللہ! جن لوگوں کے ساتھ اللہ کی نصرت و حمایت اور اس کی رحمت و عنایت ہو۔ دنیا بھر میں کون ان لوگوں کا ہم سر و ہم پلہ۔ یا مد مقابل ہو سکتا ہے؟

برادران ملت! صبر کرنا یہ انبیاء اور رسولوں کی خاص الخاص خصلت ہے۔ چنانچہ حضرت حق جل جلالہ نے قرآن مجید میں اپنے محبوب اکرم ﷺ کو مخاطب فرما کر یہ ارشاد فرمایا کہ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ. یعنی اے محبوب آپ اس طرح صبر کریں جس طرح اولوالعزم رسولوں نے صبر کیا ہے۔

برادران ملت! اسی طرح "والعصر" میں حضرت حق جل جلالہ نے ارشاد فرمایا کہ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ یعنی وہی اہل ایمان ہر قسم کے نقصان و خسران سے محفوظ ہیں جو ایک دوسرے کو حق پر قائم رہنے اور صبر کرنے کی وصیت کرتے رہتے ہیں۔

بہر حال میرے محترم بزرگو اور بھائیو! یہ کل اکیس خصلتیں وہ محبوب ترین اعمال صالحہ ہیں جن پر عمل کر کے ایک مسلمان بندہ خدا کا محبوب بن جاتا ہے۔ لہٰذا انتہائی ضروری ہے کہ ہر مسلمان ان نیک اعمال اور محبوب خصائل پر عمل پیرا ہو کر اپنی دنیا اور آخرت کو اس طرح سنوار لے کہ دونوں جہان میں وہ اپنے خالق کا پیارا اور تمام خلائق کا محبوب بن جائے کیوں کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو

marfat.com

حضرت جبرائیل علیہ السلام کو یہ حکم فرماتا ہے کہ جبریل! میں اس بندے سے محبت کرتا ہوں۔

لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو۔ پھر حضرت جبریل بھی اس بندے سے محبت کرتے ہیں۔ پھر اس بندے کے لئے "قبول فی الارض" یعنی زمین میں مقبولیت کی کرامت عطا کی جاتی ہے اور تمام مخلوق خدا اس مقبول بندے سے محبت کرنے لگتی ہے۔

خداوند کریم ہر مسلمان کو ان خصائل حمیدہ اور اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین)

وما علینا الا البلغ وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد والہ و صحبہ اجمعین

marfat.com

دسواں وعظ

فلسفہ موت

موت سے کس کو رستگاری ہے
آج وہ کل ہماری باری ہے

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی خلق الموت والحیوۃ وھو حی لایموت ۃ فسبحٰن من لایغیب عن علمہ حی ولا یمیت ولا یفوت ٥ ھو الذی ارسل رسولہ وفضلہ علی العالمین فی الملک والملکوت٥ والصلوۃ والسلام علی النبی الذی حمدہ الانبیاء وھو فی کتبھم منعوت ٥ وعلی الہ واصحابہ الذین مفاتیح الھدی ومنابع الرحموت ٥

اَمَّا بَعْدُ فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم٥

بسم اللہ الرحمن الرحیم٥

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ ٥ فَرِحِیْنَ بِمَا اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ وَیَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِیْنَ لَمْ یَلْحَقُوْا بِھِمْ مِّنْ خَلْفِھِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۃ یَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ وَفَضْلٍ وَّ اَنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۃ (آل عمران)

حضرات گرامی! میری سب سے پہلے گزارش یہ ہے کہ آپ تمام صاحبان ایک ایک بار بآواز بلند درود شریف پڑھ لیجئے۔

اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد وعلی الہ واصحابہ وبارک وسلم

برادران ملت! اس وقت خطبے کے بعد میں نے سورہ آل عمران کی تین آیتیں تلاوت کی ہیں جن میں حضرت حق جل مجدہ، نے شہادت کی موت اور اس کی امتیازی شان

marfat.com

کا بیان فرمایا ہے اسی لئے میں پہلے ہی عرض کر دیتا ہوں کہ میری آج کی تقریر کا موضوع "فلسفہ موت" ہے۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ موت کی مختلف قسموں کی نشان دہی کرتے ہوئے اس فلسفہ کی نقاب کشائی کروں گا۔ کہ ہر موت یکساں اور برابر نہیں۔ نہ ہر مرنے والا ایک ہی طرح کا اور ایک ہی جیسا ہے۔ نہ ہر مردہ کی قبر ایک ہی جیسی اور مساوی ہے بلکہ ہر قسم کی موت کے اثرات و ثمرات اور ہر مردے اور ہر قبر کے مراتب و درجات میں بہت ہی عظیم الشان فرق ہے۔

حضرات گرامی! تقریر سے پہلے چند اشعار سن لیجئے۔ یہ اشعار اگرچہ بہت پرانے ہیں لیکن یہ اپنے دامن میں عبرتوں کے ایسے انمول لعل و گہر لئے ہوئے ہیں جن پر آنسوؤں کے قطرات موتی بن کر نثار ہونے کے لئے بے قرار رہتے ہیں۔

کوئی گل باقی رہے گا نہ چمن رہ جائے گا
پر رسول اللہ کا دینِ حسن رہ جائے گا
ہم صفیرو باغ میں ہے کوئی دن کا چہچہا
بلبلیں اڑ جائیں گی، سونا چمن رہ جائے گا
اطلس و کمخواب کی پوشاک پہ نازاں نہ ہو
اس تن بے جان پر خاکی کفن رہ جائے گا
سب فنا ہو جائیں گے کافی ولیکن حشر تک
نعت حضرت کا زبانوں تک اثر رہ جائے گا

(شہید جنگ آزادی ۱۸۵۷ء مولانا کفایت علی مراد آبادی علیہ الرحمۃ)

marfat.com

حضرت! اسی طرح حضرت علمی نے بھی موت کے بارے میں بڑے عبرت خیز، اور رقت انگیز اشعار لکھے ہیں۔ ان کے بھی چند اشعار ملاحظہ فرمائیے۔

یاد رکھ ہر آن آخر موت ہے ۔۔۔ مت تو بن انجان آخر موت ہے
مرتے جاتے ہیں ہزاروں آدمی ۔۔۔ عاقل و نادان آخرت موت ہے
گر سلیمان زمانہ بھی ہوا ۔۔۔ پھر بھی اے سلطان آخر موت ہے
بار ہا علمی تجھے سمجھا چکا
مان یا مت مان آخر موت ہے

برادران ملت! ہر انسان خواہ کسی دین و مذہب کا معتقد ہو یا نہ ہو۔ مگر بہر حال اس کو یہ ماننا ہی پڑتا ہے اور وہ مانتا بھی ہے کہ موت برحق ہے اور ایک نہ ایک دن مرنا ضروری اور یقینی ہے اور یہی خاوند قدوس جل جلالہ کا فرمان ہے کہ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوتِ یعنی ہر جاندار جس نے زندگی کا میٹھا شربت پیا ہے اس کو ایک نہ ایک دن موت کا کڑوا کڑوا گھونٹ بھی ضرور پینا پڑے گا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ۔

لَنَا مَلَكٌ يُنَادِیْ كُلَّ يَوْمٍ
لِدُوْا لِلْمَوْتِ وَابْنُوْا لِلْخَرَابِ

یعنی روزانہ ہمیں ایک فرشتہ پکار پکار کر یہ اعلان سناتا ہے۔ کہ دنیا والو! سن لو! اس دنیا میں ہر چیز اسی لیے پیدا ہوتا ہے کہ اس کو ایک نہ ایک دن مر جانا ہے اور اس دنیا میں ہر مکان اسی لیے بنتا ہے کہ اس کو ایک نہ ایک دن گر جانا ہے۔ یعنی ہر چیز مرنے ہی کے لیے پیدا ہوا ہے اور ہر مکان گرنے ہی کے لیے بنا ہے۔

marfat.com

لاش پر کہتی ہے عبرت یہ امیر
آئے تھے دنیا میں اس دن کے لیے

مسلمانو! پروردگار علام کا صاف صاف ارشاد اور اعلان حق ہے کہ اَيْنَمَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ط یعنی اے انسانو! تم جہاں کہیں بھی رہو۔ خواہ تم مضبوط اور بلند گنبد ہی کے اندر بند ہو کر چھپ جاؤ۔ مگر موت تم کو پالے گی اور تم موت کے آہنی پنجوں سے ہرگز ہرگز نہ بچ سکو گے اور وہ بھی اس طرح کہ اِذَا اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ط یعنی کوئی شخص بھی اپنی موت کی گھڑی سے نہ ایک سیکنڈ پہلے نہ ایک سیکنڈ بعد میں مرے گا۔ الغرض ؎

موت سے کس کو رستگاری ہے
آج وہ کل ہماری باری ہے

بہر کیف دنیا کا کوئی انسان اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ ہر جاندار مخلوق کو ایک نہ ایک دن ایک وقت معین پر مر جانا ہی ہے۔ دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت نہ کسی کو موت کے چنگل سے چھڑا سکتی ہے نہ کسی کی موت کو ایک لمحہ بھر کے لیے ٹال سکتی ہے عربی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

اِذَا الْمَنِيَّةُ اَنْشَبَتْ اَظْفَارَهَا
اَلْفَيْتَ كُلَّ تَمِيْمَةٍ لَا تَنْفَعُ

یعنی جب موت اپنے ناخنوں کو چبھو دیتی ہے۔ تو اس وقت ہر تعویذ بے سود اور ہر منتر بے کار ہو جاتا ہے اور مر جانے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوتا۔

marfat.com

عزیزان ملت! جب موت کا یہ معاملہ ہے تو پھر ظاہر ہے کہ موت سے ڈرنا یا اس سے بچنے کی فکر کرنا بالکل عبث، قطعاً بے کار اور سراسر لغو کام ہے کسی شاعر نے بڑی دلچسپ اور بڑے مزے کی بات کہی ہے کہ ۔

بے فائدہ فکر فردا کرتے کیوں ہو
ہونا جو ہے ہو رہے گا ڈرتے کیوں ہو
جب موت نہیں تو کیا بنا لے گا کوئی
موت آئی تو مر رہیں گے مرتے کیوں ہو

حضرات! مشہور ہے کہ شیر خدا حضرت علی مرتضےٰ رضی اللہ عنہ راتوں کو اکیلے گشت فرمایا کرتے تھے۔ یہ کہ دیکھ کر کسی محب نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین آپ کسی محافظ کو اپنے ہمراہ رکھا کیجئے۔ تنہا نہ گشت فرمایئے۔ تو آپ نے نہایت سنجیدگی کے ساتھ یہ ارشاد فرمایا کہ انسان کی موت ہی خود بہترین محافظ ہے کہ وہ انسان کو اس کی موت سے پہلے مرنے ہی نہیں دے گی۔ لہٰذا جب میری موت ہی میری محافظ بنی ہوئی ہے تو پھر مجھے کسی دوسرے محافظ کی ضرورت ہی نہیں۔

اچھی موت اور بری موت : برادران ملت! بہر کیف ہر شخص کو موت یقینی اور ہر ایک کے لیے مرنا ضروری ہے۔ اس بارے میں کچھ زیادہ عرض کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن میں آج خاص طور پر اس حقیقت کا اظہار اور اس فلسفہ کی نقاب کشائی کرنا چاہتا ہوں۔ کہ اس دنیا میں مرتے سب ہیں۔ مگر جس طرح اس دنیا میں ہر انسان کی زندگی یکساں اور برابر نہیں ہوتی۔ اسی طرح ہر انسان کی موت بھی یکساں اور برابر نہیں ہوتی۔ جس طرح

marfat.com

سی کی زندگی اچھی اور کسی کی بری ہوا کرتی ہے، ٹھیک اسی طرح کسی کی موت اچھی اور کسی کی بری ہوا کرتی ہے اور جس طرح دنیا میں ہر زندہ رہنے والے انسان کا گھر ایک ہی طرح کا اور ایک ہی جیسا نہیں ہوتا، ٹھیک اسی طرح ہر مردہ کی قبر بھی ایک ہی طرح کی اور ایک ہی جیسی نہیں ہوا کرتی۔ جس طرح زندگی میں کسی کا گھر اچھا اور کسی کا گھر برا ہوا کرتا ہے، بالکل اسی طرح ہر موت کے بعد کسی مردے کی قبر اچھی اور کسی کی قبر بری ہوا کرتی ہے۔

ذرا غور تو فرمایئے کہ اسی دنیا میں ایک انسان ایسا بھی جیتا ہے جو اندھا، بہرا اپاہج اور کوڑھی ہے۔ کھانے کے ایک ایک دانے اور پانی کے ایک ایک قطرے کے لیے محتاج ہے۔ سڑک کے کنارے فٹ پاتھ پر پڑا ہوا خیرات کے ٹکڑے مانگ رہا ہے۔ اس کے اردگرد مکھیاں بھنک رہی ہیں اور مخلوق خدا اس سے نفرت کر رہی ہے۔

اور اسی دنیا میں ایک ایسا شخص بھی جیتا ہے جو حسن و جمال اور ملک و مال کی دولتوں سے مالا مال ہے۔ تخت و تاج کا مالک اور نامی گرامی شہنشاہ ہے۔ جس کے چشم و ابرو کے ادنیٰ اشارے پر ہزاروں کا لشکر جرار اپنا سر کٹانے کے لیے تیار ہے۔

مسلمانو! دیکھ لو۔ اسی دنیا میں ہی دونوں جیتے ہیں۔ مگر کون کہہ سکتا ہے؟ کہ دونوں کی زندگی یکساں اور برابر ہے۔ نہیں نہیں بلکہ دنیا کا ہر شخص بلاخوف تردید یہی کہے گا کہ ہر گز ہر گز دونوں کی زندگی یکساں اور برابر نہیں ہے۔ بلکہ ایک کی زندگی سراسر قابل نفرت و حقارت اور سراپا زحمت ہی زحمت ہے اور دوسرے کی زندگی خدا کی بہت بڑی نعمت اور رحمت ہی رحمت ہے۔ اللہ اکبر۔ کہاں ایک بھیک مانگنے والے اپاہج اور کوڑھی کی زندگی؟ اور کہاں ایک صحت و سلامتی کے بادشاہ اور صاحبِ تخت و تاج شہنشاہ کی زندگی؟

marfat.com

مسلمان بھائیو! ٹھیک اسی طرح مرتے تو سب ہیں۔ مگر ہر مرنے والے کی موت یکساں اور برابر نہیں ہے۔ کسی کی موت اچھی موت ہے اور کسی کی موت بری موت ہے۔ کسی کی موت بہت بڑی نعمت اور خدا کی رحمت ہے اور کسی کی موت قابل نفرت اور خدا کی لعنت ہے۔

اسی طرح کون کہہ سکتا ہے کہ ایک مسکین بھکاری کا تنگ و تاریک اور گندہ جھونپڑا اور ایک شہنشاہ وقت کا شاہی محل، دونوں ایک ہی جیسے ہیں۔ ہرگز ہرگز نہیں۔ آپ خود غور فرمائیے کہ کہاں ایک تنگ و تاریک اور گندگی کا مرکز جھونپڑا؟ اور کہاں شاہی محل کی شان و شوکت اور اس کا سامان راحت؟ خدا کی قسم ہرگز ہرگز دونوں ایک جیسے نہیں ہو سکتے۔ بس بالکل ٹھیک اسی طرح سمجھ لیجئے کہ ایک کافر یا فاسق بدکار کی قبر اور ایک ولی یا مومن نیکوکار کی قبر۔ دونوں قبر یکساں اور ایک ہی طرح کی ہوں، یہ ہو گز ہرگز نہیں ہو سکتا۔ بلکہ یقیناً ان دونوں قبروں میں اتنا ہی بلکہ اس سے بھی زیادہ فرق و تفاوت ہو گا۔ جتنا کہ ایک تنگ و تاریک جھونپڑے اور شاہی محل میں فرق ہے۔

میرے بزرگو اور بھائیو! یہی وہ مضمون ہے جس کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "اَلْقَبْرُ رَوْضَةٌ" مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ اَوْ حُفْرَةٌ" مِنْ حُفَرِ النَّارِ یعنی کسی کی قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور کسی کی قبر جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔ اللہ اکبر۔ کہاں جنت کا باغ؟ اور کہاں جہنم کا گڑھا؟ دنیا میں کون ہے جو یہ کہہ سکتا ہے کہ دونوں یکساں اور برابر ہیں؟

marfat.com

نیکوکار اور بدکار کی موت: برادران ملت! اس مضمون کے بارے میں کہ ہر مرنے والے کی موت یکساں اور برابر نہیں ہے، ایک حدیث سنئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ملک الموت تو اس شان کے ساتھ آتے ہیں کہ ان کے ساتھ حسین اور خوب صورت چہروں والے فرشتوں کی ایک مقدس جماعت ہوتی ہے۔ یہ فرشتے جنتی کفن اور بہشتی خوشبو لے کر آتے ہیں اور حضرت ملک الموت علیہ السلام اپنے نرم و شیریں لہجے میں یوں ارشاد فرماتے ہیں کہ اُخْرُجِیْ اَیَّتُھَا النَّفْسُ الطَّیِّبَۃُ کَانَتْ فِی الْجَسَدِ الطَّیِّبِ اُخْرُجِیْ حَمِیْدَۃً وَّاَبْشِرِیْ بِرَوْحٍ وَّرَیْحَانٍ وَّرَبٍّ غَیْرِ غَضْبَانَ۔

یعنی نکل اے پاک جان جو پاک بدن میں تھی نکل! تو قابل تعریف ہے اور تو راحت اور خوشبو اور اس رب کی بشارت حاصل کر جو تجھ سے کبھی ناراض نہیں ہو گا۔ پھر فرشتوں کی مقدس جماعت اس روح کو جنتی کفن میں لے کر آسمانوں کی طرف بلند ہوتی ہے اور اس کے لیے آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور آسمانی ملائکہ کی جماعت یہ کہہ کر اس پاک روح کا استقبال کرتی ہے کہ "خوش آمدید" اے پاک جان! جو پاک بدن میں داخل تھی۔ داخل ہو جا۔ تو قابل تعریف ہے اور تجھ کو راحت و ریحان کی اور اس رب کے دیدار کی بشارت دی جاتی ہے۔ جو تجھ پر کبھی ناراض نہیں ہو گا۔ پھر فرشتوں کے اس نعرہ ہائے مبارک باد کی گونج میں یہ مبارک روح دربار الٰہی تک باریاب ہوتی ہے اور یہی ملک الموت جس کسی برے اور بدکار کی روح قبض کرنے کے لیے تشریف لاتے ہیں تو ان کے ساتھ کالے کالے چہروں والے ڈراؤنی شکل کے ملائکہ عذاب کی ایک جماعت ہوتی ہے جن کے ساتھ ایک ٹاٹ ہوتا ہے اور حضرت ملک الموت اس بدکار انسان کے سرہانے بیٹھ

marfat.com

کر نہایت تلخ و کرخت لہجے میں یہ فرماتے ہیں کہ اُخرُجِیْ اَیَّتُھَا النَّفْسُ الْخَبِیْثَۃُ کَانَتْ فِی الْجَسَدِ الْخَبِیْثِ اُخْرُجِیْ ذَمِیْمَۃً وَّاَبْشِرِیْ بِحَمِیْمٍ وَّغَسَّاقٍ وَّاٰخَرَ مِنْ شَکْلِہٖ اَزْوَاجٌ یعنی نکل اے خبیث جان۔ جو خبیث بدن میں تھی۔ نکل! تو لائق مذمت ہے اور تجھ کو گرم گرم پانی اور جنمیوں کے پیپ اور اسی طرح کے قسم قسم کے عذابوں کی بشارت ہے۔

پھر عذاب کے فرشتے اس روح کو جب جنمی ٹاٹ لپیٹ کر آسمانوں کا رخ کرتے ہیں۔ تو اس کے آسمانوں کے دروازے نہیں کھولے جاتے اور آسمانوں کے فرشتے اس روح کو یہ کہہ کر دھتکارتے اور دھتکارتے ہیں۔ کہ اے خبیث جان جو خبیث بدن میں تھی ہم تیرے لیے خوش آمدید نہیں کہتے۔ تو واپس لوٹ جا! تو قابل مذمت ہے۔ اس لیے تیرے لیے آسمانوں کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے اور تو اس قابل نہیں کہ دربار الٰہی تک تیری رسائی اور باریابی ہو سکے۔ (مشکوٰۃ باب مایقال عند من حضر الموت)

برادران ملت! آپ نے نیکوکار اور بدکار دونوں کی جاں کنی اور وفات کا حال سن لیا۔ یہی وہ منظر ہے جس کی تصور کشی قرآن کریم نے ان لفظوں میں فرمائی ہے کہ ایک بندۂ صالح اور مومن کامل کی وفات کا یہ بشارت آمیز اور دلکش منظر ہوتا ہے کہ

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ۝ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ ج وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَشْتَھِیْٓ اَنْفُسُکُمْ وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَدَّعُوْنَ۝ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ۝ (حم السجدہ)

یعنی جس لوگوں نے یہ کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے۔ پھر وہ اس عقیدے پر مرتے دم

marfat.com

تک قائم رہے۔ تو ان پر (موت کے وقت) فرشتے اترتے ہیں اور (کہتے ہیں) کہ تم نہ ڈرو، نہ غم کرو اور اس جنت پر خوشی مناؤ جس کا تم سے وعدہ دیا جاتا تھا ہم تمہارے دوست ہیں۔ دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اور تمہارے لیے جنت میں ہر وہ چیز ہے جس کو تمہارا جی چاہے اور تمہارے لیے اس جنت میں ہر وہ شے ہے جس کو تم مانگو۔ کیونکہ ہر جنتی غفور رحیم کا مہمان ہوگا۔

برادران ملت! ایک مومن نیکوکار کی وفات کا منظر حسین تو آپ دیکھ چکے اب ذرا ایک فاسق بدکار کی عبرت انگیز موت کے ہولناک منظر کا نظارہ بھی کر لیجئے۔ قرآن حکیم کا ارشاد ہے کہ

وَلَوْ تَرٰی اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ بَاسِطُوْٓا اَیْدِیْھِمْ ج اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَکُمْ ط اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْھُوْنِ بِمَا کُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰہِ غَیْرَ الْحَقِّ وَکُنْتُمْ عَنْ اٰیٰتِہٖ تَسْتَکْبِرُوْنَ ہ (انعام)

یعنی کاش (اے محبوب) آپ وہ منظر دیکھتے جس وقت ظالم لوگ موت کی سختیوں میں ہوں گے اور فرشتے ہاتھ پھیلائے ہوئے یہ کہہ رہے ہوں گے۔ کہ نکالو اپنی جانیں۔ آج تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائے گا۔ یہ تمہارے ان جرموں کا بدلہ ہوگا کہ تم لوگ اللہ پر جھوٹی تہمت لگاتے تھے اور اس کی آیتوں سے تکبر کرتے تھے۔

برادران اسلام! غور فرمایئے کہ ایک نیکوکار اور ایک بدکار دونوں کی موت کے مناظر میں کتنا عظیم الشان تفاوت اور کتنا بڑا فرق ہے؟ اللہ اکبر کہاں بندۂ صالح کی موت پر فرشتوں کا خیر مقدم، ان کی خوشخبریاں اور مبارک بادیاں اور کہاں فرشتوں کی دھتکار اور

marfat.com

پھٹکار اور ہر طرف سے لعنت و ملامت کی بوچھار؟ بھلا کون کہہ سکتا ہے کہ دونوں کی موت یکساں اور ایک ہی جیسی ہے اور کون کہہ سکتا ہے کہ دونوں مرنے والے ایک ہی درجے کے ہیں اور ایک ہی جیسے ہیں۔ نہیں نہیں۔ بلکہ دونوں کی موت اور ان دونوں مرنے والوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

نیکوکار اور بدکار کی قبریں : برادران ملت! اب آیئے۔ اس تصویر کا ایک دوسرا رخ بھی میں آپ کو دکھادوں۔ نیکوکار اور بدکار دونوں اپنی اپنی قبروں میں دفن کر دیئے جاتے ہیں۔ مگر اب ذرا دونوں کی قبروں کے اندرونی مناظر کو نگاہ بصیرت سے دیکھئے اور عبرت حاصل کیجئے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب مردے کو دفن کر کے لوگ واپس لوٹتے ہیں تو ہر قبر میں منکر و نکیر دو فرشتے آتے ہیں اور مردے کو قبر میں بٹھا کر تین سوال کرتے ہیں کہ مَنْ رَبُّكَ تیرا رب کون ہے؟ وَمَا دِيْنُكَ اور تیرا دین کیا ہے؟ وَمَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِیْ بُعِثَ فِیْکُمْ اور یہ مرد (نبی کریم) کون ہیں؟ جو تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں؟ اگر مرد مومن نیکوکار ہے تو وہ ان تین سوالوں کا اس طرح جواب دیتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور میرا دین اسلام ہے اور یہ مرد اللہ کے رسول ہیں۔

برادران اسلام! جس وقت مردہ ان تینوں سوالوں کا اس طرح ٹھیک جواب دیتا ہے تو اس وقت آسمان سے ایک پکارنے والا فرشتہ یوں ندا کرتا ہے اور خدا کی طرف سے اعلان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اِنْ صَدَقَ عَبْدِیْ فَافْرِشُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَالْبِسُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَافْتَحُوْا لَهٗ بَابًا مِّنَ الْجَنَّةِ یعنی میرے بندہ نے سچ کہا۔ لہٰذا اے فرشتو! تم اس کی قبر میں اس کے لیے جنتی بستر بچھاؤ اور اس کو جنتی لباس پہناؤ اور اس کی قبر میں جنت کی طرف ایک

marfat.com

دروازہ کھول دو۔ چنانچہ اس کی قبر میں بہشتی ہوا اور جنتی خوشبو آنے لگتی ہے اور اس کی قبر اتنی لمبی چوڑی کر دی جاتی ہے جہاں تک اس کی نگاہ جاتی ہے اور ترمذی شریف وغیرہ کی بعض روایتوں میں یہ بھی ہے کہ فرشتے اس مردے سے یہ بھی کہتے ہیں کہ نَمْ كَنَوْمَةِ العَرُوْسِ الَّذِي لَا يُوْقِظُهُ اِلَّا اَحَبُّ اَهْلِهٖ یعنی اے مردے! تو اس طرح سو جا جس طرح دلہن سوتی ہے کہ دلہن کو صرف وہی جگا سکتا ہے جو اس کے گھر والوں میں سب سے بڑھ کر اس کا محبوب ہے۔ یعنی اس کا شوہر اور اگر مردہ کافر یا منافق ہو یا بدکار ہے تو وہ فرشتوں کے ہر سوال کے جواب میں یہ کہتا ہے کہ ھَاہْ ھَاہْ لَا اَدْرِیْ یعنی ہائے ہائے افسوس! میں کچھ نہیں جانتا۔ مردے کا یہ جواب سن کر ایک منادی آسمان سے یوں ندا کرتا ہے کہ اَنْ كَذَبَ فَافْرِشُوْهُ مِنَ النَّارِ وَافْتَحُوْا لَهٗ بَابًا اِلَى النَّارِ فَيَاتِيْهِ مِنْ حَرِّهَا وَسَمُوْمِهَا یعنی اے فرشتو! یہ جھوٹا ہے۔ لہٰذا اس کے لیے اس قبر میں جہنم کی طرف ایک دروازہ کھول دو۔ چنانچہ اس کی قبر میں جہنم کی گرمی اور لو آنے لگتی ہے وَيُضَيَّقُ عَلَيْهِ قَبْرُهٗ حَتّٰى تَخْتَلِفَ فِيْهِ اَضْلَاعُهٗ اور اس کی قبر اس قدر تنگ کر دی جاتی ہے کہ اس کی پسلیاں دب کر دائیں پسلیاں بائیں طرف اور بائیں پسلیاں دائیں طرف ہو جاتی ہیں۔

(مشکوٰۃ باب مایقال عند من حضر الموت، و ترمذی ص ۱۲۷)

برادران ملت! غور فرمائیے ایک قبرستان میں دو قبریں ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہیں۔ مگر ایک قبر کی وسعت کا یہ حال ہے کہ مردے کی حد نگاہ تک لمبی چوڑی ہے اور ایک قبر کی تنگی کا یہ عالم ہے کہ بدن دب کر اس طرح کچل گیا کہ داہنی پسلیاں بائیں طرف اور بائیں پسلیاں دائیں طرف ہو گئیں۔ ایک قبر میں جنتی ہوا اور جنتی خوشبو، جنتی بستر، جنتی

marfat.com

لباس ہے اور ایک قبر میں آتش جہنم کی گرمی اور جلن، دوزخی لو، اور گرم گرم آتش فشاں ہواؤں کے جھونکے۔ مسلمانو! انصاف کرو اور بولو۔ کون کہہ سکتا ہے؟ کہ قبرستان کی تمام قبریں ایک ہی جیسی ہیں اور ہر مردے کا حال یکساں اور برابر ہے اور ہر قبر کا رتبہ اور مقام ایک ہی درجے کا ہے۔

بہر کیف میری گزارش کا ماحصل یہی ہے کہ ہر مرنے والے کی موت اور ہر میت اور ہر قبر درجات، مراتب میں مساوی اور برابر نہیں ہیں۔ بلکہ کسی کی موت مرکز رحمت اور خدا کی اتنی بڑی نعمت ہے کہ کہ اس موت پر ہزاروں زندگیں قربان ہو جائیں تو بھی کم ہیں۔ اور کسی کی موت اتنی بڑی زحمت اور اس قدر قابل نفرت ہے کہ جہنم بھی اس سے پناہ مانگتا ہے اور کوئی مردہ اتنا خوش نصیب ہے کہ دنیا میں زندہ رہنے والے بڑے بڑے خوش نصیبوں کے بادشاہ اور شہنشاہ بھی اس مردے کی خوش بختی سے خوش نصیبی کی بھیک مانگتے ہیں اور کوئی مردہ اتنا بدبخت اور بد نصیب ہے کہ پھٹکارا ہوا شیطان بھی اس کی بدبختی اور بد نصیبی پر عبرت کے آنسو بہاتا ہے اور کسی قبر کے درجات، مراتب کی بلندی کا یہ عالم ہے کہ اس کو جنت کے باغ کے سوا کچھ بھی نہیں کہا جا سکتا اور کسی قبر کی نحوست اور منحوسیت اور اس کی عبرت ناک ویرانی کا یہ حال ہے کہ اس کو جہنم کا گڑھا ہی کہنا پڑتا ہے۔

برادران ملت! ایک بار با آواز بلند درود شریف پڑھ لیجئے۔ تو میں آپ کو ایک ہدایہ آموز نکتہ بھی سنا دوں۔ جو سوال قبر کی حدیث سے سمجھ میں آتا ہے۔

اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی ال سیدنا محمد واصحابہ وبارك وسلم

marfat.com

رسول حاضر و ناضر ہیں : برادران ملت! منکر و نکیر کے سوال والی حدیث آپ سن چکے کہ فرشتے تیسرا سوال نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں اس طرح کہتے ہیں کہ ماھذا الرجل الذی بعث فیکم یعنی یہ کون مرد ہیں جو تمہاری طرف مبعوث کئے گئے ہیں۔

غور فرمایئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو "ہذا الرجل" یعنی "یہ مرد" کہہ کر فرشتے سوال کرتے ہیں۔ "ہذا" کا لفظ عربی میں قریب کی طرف اشارہ کرنے کے لیے ہے۔ تو "ہذا الرجل" کے معنی یہ ہوئے کہ "یہ مرد" اس سے پتہ چلا کہ قبروں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصویر نہیں دکھائی جاتی اور نہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مردہ بہت دور سے دیکھتا ہے بلکہ "ہذا الرجل" کا مفہوم اس کے سوا کچھ بھی نہیں ہو سکتا کہ بہ نفس نفیس خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر قبر میں جلوہ گری ہوتی ہے۔ کیونکہ تصویر کو "الرجل" اور دور والے آدمی کو "ہذا الرجل" کہنا ہرگز ہرگز صحیح نہیں ہو سکتا۔ لہذا ثابت ہوا کہ جس طرح ہر قبر میں منکر نکیر پہنچتے اور سوال کرتے ہیں۔ اسی طرح رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہر قبر میں تشریف فرما ہوتے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ جب دنیا بھر کی ہزاروں قبروں کے اندر ایک لمحہ بھر میں منکر ونکیر اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری حدیث سے ثابت ہے تو ظاہر ہے کہ حضور دنیا بھر کی قبروں کو ایک ساتھ دیکھتے بھی ہیں اور سب جگہ حاضر بھی ہو جاتے ہیں۔ لہذا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر و ناظر کہنا بلاشبہ ایک ایسی حقیقت کا اظہار کرنا ہے جو حدیث سے ثابت ہے۔ جس لغت میں آپ کا جی چاہے اٹھا کر دیکھ لیجئے کہ "حاضر" کے

marfat.com

معنی موجود ہونے والا اور "ناظر" کے معنی دیکھنے والا۔ اب آپ ہی بتائیے کہ کون ہے جو یہ کہہ سکتا ہے؟ کہ حضور ہر قبر میں موجود ہونے والے اور روئے زمین کی تمام قبروں بلکہ ساری کائنات کو دیکھنے والے نہیں ہیں؟ جب وہ ہر جگہ موجود ہونے والے اور ہر چیز کے دیکھنے والے ہیں تو پھر ان کو "حاضر و ناظر" کہنے میں کون سی ایسی قیامت پھٹی پڑتی ہے؟ جو علماء دیوبند اس لفظ کے اطلاق سے اس طرح بھاگتے اور لوگوں کو بھگاتے پھرتے ہیں گویا کوہ ہمالیہ ان کی کھوپڑیوں پر گرا پڑتا ہے۔

بہر کیف جب یہ مسئلہ صاف ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منکر و نکیر کی طرح تمام دنیا کی قبروں میں ایک لمحہ کے اندر تشریف فرما ہو جاتے ہیں۔ تو پھر آپ ہی بتائیے کہ اگر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی خداداد معجزانہ طاقت نبوت سے دنیا بھر کے ہزاروں میلاد شریف کے جلسوں میں بھی تشریف فرما ہو جائیں تو اس میں کون سا تعجب کا مقام ہے؟ ذرا سوچئے تو سہی کہ قبروں کے اندر تو زمین کے نیچے نیچے چل کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری ہوتی ہے اور ظاہر ہے زمین کے نیچے نیچے چلنا بہت دشوار ہے اور زمین کے اوپر چلنا تو اس سے کہیں زیادہ آسان ہے۔ تو جب ایک لمحہ میں زمین کے اندر اندر چل کر ہزاروں قبروں میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری حدیث سے ثابت ہے۔ تو پھر زمین کے اوپر چل کر میلاد شریف کی مجلسوں میں رحمت عالم کی تشریف آوری پر کس کی مجال ہے جو اعتراض کر سکے؟ اس لیے بلاشبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باذن اللہ خدا کی بخشی ہوئی معجزانہ طاقت و قوت سے جب چاہیں، جس جگہ چاہیں ہر وقت حاضر ہو سکتے ہیں۔ اس لیے یقیناً وہ حاضر بھی ہیں اور ناظر بھی۔ سبحان

marfat.com

اللہ کیا خوب فرمایا اعلیٰ فاضل بریلوی قدس سرہ نے۔

سر عرش پر ہے تری گزر دل فرش پر ہے تری نظر
ملکوت وملک میں کوئی شے نہیں وہ تجھ پہ عیاں نہیں

برادران اسلام! بہر کیف میں شروع ہی سے یہ عرض کر رہا ہوں کہ مرتے سب ہیں مگر نہ ہر مرنے والے کی موت یکساں اور برابر ہے۔ نہ ہر مرنے والا درجات و مراتب کے لحاظ سے ایک ہی درجے کا ہوتا ہے۔ اجی بعض مرنے والوں کی موت تو ایسی عالی شان موت ہوتی ہے کہ اس پر ہزاروں زندگیاں قربان ہیں۔

شہید کی موت: ایک شہید کی موت پر ذرا غور کیجئے۔ ہم نے اپنی آنکھ دیکھا ہے کہ ایک مرد مجاہد جہاد میں زخم کھا کر گھوڑے سے گر پڑا۔ اور اس کی روح پرواز کر گئی۔ ہم نے اس کی موت کا یقین کر لیا۔ اس کی نماز جنازہ پڑھی گئی اور وہ قبر میں دفن کر دیا گیا ساری دنیا نے مان لیا اور اعلان کر دیا کہ وہ مر گیا۔ لیکن عالم الغیب والشہادہ کا اس کے بارے میں یہ اعلان اور فرمان ہے وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَاءٌ ''وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ؕ یعنی جو لوگ خدا کی راہ میں قتل کئے گئے ہیں ان کو مردہ مت کہو۔ بلکہ وہ زندہ ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ تم لوگوں کو ان کی زندگی کا علم و شعور نہیں ہوتا۔

برادران اسلام! سن لیا آپ نے؟ خدا کا فرمان ہے کہ شہیدوں کی موت کو موت کہنا حرام۔ اور شہیدوں کو مردہ کہنا گناہ ہے۔ اجی! شہیدوں کو زبان سے مردہ کہنا تو بڑی بات ہے ایک دوسری آیت میں جس کو میں نے خطبہ کے بعد تلاوت کیا ہے۔ اس میں تو خلاق عالم نے یہاں تک فرمایا ہے کہ وہ مردہ ہیں چنانچہ ان آیتوں کا ترجمہ ملاحظہ فرمایئے۔

marfat.com

رب العزت جل جلالہ، کا ارشاد ہے کہ وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًاؕ بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ ۙ

یعنی ہر گز ہر گز تم کبھی یہ خیال بھی دل میں نہ لاؤ۔ کہ جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے ہیں۔ وہ مردہ ہیں نہیں نہیں۔ بلکہ وہ زندہ ہیں اور انھیں ان کے رب کے پاس سے روزی ملتی رہتی ہے۔

فَرِحِیْنَ بِمَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ اللہ نے انھیں اپنے فضل سے جو نعمتیں دی ہیں ان پر وہ شادماں اور خوش ہیں۔

وَیَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِیْنَ لَمْ یَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۘ اور خوشی منارہے ہیں اپنے پچھلوں کی جو ابھی ان سے نہیں ملے ہیں کہ ان پر نہ کوئی اندیشہ ہے نہ غم۔

یَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَضْلٍ وَّ اَنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ

اور خوشی مناتے ہیں اللہ کی نعمت اور فضل پر۔ اور اس بات پر کہ اللہ مسلمانوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔

برادران ملت! غور فرمائیے ان آیات بینات نے شہادت کی موت کا جو عظیم رتبہ اور بلند مرتبہ بتایا ہے، ہماری دنیا کی زندگی اس عظمت نشان موت کے مقابلے میں بھلا کیا حقیقت رکھتی ہے؟

حضرات! یہی وجہ ہے کہ تمام مقبولان بارگاہ الٰہی ہمیشہ شہادت کی تمنا کرتے رہے بلکہ خود دونوں عالم کے تاجدار، محبوب پروردگار حضرت احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم بار بار

marfat.com

اس کی تمنا کرتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا کہ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ وَلَوَدِدْتُ اَنْ اُقْتَلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ثُمَّ اُحْیٰی ثُمَّ اُقْتَلَ ثُمَّ اُحْیٰی ثُمَّ اُقْتَلَ ثُمَّ اُحْیٰی ثُمَّ اُقْتَلَ (مشکوٰۃ کتاب الجہاد)

یعنی مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ میری یہ تمنا ہے کہ میں خدا کی راہ میں قتل کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں۔ پھر زندہ کیا جاؤں۔ پھر زندہ کیا جاؤں۔ پھر قتل کیا جاؤں۔ پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں۔ اللہ اکبر! رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم یہ تمنا فرما رہے ہیں کہ مجھے شہادت کی موت نصیب ہو۔ پھر اس کے بعد مجھے نئی نئی زندگی ملے اور ہر زندگی کے بعد خدا کی راہ میں قتل کیا جاؤں۔ یہ میری آرزو ہے۔

اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ زندگی بھر یہ دعا مانگتے رہے کہ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِکَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِکَ (بخاری ج ا ص ۲۵۳)

یعنی اے اللہ! تو مجھے اپنی راہ میں شہید ہونے کی روزی عطا فرما۔ اور مجھے اپنے رسول کے شہر (مدینہ) میں موت عطا فرما۔ چنانچہ آپ کی یہ دعا مقبول ہو گئی کہ عین حالت نماز مسجد نبوی کے اندر "ابولولوء مجوسی" نے آپ کو خنجر مارا۔ اور آپ شہید ہو گئے۔ اسی طرح حضرت حرام رضی اللہ عنہ کو جب جنگ بئر معونہ میں کافروں نے دھوکے سے نیزہ مار دیا۔ تو کامیاب ہو گیا۔ اسی طرح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی جب ابن ملجم نے آپ کی پیشانی پر تلوار کا زخم لگایا تو آپ شوق شہادت میں فرط مسرت سے جھوم اٹھے۔ اور یہی فرمایا کہ فُزْتُ بِرَبِّ الْکَعْبَۃِ یعنی قسم ہے رب کعبہ کی میں تو اپنی مراد پا گیا۔

بہر کیف شہادت کی موت سب سے اعلیٰ قسم کی موت ہے۔ اس لئے ہر وہ مسلمان جو ایمان و یقین کامل کی دولت سے مالا مال ہو گا، وہ ضرور شہادت کی موت کا متمنی اور مشتاق

marfat.com

ہو گا۔

موت کے مشتاق: بہت کیف برادران ملت! میری تقریر کا مدعی یہی ہے کہ مرتے سب ہیں لیکن سب کی موت ایک ہی درجے کی نہیں ہے۔ بلکہ انتہائی والہانہ شوق کے ساتھ ہنستے اور مسکراتے ہوئے موت کی آمد آمد کا استقبال کرتے ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر اقبال نے کیا خوب کہا ہے کہ ؎

نشان مرد مومن با تو گویم
چو مرگ آید تبسم بر لب اوست

یعنی مرد مومن کی ایک خاص نشانی میں تجھ کو بتاتا ہوں۔ کہ جب اس کو موت آتی ہے تو اس کے ہونٹوں پر مسکراہت نمودار ہو جاتی ہے اور وہ ہنستے ہوئے موت کا استقبال کرتا ہے۔

بلا بستر مرگ پر: حضرات گرامی! مجھے اس سلسلے میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی وفات کا واقعہ یاد آگیا۔

اس واقعہ کو حضرت مولانائے روم علیہ الرحمہ نے اپنی مثنوی شریف میں بڑی دھوم دھام سے بیان فرمایا ہے۔ وہ تحریر فرماتے ہیں کہ

چوں بلال از ضعف شد ہمچوں ہلال
رنگ مرگ افتاد بروئے بلال

یعنی حضرت بلال رضی اللہ عنہ جب کمزوری و نقاہت سے پہلی رات کے چاند ہلال کی طرح لاغر اور دبلے ہو گئے اور ان کے چہرے پر موت کا رنگ اور وفات کے آثار

marfat.com

نمودار ہو گئے تو اس وقت یوں تو سبھی گھر والے اور احباب و اعزہ غمگین ہو گئے مگر ان کی بیوی سب سے زیادہ اس منظر سے متاثر ہوئیں۔

مولانا روم فرماتے ہیں کہ

جفت او دیدش بگفتا واحَرَبْ

پس بلالش گفت نے نے واطَرَبْ

یعنی ان کی بیوی نے جب یہ منظر دیکھا۔ تو شدت اضطراب سے بے قرار ہو گئیں اور بے اختیار ان کے منہ سے یہ لفظ نکل گیا کہ "واحرباہ" یعنی ہائے رے۔ میری مصیبت۔ بیوی کی زبان سے یہ لفظ سن کر حضرت بلال تڑپ کر جلال میں آ گئے اور فرمایا کہ لَا تَقُوْلِی وَاحَرَبَاہ بَلْ قُوْلِی وَاطَرَبَاہ اَلْقٰی غَدًا لاَ حِبَّۃَ ہ مُحَمَّدًا اَوْ صَحْبَہٗ ہ یعنی اے بیوی! تم یہ مت کہو کہ ہائے رے میری مصیبت۔ بلکہ تم یہ کہو "واطرباہ" یعنی واہ رے میری شادمانی۔ اے بیوی! اس سے بڑھ کر شادمانی و مسرت کا اور کون سا موقع اور مقام ہو گا؟ کہ میں کل، وفات پا کر اپنے تمام محبوبوں یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے صحابہ سے ملاقات کی مسرت حاصل کروں گا! الغرض خدا کے نیک بندے نہ موت سے ڈرتے ہیں نہ موت سے گھراتے اور بھاگتے ہیں بلکہ کمال اشتیاق کے ساتھ موت کی آمد آمد کا پر شوق انتظار کرتے ہیں اور موت کو دیکھ کر ہنستے اور مسکراتے ہوئے اس کا استقبال کرتے ہیں۔ خصوصاً موت شہادت کے عشاق تو اس قدر موت کے مشتاق ہوتے ہیں کہ وہ شہادت کے آثار دیکھ کر فرط مسرت میں بے قرار ہو جاتے ہیں اور انہیں قاتل کی تلوار میں ہلال عید کی تابانیاں اپنی پوری مسرتوں کے ساتھ نظر آنے لگتی ہیں۔

marfat.com

مرزا غالب نے اسی کیفیت کی مصوری کرتے ہوئے کیا خوب کہا ہے کہ ۔

عشرت قتل گہ اہل تمنا مت پوچھ
عید نظارہ ہے شمشیر کا عریاں ہونا

اور کیوں نہ ہو؟ کہ "اَلْمَوْتُ جِسْرٌ" یَصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ یعنی موت تو درحقیقت ایک پل ہے کہ اس پل سے گزر کر ایک حبیب، حبیت تک پہنچ جاتا ہے یعنی موت وصال محبوب کا ذریعہ ہے۔ حضرت مولانا آسی رحمۃ اللہ علیہ اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ ۔

آج پھولے نہ سمائیں گے کفن میں آسی
قبر کی رات ہے اس گل سے ملاقات کی رات

اور یہ واقعہ ہے کہ جو مرد مومن اس منزل پر پہنچ جائے کہ یار حقیقی کے وصال کا عشق اور آخرت کی نعمتوں کا اشتیاق اس کو زندگی سے بیزار اور موت کا مشتاق بنادے۔ تو پھر سمجھ لو کہ معراج ترقی کی اتنی بلند منزل پر پہنچ گیا کہ فرشتے بھی اس کی بلندی و رفعت کو عالم حسرت میں انتہائی مشتاقانہ نگاہوں سے دیکھا کرتے ہیں۔ اور اگر کوئی اللہ والا اپنی نظر کیمیا اثر سے کسی طالب حق کو اس منزل پر پہنچادے تو وہ اللہ والا یقیناً اپنے وقت کا شیخ اکبر، شریعت وطریقت کا رہبر، بلکہ امام برحق کہلانے کا مستحق ہے۔ کیا آپ نے یہ نہیں سنا کہ ۔

ہے وہی تیرے زمانے کا امام برحق
تجھ کو جو حاضر و موجود سے بیزار کرے
موت کی شکل میں دکھلا کے تجھے چہرہ دوست
زندگی تیرے لیے اور بھی دشوار کرے

marfat.com

موت کا شوق: برادران ملت! آپ حیران ہوں گے کہ بھلا! ایسا کون ہو گا؟ جو مرنے کے لی مشتاق ہو گا۔ اس لیے کہ موت تو ایسی خوفناک اور ڈراونی چیز ہے کہ اس کے تصور ہی سے بڑے بڑے بہادروں کے دل لرز جاتے ہیں اور بہت سے موت کی دعائیں مانگنے والے بھی موت کی صورت دیکھ کر ایسے سہم جاتے ہیں کہ آنکھیں ضرورت سے زیادہ چھوٹی اور منہ پھٹ کر ضرورت سے زیادہ بڑا ہو جاتا ہے اور مارے ڈر کے چہرے کی جوحدی ہی بدل جاتی ہے۔ غالباً آپ لوگوں نے ایک بڑھیا کا قصہ سنا ہو گا۔

لطیفہ: سنا ہے کہ ایک بڑھیا کا ایک ہی پوتا تھا اور وہ بڑھیا پوتے سے انتہائی محبت کرتی تھی۔ اتفاق سے اس کا پوتا سخت بیمار ہو گیا۔ تو بڑھیا تمام دن اور رات بھر یہی دعا مانگا کرتی تھی کہ یااللہ! مجھے موت دے دے اور میرے پوتے کو شفا عطا فرمادے۔ محلے کے شریر لڑکے بڑھیا کی دعا سنتے سنتے تنگ آگئے۔ آخر ایک دن لڑکوں نے یہ فیصلہ کیا کہ اس بڑھیا کا امتحان لیا جائے اور اس کو آزمانا چاہیے کہ یہ واقعی صدق دل سے موت کی دعا مانگتی ہے؟ یا یونہی صرف زبان سے بکتی رہتی ہے۔

چنانچہ آدھی رات کے بعد لڑکوں نے ایک بیل کے سر پر ایک مٹکا اوندھا کر کے رکھ دیا اور بیل کو کالا کمبل اوڑادیا اور اس بیل کی پیٹھ پر ایک شریر لڑکا رنگ برنگ گدڑی پہن کر اور اپنے سر پر ایک ہانڈی رکھ کر سوار ہو گیا۔ جب یہ بیل سوار اجالی رات میں بڑھیا کے گھر میں داخل ہو کر صحن میں پہنچا اور بڑھیا نے دیکھا تو مارے ڈر کے وضو شکست ہو گیا اور ہکلاتے ہوء پچھا کہ آپ کون ہیں! شریر لڑکے نے نہایت موٹی اور ڈراونی آواز میں جواب دیا کہ "ہم ملک الموت ہیں اور روح قبض کرنے کے لیے آئے ہیں" یہ سنتا تھا کہ بڑھیا کا سانس

marfat.com

لمبا لمبا چلنے لگا اور بڑھیا کہنے لگی کہ حضور ذرا دیکھ بھال کر روح قبض کیجئے گا۔ میں بیمار نہیں ہوں۔ میرا پوتا بیمار ہے اور اس کی چارپائی وہ ہے۔ جو آپ کے پیچھے بچھی ہے۔ یہ سن کر لڑکا ہنس پڑا اور کہنے لگا کہ اب معلوم ہوا کہ بڑھیا کی دعا دل سے نہیں تھی۔ بلکہ صرف ہونٹ اور زبان سے تھی اور مرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔

بہر کیف اس میں شک نہیں کہ موت بہت ہی خوفناک چیز ہے اور انسان فطری طور پر موت سے ڈرتا ہی ہے۔ مگر میرے دوستو اور بزرگو یہ واقعہ ہے کہ کبھی کبھی انسان کے قلب میں کوئی ایسا داعیہ پیدا ہو جاتا ہے یا اس پر ایسا حال طاری ہو جاتا ہے کہ اس کے لیے زندگی تلخ اور موت شیریں ہو جاتی ہے اور وہ سچے دل سے موت کی تمنا کرنے لگتا ہے اور وہ موت کے استقبال میں اس قدر لطف محسوس کرتا ہے کہ الفاظ اس کی تعبیر سے قاصر ہیں۔

حضرات گرامی! آپ اس کی ایک مثال سن لیجئے جس سے آپ کو کچھ اندازہ ہو جائے گا کہ واقعی کبھی کبھی انسان پر ایسا وقت بھی آجاتا ہے کہ اس کو سب سے بڑی تمنا یہی ہو جاتی ہے کہ میری زندگی کے دن رات جلد از جلد ختم ہو جائیں۔ چنانچہ اس کی ایک مثال یہ ہے کہ کسی امیر کبیر کا اکلوتا بیٹا جو اس کی جان سے زیادہ پیارا تھا گم ہو گیا۔ اور وہ برس ہا برس اس کی جدائی میں روتا رہا اور شہر شہر، گاؤں گاؤں اس کو ڈھونڈتا اور تلاش کرتا رہا۔ مگر اس بچے کا کوئی سراغ و پتہ نہیں ملا اور وہ آس و یاس کے عالم میں مجسمہ رنج و غم بن کر بیٹھ رہا۔ پھر ایک دم برسوں کے بعد کسی نے اس کو ناگہاں یہ خوشخبری سنائی کہ تیرا بیٹا لندن میں زندہ سلامت ہے اور وہ ٹھیک دس دن کے بعد

marfat.com

تیرے مکان پر ضرور آجائے گا۔

تو برادران ملت! یہ خوشخبری سن کر اس امیر کبیر کا کیا حال ہو گا؟ خدا کی قسم! بس اس کی یہی تمنا ہو گی کہ کاش دس ہی منٹ میں یہ دس دن ختم ہو جاتے۔ تاکہ میں اپنے برسوں کے بچھڑے ہوئے نور نظر سے جلد ملاقات کر لیتا۔

اب ملاحظہ فرمائیے کہ یہ امیر کبیر باوجودیکہ ہر قسم کے عیش و آرام میں زندگی بسر کر رہا۔ چاہیے تو یہ تھا کہ یہ اس بات کی تمنا کرتا کہ میری زندگی کے ہر جن دس دس برس کے ہو جائیں تاکہ زیادہ سے زیادہ مدت تک میں یہ عیش و آرام کی زندگی بسر کرتا رہوں۔ لیکن بچے کی ملاقات کے جذبۂ شوق میں وہ یہ تمنا کرتا ہے کہ میری عزیز زندگی کے دس دن دس ہی منٹ میں گزر جائیں۔

محترم دوستو اور بزرگو! بس یہی مثال ان خاصان خدا کی ہے۔ جن کو اس بات کا حق الیقین حاصل ہو گیا ہے کہ موت کے بعد ہم اس عالم سے بہتر عالم، یعنی عالم آخرت میں پہنچیں گے اور ہم کو وہاں پیارے رسول کریم کی زیارت اور خداوند غفور رحیم کا دیدار نصیب ہو گا اور ہم جنت النعیم میں مقیم ہو کر خَالِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا کی نعمتوں سے سرفراز ہوں گے۔ تو پھر عالم آخرت کی ان عظیم الشان نعمتوں اور بشارتوں کے مقابلے میں دنیا کے عیش و آرام کا آنی و فانی گلزار اس کی نظروں میں جنمی خارزار نظر آنے لگتا ہے اور وہ دنیا و مافیہا سے بیزار ہو کر عالم آخرت کا طلبگار، بلکہ عاشق زار بن جاتا ہے۔ چنانچہ کسی صاحب حال بزرگ پر جب یہی کیفیت طاری ہوتی تو انہوں نے اپنے دلی جذبات اور قلبی واردات کا اظہار کرتے ہوئے کیا خوب فرمایا ہے کہ ؎

marfat.com

خودکشی ہے معصیت ہستی حجاب روئے دوست
نوگرفتار محبت ہائے کس مشکل میں ہے

یعنی اگر میں خودکشی کر کے خود سے مر جاتا ہوں۔ تو یہ ایسا گناہ ہے کہ اس سے ناراض ہو کر میرا رب یار حقیقی مجھے اپنا دیدار نہیں دکھائے گا اور اگر زندہ رہتا ہوں تو میری یہ ہستی اور زندگی ہی میرے دوست اور یار حقیقی کا دیدار کرنے سے حجاب بنی ہوئی ہے۔ کیوں کہ جب تک میں زندہ رہوں گا۔ مجھے اپنے یار حقیقی کا دیدار نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا تم لوگ ذرا اندازہ لگاؤ کہ مجھے جیسا نوگرفتار محبت کتنی کٹھن مشکل میں پھنسا ہوا ہے۔ کہ نہ خودکشی کر کے مر سکتا ہے۔ نہ زندہ رہ سکتا ہے۔

بہر حال برادران ملت! میری تقریر کا لب لباب اور خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح ہر انسان کی زندگی یکساں اور برابر نہیں ہے، اسی طرح ہر انسان کی موت بھی یکساں اور برابر نہیں ہے بلکہ جس طرح کسی کی زندگی اچھی اور کسی کی بری ہوتی ہے۔ اسی طرح کسی کی موت اچھی اور کسی کی موت بری ہوتی ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان پر لازم ہے کہ جس طرح وہ اس بات کی کوشش کرتا ہے کہ اس کی زندگی اچھی سے اچھی ہو۔ اسی طرح وہ اس بات کی بھی کوشش کرے کہ اس کی موت اچھی سے اچھی ہو اور قرآن کریم اور احادیث کریمہ کی روشنی میں یہ بتا چکا کہ سب سے اچھی موت شہادت کی موت ہے کہ جس موت کو موت کہنا جائز نہیں ہے بلکہ یہ وہ موت ہے کہ اس موت میں مرنے والے کی موت کو موت آجاتی ہے اور اس کو حیات جاودانی مل جاتی ہے۔

حضرات گرامی! میری آج کی تقریر کا اگر آپ تجزیہ کریں گے تو آپ کو تین باتیں ملیں گی اول یہ کہ ہر انسان کی موت یکساں اور برابر نہیں ہے۔ دوم یہ کہ ہر مرنے والا یکساں

marfat.com

اور برابر نہیں۔ سوم یہ کہ ہر مرنے والے کی قبر یکساں اور برابر نہیں۔

پہلی بات پر تو بحمدہ تعالیٰ میں بہت کافی روشنی ڈال چکا۔ اب دوسرے اور تیسرے مدعی پر بھی میں چند کلمات عرض کر کے بہت جلد اپنی تقریر کو ختم کروں گا۔

ہر مرنے والا برابر نہیں : برادران اسلام! اس میں کوئی شک نہیں کہ مرتے سب ہیں۔ لیکن ہر رنے والا برابر ہے، ایسا ہرگز ہرگز نہیں۔ بلکہ بعض مرنے والے تو واقعی اس طرح مر جاتے ہیں کہ "مر گئے مردود نہ فاتحہ نہ درود" یا مر گئے مردود، از فاتحہ چہ سود؟" لیکن بعض مرنے والے ایسے ہوتے ہیں کہ مرنے کے بعد بھی ان کی کرامات اور ان کے تصرفات کا یہ عالم ہوتا ہے کہ ان کو دیکھ کر زندہ کو اپنی آنی فانی زندگی اور ان کی حیات جاودانی میں کوئی توازن ہی نظر نہیں آتا اور زندہ رہنے والے ان کی کرامات و تصرفات کو دیکھ کر حیران رہ جاتے ہیں اور بلا اختیار یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ ؂

تو زندہ ہے واللہ، زندہ ہے واللہ
میر چشم عالم سے چھپ جانے والے

لاش آسمان کی طرف چلی : برادران ملت! دور صحابہ کے ایک شہید کا واقعہ سنئے :

صفر ۴ھ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ستر، صحابہ کرام کو سب کے سب قاری قرآن کہلاتے تھے۔ تبلیغ اسلام کے لیے ایک قبیلے کی طرف بھیجا۔ راستے میں مکہ اور عفان کے درمیان ایک مقام پر جس کا نام "بئر معونہ" ہے ان قاریوں کو "قبلیہ رعل وذکوان" کے کافروں نے گھیر لیا اور کفار کا سردار عامر بن طفیل اپنے لشکر کے ساتھ ان لوگوں پر حملہ آور ہوا اور یہ تمام صحابہ کرام ایمانی شجاعت اور جذبہ جہاد کے ساتھ لڑتے

marfat.com

ہوتے شہید ہو گئے شہید ہونے والے انستر" صحابہ کرام کی لاشیں میدان جنگ میں پڑی تھیں۔ کفار کے سردار عامر بن طفیل نے ایک لاش کی طرف کر کے حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ سے پچھا کہ یہ کس کی لاش ہے؟ توانہوں نے فرمایا کہ یہ حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کی لاش ہے۔ تو اس وقت سردار کفار عامر بن طفیل نے انتہائی حیرت واستعجاب سے یہ کہا کہ

لَقَدْ رَأَيْتُهُ بَعْدَ مَا قُتِلَ رُفِعَ اِلَى السَّمَاءِ حَتّٰى لَاَنْظُرُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْاَرْضِ ثُمَّ وُضِعَ (بخاری ج ۲ باب غزوۃ الرجیع)

یعنی بلا شبہ میں نے ان کو دیکھا کہ یہ قتل ہو جانے کے بعد آسمان کی طرف اٹھائے گئے یہاں تک کہ یہ مجھ کو زمین اور آسمان کے درمیان نظر آنے لگے۔ پھر کچھ دیر کے بعد زمین پر رکھ دیئے گئے اور بعض روایتوں میں یہ بھی آیا ہے کہ عامر بن طفیل نے یہ بھی کہا کہ جب میں نے ان کو نیزہ مارا تو ان کے بدن سے ایک روشنی نمودار ہوئی اور ان کی لاش آسمان کی طرف بلند ہوئی اور حضرت عروہ صحابی کا بیان ہے کہ ان کی لاش کو شہداء کرام کی لاشوں کے درمیان تلاش کیا گیا تو وہ نہیں ملی اور یہ بھی روایت ہے کہ فرشتوں نے ان کو دفن کیا یا ان کو اٹھالے گئے۔

(حاشیہ بخاری ج ۲ ص ۵۸۷)

ہنسنے والے مردے : حضرات گرامی! ربیع بن حراش اور ربعی بن حراش یہ دونوں بھائی بڑے ہی نامی گرامی محدث ہیں اور دونوں تابعی ہیں۔ ان دونوں نے یہ قسم کھائی تھی کہ خدا کی قسم۔ ہم اس وقت تک نہیں ہنسیں گے جب تک ہمیں یہ معلوم نہ ہو جائے کہ ہم

marfat.com

جنتی ہیں۔ چنانچہ یہ دونوں بھائی قسم کھانے کے بعد تمام عمر کبھی نہیں ہنسے۔ لیکن جب ان دونوں کا انتقال ہوا۔ تو ان کے غسل دینے والوں کا بیان ہے کہ جب تک ہم لوگ ان دونوں کو غسل دیتے رہے برابر یہ دونوں مسکرا مسکرا کر ہنستے رہے۔

(شرح الصدور ص ۳۰)

اسی طرح محدث ابن عساکر نے بیان فرمایا کہ جب ابو عبد اللہ جلاء کے والد کی وفات ہو گئی اور انہیں غسل دینے کے لیے تخت پر لٹایا گیا تو وہ ہنسنے لگے۔ چنانچہ جب لوگوں کو شبہ ہو گیا کہ غالباً یہ زندہ ہیں۔ تو ایک طبیب کو بلایا گیا اور اس نے خوب اچھی طرح معائنہ کر کے یہ کہہ دیا کہ یہ مر چکے ہیں۔ لیکن جب کوئی شخص ان کو غسل دینے کے لیے جاتا تو یہ ہنسنے لگتے اور وہ انسان ڈر کر بھاگ جاتا۔ چنانچہ جب تمام غسالوں نے ان کو غسل دینے سے انکار کر دیا۔ تو مشہور باکرامت ولی حضرت فضل حسین اٹھے اور انہوں نے ان کو غسل دیا اور نماز جنازہ پڑھ کر ان کو دفن کیا۔

(شرح الصدور ص ۹۱)

حضرات گرامی! مرنے کے بعد ہنسنا۔ واللہ! یہ ایک ایسی کرامت اور تصرف ہے جس کی مثال مشکل سے ملتی ہے۔ مرتے تو سب ہیں مگر کیسے کہا جا سکتا ہے؟ کہ سب مرنے والے ایک ہی جیسے ہیں۔

موت کے بعد ہاتھ اٹھایا: برادران ملت! قاضی بہاء الدین بن شرف الدین غازی فرماتے ہیں کہ شیخ امین الدین جبریل محدث کا سفر میں انتقال ہو گیا۔ ہم لوگ ان کی نعش مبارک کو چارپائی پر اٹھا کر قمارہ شہر میں لانے لگے۔ شہر میں باہر سے

marfat.com

میت لانے کی ممانعت تھی۔ ہم لوگ بہت فکر مند تھے کہ ہم لوگ شہر کے پھاٹک سے کس طرح گزریں گے؟ لیکن ہم لوگ جب شہر کے پھاٹک پر پہنچے۔ تو شیخ نے چارپائی پر لیٹے ہوئے اپنا ہاتھ اٹھا کر ایک انگلی کو بلند کر دیا۔ یہ دیکھ کر پہرہ داروں نے یہ سمجھا کہ یہ مریض ہیں۔ مردہ نہیں ہیں۔ لہٰذا انہوں نے ہم لوگوں کو شہر میں داخل ہونے کی اجازت دے دی۔

(شرح الصدور ص ۸۶)

شہید نے سر اٹھا کر جواب دیا: حضرات! ایک واقعہ اس سے بھی زیادہ محیر العقول اور عبرت ناک ہے۔ ذرا اس کو بھی سن لیجئے۔ جب شہر "منصورہ" پر یورپ کے فرنگیوں نے حملہ کیا تو فقیہ عبدالرحمٰن نوری قرآن کریم کی آیت وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا پڑھ پڑھ کر مجاہدین میں جوش جہاد کا جذبہ پیدا کر رہے تھے۔ مگر نیرنگی تقدیر سے مسلمانوں کو اس محاذ پر شکست ہو گئی اور فقیہ عبدالرمن نوری شہید ہو گئے۔ ایک فرنگی نے آپ کی لاش پر نیزہ مارا اور یہ کہا کہ کیوں اے مسلمانوں کے پادری! تم تو یہ کہا کرتے تھے کہ شہید زندہ ہیں۔ تمہارا یہ اعلان کیا ہوا اور کہاں گیا؟ فرنگی کے منہ سے یہ جملہ نکلا ہی تھا کہ ایک دم فقیہ عبدالرحمٰن نوری نے سر اٹھا کر دو مرتبہ بلند آواز سے فرمایا کہ ہاں۔ ہاں کعبہ کے رب کی قسم! ہم لوگ زندہ ہیں۔ وہ فرنگی یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گیا اور اس نے فرط عقیدت سے آپ کے سر مبارک کو بوسہ دیا اور آپ کی مقدس لاش کو اٹھا کر وہ اپنے شہر میں لے گیا اور وہاں آپ کا مزار مبارک بنایا۔

(شرح الصدور ص ۸۶)

marfat.com

وفات کے بعد انگلی ہلتی رہی: حضرات! غالباً آپ لوگوں نے حضرت خالد بن معدان محدث کا نام سنا ہوگا۔ یہ بہت ہی عبادت گزار عالم حدیث تھے۔ یہ تلاوت قرآن مجی کے علاوہ روزانہ تسبیح کے دانوں پر گن کر چالیس ہار مرتبہ "سبحان اللہ" پڑھا کرتے تھے۔ ان کا مشہور واقعہ ہے کہ ان کی وفات کے بعد جب ان کو غسل کے تخت پر لٹایا گیا۔ تو برابر ان کی وہ انگلی ہلتی رہی۔ جس سے وہ تسبیح کے دانوں کو پھیرا کرتے تھے۔

(شرح الصدور ص ۹۱)

برادران ملت! آپ نے ملاحظہ فرمایا اور سن لیا کہ شیخ امین الدین جبریل نے وفات کے بعد ہاتھ اٹھایا اور انگلی ہلائی۔ فقیہ عبدالرحمٰن نوری نے قتل ہونے کے بعد سر اٹھا کر فرنگی کو جواب دیا۔ خالد بن معدان محدس جس طرح اپنی زندگی میں اپنی انگلی سے تسبیح کے دانے پھراتے رہے۔ وفات کے بعد بھی اسی طرح ان کی انگلی ہلتی رہی۔ گویا وفات کے بعد بھی وہ تسبیح کے دانوں کو پھراتے اور سبحان اللہ پڑھتے رہے۔

غرض اس قسم کے سینکڑوں واقعات ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ شہداء کرام اور علماء و مشائخ وغیرہ صالحین اپنی شہادت اور وفات کے بعد بھی ایسی ایسی کرامتیں اور تصرفات دکھاتے رہتے ہیں۔ جن کو دیکھ کر اہل دنیا بلااختیر اس سچی حقیقت کے اقرار پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ بلاشبہ یقیناً سب مرنے اے یکساں اور برابر نہیں ہوا کرے۔ سبحان اللہ! کیوں نہ ہو؟ کہ ؎

تصرفات ولایت وہ چاند تارے ہیں
کہ آفتاب پہ غالب ہے روشنی ان کی

marfat.com

ہر قبر یکساں نہیں : برادران اسلام! اب آخر میں مری تقریر کا آخری جزو بھی سن لیجئے۔ جس طرح ہر انسان کی موت یکساں اور برابر نہیں اور جس طرح ہر مرنے والے کا حال ایک ہی جیسا نہیں اسی طرح ہر قبر ایک ہی جیسی اور یکساں نہیں ہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں بھی چند واقعات عرض کر دیتا ہوں۔ انہیں بھی بغور سنئے اور عبرت حاصل کیجئے اور کبھی بھول کر بھی بدمذہبوں کے اس عقیدے کا خیال دل میں نہ لائیے کہ بزرگان دین کی قبریں تو صرف مٹی کا ڈھیر ہیں۔

قبر میں نماز : حضرات گرامی! حضرت ثابت بن اسلم بنائی ایک ایسے عالم ربانی تھے کہ پچاس برس تک ان کی نماز تہجد قضا نہیں ہوتی تھی اور یہ ہر روز صبح کو یہ دعا مانگا کرتے تھے کہ یا اللہ! اگر تو اپنے کسی بندے کو قبر میں نماز پڑھنے کی اجازت عطا فرمائے تو مجھ کو ضرور قبر میں نماز پڑھنے کی اجازت عطا فرما۔ آپ کی یہ دعا مقبول ہو گئی۔ چنانچہ مشہور محدث حضرت جبیر قسم کھا کر بیان کرتے تھے کہ میں نے اور حمید طویل محدث نے جب ثابت بن اسلم کو قبر میں اتارا اور ان کی لحد پر کچھ اینٹیں جمانے لگے تو ناگہاں ایک اینٹ ٹوٹ کر گر پڑی اور قبر کھل گئی۔ تو ہم دونوں نے یہ دیکھا کہ ثابت بن اسلم قبر کے اندر نماز پڑھ رہے ہیں۔

(شرح الصدور ص ۷۸)

قبر میں امداد کا وعدہ : حضرات! ایک واقعہ اور سنئے۔ شیخ ابو علی رودباری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک درویش کو قبر میں اتارا اور اس کے سر سے کفن ہٹا کر اس کا اس خیال سے زمین پر رکھ دیا۔ کہ ارحم الراحمین اس کی غربت پر رحم فرما کر اس کو بخش دے۔ لیکن

marfat.com

جیسے ہی میں نے اس کا سر زمین پر رکھا۔ اس درویش نے آنکھیں کھول دیں اور مجھ سے کہا کہ اے ابو علی! تم مجھے ان دنیادار لوگوں کے سامنے ذلیل مت کرو۔ جو دنیا میں مجھے کو ذلیل سمجھا کرتے تھے۔ ابو علی رودباری فرماتے ہیں کہ میں نے حیران ہو کر عرض کیا کہ اے میرے آقا! کیا مرنے کے بعد بھی آپ زندہ ہیں؟ تو اس درویش نے فرمایا کہ بیشک میں زندہ ہوں اور صرف میں ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا ہر دوست زندہ ہے اور میں اپنی خداداد وجاہت کے سبب سے آئندہ ضرور تمہاری مدد کروں گا۔

(شرح الصدور ص ۸۶)

برادران ملت! اس قسم کے صدہا واقعات جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر متنبہ کرتے ہیں کہ خبردار! اس حقیقت سے کبھی غافل مت رہنا کہ اللہ والے حقیقت میں مرتے نہیں۔ بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہو جایا کرتے ہیں۔ قبر میں نماز، قبر میں کلام اور امداد کا وعدہ، اولیاء امت اور علمائے ملت کی وہ روشن کرامتیں ہیں جو ببانگ دہل اعلان کرتی ہیں کہ ؎

کمالات ولی مٹی میں بھی یوں جگمگاتے ہیں
کہ جیسے نور ظلمت میں کبھی پنہاں نہیں ہوتا

کفن سالم، بدن تر و تازہ : حضرات گرامی! شہداء کرام اور اللہ والوں کی قبروں کے درجات و مراتب اور ان کی عظمتوں کا کیا کہنا؟ ان کی قبروں کا یہ حال ہے کہ ان کے بدن تو بدن ان کے کفن کو بھی قبر کی زمین میلا نہیں کر سکتی۔ چنانچہ برسابرس گزر جانے کے بعد بھی بارہا کا مشاہدہ ہے کہ ان صالحین کا نہ صرف بدن ہی قبروں میں صحیح و سلام ملا ہے بلکہ ان کا

marfat.com

کفن بھی میلا نہیں ہوا ہے۔ چنانچہ اس قسم کے بہت سے واقعات میں نے اپنی کتاب "رجال الحدیث" اور "روحانی حکایات" میں تحریر کر دیئے ہیں۔ چند واقعات اس مجلس میں بھی آپ کے گوش گزار کر دیتا ہوں۔

(۱) مشہور صحابی حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ جنگ احد میں شہید ہو گئے اور ایک دوسرے شہید کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن کر دیئے گئے۔ حضرت جابر کہتے ہیں کہ مجھے ہمیشہ یہ خیال ستاتا رہا کہ میرے والد ایک دوسرے شہید کی قبر میں فن ہو گئے ہیں۔ کیوں نہ میں ان کو قبر سے نکال کر ایک الگ قبر میں دفن کر دوں۔ چنانچہ پورے چھ مہینے کے بعد میں نے قبر کھود کر ان کے جسم مبارک کو نکالا تو ان کا یہ حال تھا فَاِذَا هُوَ كَيَوْمِ وَضَعْتُهُ هُنَيَّة" غَيْرَ اُذُنَهٗ (بخاری ج۱ص ۱۸۰) یعنی ان کا بدن ایسا ہی صحیح و سلام اور اتنا ہی تروتازہ تھا۔ جیسا کہ دفن کے وت تھا۔ بجز اس کے کہ ان کا کان میں تھوڑا سا تغیر ہوا تھا۔

(۲) حضرات! اسی طرح بنو امیہ کے بادشاہ ولید بن عبدالملک کے دور حکومت میں روضۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دیوار گر پڑی اور مدینہ کے گورنر عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے اس دیوار کی تعمیر کا حکم دیا۔ تو بنیاد کھودنے میں بالکل ناگہاں ایک پاؤں نظر آیا۔ لوگ گھبرا گئے اور بعض لوگوں کو یہ شبہ ہو گیا کہ شاید یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پائے مبارک ہے۔ لوگ حیران و پریشان تھے۔ لیکن جب حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اس قدم کو دیکھا۔ تو انھوں نے فرمایا کہ لَا وَاللّٰهِ مَاهِيَ قَدَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاهِيَ اِلَّا قَدَمُ عُمَرَ (بخاری ج۱ص ۱۸۶)

marfat.com

برادران ملت! ذرا حساب لگائیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت ۲۳ھ میں ہوئی اور عمر بن عبدالعزیز نے ۸۷ھ میں دیوار کو تعمیر کرایا۔ اس طرح چونسٹھ برس گزر جانے کے بعد بھی حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ کا جسم مبارک قبر میں سلامت رہا۔

(۳) اسی طرح ابوالحسن ذاغونی فراتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے دو سو تیس برس کے بعد آپ کی قبر کے پہلو میں ابو جعفر بن ابو موسیٰ کے لیے قبر کھودی گئی۔ تو اتفاق سے آپ کی قبر کھل گئی۔ تو لوگوں نے دیکھا کہ دو سو تین برس کی مدت دراز گزر جانے کے باوجود امام احمد حنبل رحمۃ اللہ عیہ کا کفن صحیح وسالم اور آپ کا بدن سلامت اور بالکل تروتازہ تھا۔ (تہذیب التہذیب وطبقات شعرانی)

(۴) اسی طرح حافظ الحدیث امام حمید جو ابو بکر خطیب وغیرہ محدثین کے شاگرد ہیں۔ انہوں نے اپنی وفات کے وقت امیر مظفر بن رئیس الرؤساء کو وصیت فرمائی تھی کہ تم مجھے حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں دفن کرنا۔ مگر اس نے وصیت کے خلاف آپ کو "باب النہر" کے مقبرہ میں دفن کر دیا۔ تو آپ نے خاب میں امیر مظفر پر عتاب فرما کر اپنی وصیت یاد دلائی۔ اس لیے امیر مظفر نے دو سال گزرنے کے بعد آپ کی قبر کو کھود کر جسم مبارک کو نکالا اور حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں آپ کو دفن کیا۔ مگر دو سال گزر جانے کے باوجود نہ آپ کا کفن میلا ہوا تھا۔ نہ آپ کے بدن کی سلامتی اور تازگی میں کوئی تغیر ہوا تھا۔ جیسے دفن کیے گئے تھے بالکل اسی حالت میں تھے۔

(تذکرۃ الحافاظ ج ص ۱۹)

marfat.com

(۵) حضرات محترم! بس ایک آخری واقعہ اور سن لیجئے۔ دلائل الخیرات شریف کے مصنف حضرت محمد بن سلیمان جزولی جو سلسلۂ شاذلیہ کے شیخ تھے۔ چھ لاکھ بارہ ہزار پینسٹھ مریدین آپ سے فیض یاب ہوئے۔ کسی بد نصیب نے آپ کو زہر کھلا دیا اور آپ نے نماز فجر کی پہلی رکعت کے دوسرے سجدے میں یا دوسری رکعت کے پہلے سجدے میں وفات پائی۔ لوگوں نے آپ کو شہر "سوس" کی مسجد میں دفن کر دیا۔ پھر ستتر برس کے بعد لوگ انہیں قبر سے نکال کر "مراکش" لائے۔ تو آپ کا کفن بالکل صحیح و سلام اور بدن زندوں کی طرح نرم اور تروتازہ تھا اور لوگوں نے آپ کے رخسار پر انگلی رکھ کر دبایا تو زندوں کی طرح بدن میں خون کی روانی کی سرخی رخسار پر نمودار ہو گئی اور آپ کے سر اور چہرے پر اس خط ہوانے کا نشان بھی باقی اور ظاہر تھا جو وفات سے قبل آپ نے خط ہولیات حا۔ ۱۶ ربیع الاول ۸۷۰ھ کو آپ کی وفات ہوئی۔ مزار مبارک مراکش میں ہے۔ آج تک بھی آپ کی قبر سے مشک کی خوشبو آتی ہے اور لوگ بکثرت آپکی قبر کے پاس دلائل الخیرات شریف پڑھتے رہتے ہیں۔ (مطالع المسرات ص ۳)

برادران ملت! میں نے پانچ واقعات جو آپ کو اس مجلس میں سنائے ہیں۔ یہ سب واقعات اعلان کر رہے ہیں کہ شہداء کرام اور اولیاء امت و علماء ملت کو حضرت حق جل جلالہ نے یہ کرامت بھی عطا فرمائی ہے کہ قبروں میں ان کا بدن ہی نہیں۔ بلکہ ان کا کفن بھی پھٹنے اور گلنے سڑنے سے محفوظ رہتا ہے۔ پھر ذرا غور فرمائیے کہ قبر میں ایک مدت دراز گزر جانے کے باوجود اس طرح جسم کا نرم اور تروتازہ رہنا کہ رخسار پر انگلی دبانے سے رخسار پر خون کی روانی کی سرخی نمودار ہو جائے۔ کیا یہ ساری باتیں جسمانی حیات کے خواص اور لوازم نہیں

marfat.com

ہیں؟ بلاشبہ یقیناً اس سوال کا ایک ہی جواب ہو سکتا ہے۔ کہ بلاشک اور یقیناً یہ سب چیزیں جسمانی زندگی کے خواص اور لوازم ہیں۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ اہل سنت و جماعت کا یہ عقیدہ کہ بعض اولیاء اور علماء اور تمام شہداء کرام کو اللہ تعالیٰ ان کی قبروں میں جسمانی حیات کی کرامت سے سرفراز فرماتا ہے۔ یہ آفتاب سے زیادہ روشن حقیقت ہے اور جب بعض علماء اور شہداء کرام کی جسمانی حیات کا یہ عالم ہے کہ بدن تو بدن ان کے کفن کو بھی مٹی نہیں کھا سکتی تو پھر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام جو اپنے مراتب و درجات کے اعتبار سے شہدائے کرام پر بے شمار درجہ فضیلت رکھتے ہیں بھلا ان کے جسموں کو جو روح سے بھی زیادہ لطیف و مقدس ہیں۔ قبروں میں جسمانی حیات کیوں کر نہ حاصل ہو گی۔ چنانچہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُّرْزَقُ کہ یعنی اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے جسموں کو کھائے۔ لہٰذا اللہ کا نبی زندہ ہے اور اس کو روزی دی جاتی ہے۔ (مشکوٰۃ باب الجمعہ)

چنانچہ یہی وہ سچا عقید ہے جو اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے جس کو اعلیٰ حضرت علامہ بریلوی قدس سرہ العزیز نے کیا خوب فرمایا ہے کہ ۔

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے   مگر اتنی کہ فقط "آنی" ہے
پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات   مثل سابق وہی "جسمانی" ہے

پھر جب تمام انبیاء علیہم السلام کے لیے ان کے مزارات طیبہ میں جسمانی حیات کا ثبوت ہے۔ تو پھر حضور سید الانبیاء محبوب کبریا صلی اللہ علی وآلہ وسلم کی ارفع و اعلیٰ جسمانی حیات میں کوئی شک و شبہ کرنا گویا آفتاب عالم آشکار کا انکار کرنا ہے۔ یہی وجہ ہے اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ ارحمہ نے حلف اٹھا کر "حیات النبی" کے عقیدے کا اعلان کیا اور فرمایا کہ ۔

marfat.com

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ   مری چشم عالم سے چھپ جانے والے

برادران ملت ابہر کیف میں اپنی نقری کے تینواجزاء پر یعنی ہر مرنے والے کی موت یکساں اور برابر نہیں۔ ہر مرنے والا ایک ہی جیسا نہیں۔ ہر قبر ایک ہی جیسی نہیں کافی روشنی ڈال چکا۔ جو طالب حق کے لیے حق نما شاہراہ ہدایت سے کم نہیں۔ باقی عناد پسند اور کج فہم لوگ جن کی بصیرتوں کے محلات کو عناد وانکار کے ڈائنامیٹ نے تس نس کر دیا ہے۔ ان کے لیے تو ہدایتوں کے ہزاروں دفتر بھی بیکار ہیں۔ کیوں؟ اس لیے کہ ۔

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرا کا جگر   مرد نادان پر کلام نرم و نازک بے اثر

خداوند کریم قبول حق کی توفیق عطا فرمائے اور عناد وانکار کی بیماری سے ہر مسلمان کو محفوظ رکھے۔ (آمین)

وما علینا الا البلغ وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

تمت بالخیر

marfat.com

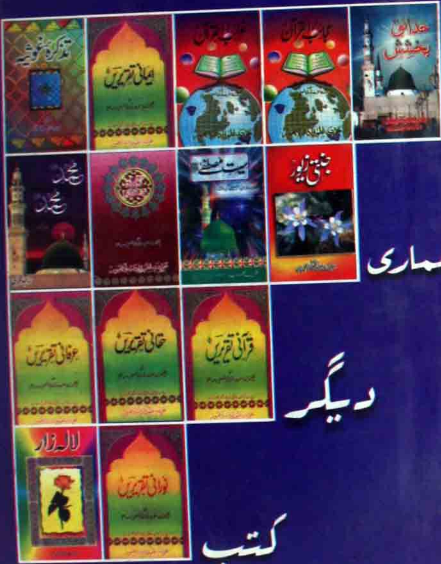

ہماری دیگر کتب

خزینہ علم و ادب

الکریم مارکیٹ اردو بازار - لاہور ۷۳۱۴۱۶۹

Title Designed by: Ubaidullah
Tel: 7122943